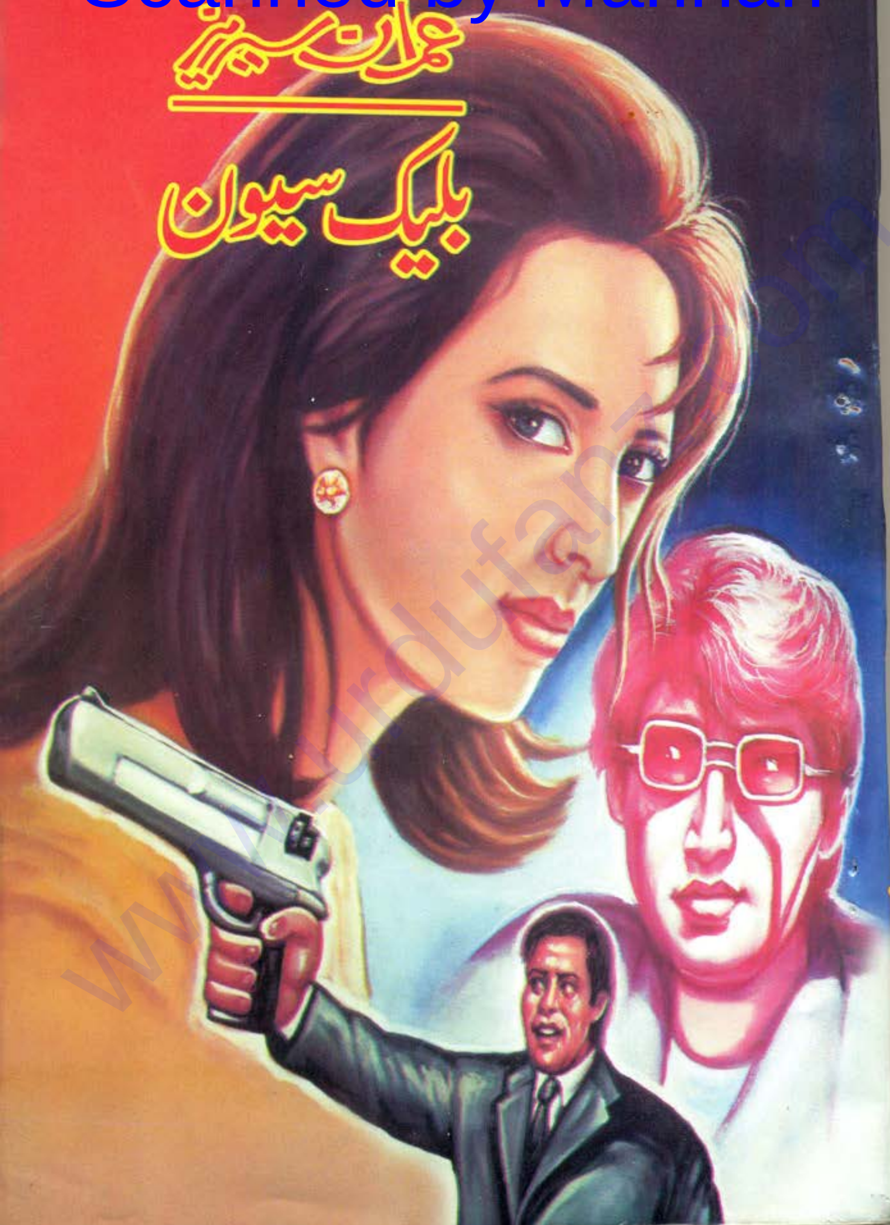

عمران سیریز
بلیک سیون

بلکہ پورا ایشیا خوشحال اور ترقی یافتہ ہو جائے۔ لیکن بعض ممالک اور طاقتیں ایسا نہیں چاہتیں کیونکہ ایسا ہونا ان کے مفادات کے خلاف ہے۔ یہ ناول بھی ایک ایسی ہی کوشش کی کہانی ہے۔ جب شوگران کے ایک باصلاحیت رہنما نے پاکیشیا کے ساتھ مل کر پورے ایشیا کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ایک پراجیکٹ پر کام کرنا چاہا تو نہ صرف اس رہنما کو ختم کرا دیا گیا بلکہ شوگران اور پاکیشیا کے قابل، لائق اور اہم سائنس دانوں کو بھی قتل کرا دیا گیا اور ان کے قتل کو قدرتی حادثے کا رنگ دیا گیا لیکن جہاں عمران ہو وہاں حقائق کو چھپانا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عمران کو معاملہ فہمی کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم عطا کی ہے۔ سو جب عمران کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو پھر وہاں سے ایک تیز رفتار اور ایکشن فل کہانی کا آغاز ہوا جسے بلیک سیون کا نام دیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی آپ کے ذوق کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ میں آپ کے اور علی عمران کے درمیان زیادہ دیر تک حائل نہیں رہ سکتا اس لئے اس گزارش کے بعد کہ ناول پڑھ کر اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

آج کل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے فراغت کے ان دنوں میں تمام ممبرز سیر وتفریح اور ہوٹلنگ میں اپنا وقت گزار رہے تھے۔ وہ کسی ایک ممبر کے فلیٹ میں جمع ہو جاتے۔ اسی دن کا پروگرام بنایا جاتا اور پھر اس پروگرام پر عمل بھی کیا جاتا۔ آج وہ سب صفدر کے فلیٹ پر جمع ہوئے تھے۔ آج سرجانی جھیل کی سیر کا پروگرام تھا جو کہ دارالحکومت میں ایک خوبصورت پکنک پوائنٹ تھا۔ ابھی بارہ بجے تھے اور جھیل پر جانے کا پروگرام تین بجے کا تھا۔ یہ تین گھنٹے انہوں نے صفدر کے فلیٹ میں ہی گزارنے تھے اور لنچ ہوٹل سے منگوانا تھا۔

اس وقت کمپیوٹر آن تھا اور کمپیوٹر پر پاکیشیائی غزل گو گلوکاروں کی غزلیں لگی ہوئی تھیں۔ اسپیکر کی آواز بہت ہی دھیمی تھی اور وہ غزلیں سننے کے ساتھ ساتھ گپ شپ بھی کر رہے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ چائے کا ایک دور چلنا چاہئے''..... نعمانی نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی بنا کر لاتا ہوں''..... صفدر نے کہا اور صوفے سے اٹھنے لگا۔

''تم بیٹھو چائے میں بنا لاتی ہوں''..... جولیا نے کہا اور صوفے سے اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی جبکہ صفدر واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہماری محفلوں میں وہ پہلے جیسی رونق نہیں رہی''..... خاور نے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا مطلب۔ تم کس رونق کی بات کر رہے ہو''..... چوہان نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک کسی نے بھی قہقہہ نہیں لگایا''..... خاور نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ تم ٹھیک کہہ رہے''..... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بھئی۔ مسکراہٹیں چہروں پر آئیں یا قہقہے ہونٹوں سے پھوٹیں۔ اس کی وجہ عمران صاحب ہوتے ہیں۔ جس محفل میں عمران صاحب ہوں وہ محفل قہقہوں سے بجتی رہتی ہے اور جس محفل میں عمران صاحب نہ ہوں وہ مسکراہٹوں اور قہقہوں سے خالی رہتی ہے''۔ نعمانی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہماری فلموں میں کسی زمانے میں ایک مسخرہ

ضرور لیا جاتا تھا اور سرکس میں تو اب بھی جوکر ہوتے ہیں۔ ہماری محفلوں کا مسخرہ اور جوکر آج کل محفلوں سے غائب ہے اس لئے تمہیں محفلیں مسکراہٹوں سے خالی نظر آتی ہیں''..... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا غیبت کہلاتی ہے تنویر''..... خاور نے کہا۔

''میں عمران کی برائی تو نہیں کر رہا۔ میں تو تمہاری بات کی تائید کر رہا ہوں کہ واقعی عمران کے بغیر ہماری محفلیں بے رونق رہتی ہیں''..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خیر ہے تنویر۔ آج تم عمران کی تعریف کر رہے ہو''..... جولیا نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بڑی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں چائے کے کپ رکھے ہوئے تھے۔

''تنویر عمران صاحب کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ ان پر تنقید کر رہا ہے''..... خاور نے جولیا سے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس دوران ہونے والی بات بھی دوہرا دی۔

''یہ تو واقعی بری بات ہے تنویر۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق برے ریمارکس دینا غیر اخلاقی حرکت ہے''..... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس دوران اس نے ٹرے میز پر رکھ دی تھی اور سب نے چائے کے کپ اٹھا لئے تھے۔

''مجھے معلوم ہے اور میں بھی تو دل سے اس پر تنقید نہیں کرتا۔

میں بھی یہ سب مذاق میں کہتا ہوں''...... تنویر نے جولیا کا موڈ خراب ہوتے ہوئے دیکھا تو بات بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب نے ہماری محفلوں میں آنا کم کیوں کر دیا ہے''...... اس سے پہلے کہ تنویر کی بات کے جواب میں جولیا کچھ کہتی نعمانی نے جولیا سے کہا۔

''عمران دو چار کتابیں کیا پڑھ گیا ہے خود کو عالم فاضل سمجھنے لگا ہے اور ہمیں جاہل، گنوار۔ اس لئے اب وہ ہماری محفلوں میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا''...... جولیا نعمانی کی بات کا جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ تنویر نے بے ساختہ کہا۔

''تنویر۔ اب بھی تم نے عمران صاحب کی غیبت کی ہے''۔ اس مرتبہ صفدر نے تنویر سے کہا۔

''سوری۔ میں بے خیالی میں بول گیا''...... تنویر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''عمران اب مطالعہ پر زیادہ توجہ دینے لگا ہے۔ اس لئے اب وہ زیادہ وقت اپنے فلیٹ پر گزارتا ہے''...... جولیا نے نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پہلے سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے جبکہ اب وہ ہر قسم کی کتب پڑھتے ہیں۔ فلسفہ، افسانے، شاعری، تاریخ وغیرہ۔ جس موضوع پر بھی انہیں کتاب مل جائے وہ پڑھ کر ہی دم لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اسی لئے ان کی سوچ بہت وسعت اختیار کر گئی ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''صفدر۔ یہ جنتری پڑھی ہے''...... خاور نے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔ خاور کے ہاتھ میں نئی جنتری تھی جو صفدر کل شام ہی لایا تھا اور وہ جنتری اس نے میز پر رکھ دی تھی۔ اب خاور وہی جنتری پڑھ رہا تھا۔

''کیا لکھا ہے اس جنتری میں''...... جولیا نے خاور سے پوچھا۔

''نئے سال کی پیشین گوئیاں لکھی ہوئی ہیں''...... خاور نے نظریں جنتری کے صفحے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''کیا پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اس جنتری میں''...... اس مرتبہ صفدر نے خاور سے پوچھا۔

''لکھا ہے کہ یہ سال پاکیشیا کے لئے بہت ہی کٹھن ہو گا۔ مہنگائی اور غربت میں اضافہ ہو گا۔ حکومت اور اپوزیشن میں مخالفت عروج پر پہنچ جائے گی۔ جس کی وجہ سے حکومت مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ دہشت گردی کی کارروائیاں ہوں گی۔ ہنگامے اور احتجاجی ریلیاں عام ہوں گی''...... خاور نے جنتری میں سے چند پیشین گوئیاں پڑھ کر سناتے ہوئے کہا۔

''یہ سب ایسے ہی پیسہ بنانے کے لئے لکھ دیتے ہیں ورنہ ایسی باتیں ہوتی نہیں ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے تنویر۔ علم الاعداد، علم نجوم اور علم جعفر اور

ان جیسے دیگر علوم اس دنیا میں موجود ہیں اور ان علوم کے جاننے والے بھی''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''مجھے تو کبھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو ان علوم کو جانتا ہو۔ کیا تمہیں کبھی کوئی ایسا آدمی ملا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایک نہیں کئی عالم ملے ہیں تم بھی اب خیال رکھنا۔ کوئی عالم مل جائے تو تجربہ کر کے دیکھ لینا''...... صفدر نے تنویر سے کہا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تنویر۔ تم صفدر کی بات پر طنزاً ہنس رہے ہو۔ صفدر نے ٹھیک بات کہی ہے''...... صدیقی نے تنویر سے کہا۔

''میں جانتا ہوں یہ علوم دنیا میں موجود ہیں لیکن مجھے آج تک ان علوم کا کوئی ماہر نہیں ملا''...... تنویر نے کہا۔

''تم نیت کر لو۔ انشاء اللہ تمہیں بھی ان علوم کا کوئی ماہر مل ہی جائے گا''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''اب میرے دل میں بھی خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ میں ان علوم کے کسی ماہر سے ملوں''...... تنویر نے کہا۔

''اگر تمہارے دل میں خواہش پیدا ہو گئی ہے تو پھر جلد تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی''...... چوہان نے کہا۔

''وہ خواہش تو جب پوری ہو گی سو ہو گی۔ فی الحال تو کھانا کھانے کی خواہش ہے''...... تنویر نے کہا۔

''پھر تم ہی ہوٹل جاؤ اور کھانا لے آؤ''...... صدیقی نے تنویر سے

کہا۔

''جو بولے۔ وہی دروازہ کھولے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی مسکرانے لگا۔

''محاورہ تو تم نے موقع محل کے مطابق بولا ہے۔ کیا محاوروں کا کوئی کورس کر لیا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اب محاورات کا کیا کورس کرنا۔ دوران تعلیم جن محاوروں کو رٹا لگایا تھا ان میں سے ایک محاورہ اس وقت یاد آ گیا''...... تنویر نے کہا۔

''اب جیب کو ہوا بھی لگاؤ گے یا یونہی محاورے سناتے رہو گے''...... اس مرتبہ چوہان نے کہا۔

''تنویر۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جیب سے پیسے نکالتے ہوئے تمہارا دل ڈوب رہا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں عمران نہیں ہوں کہ کنجوسی کا مظاہرہ کروں گا۔ تم جانتی ہو کہ میں کھلے ہاتھ خرچ کرتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب کی بات نہ کرو۔ وہ خود خرچہ نہیں کرتے لیکن دوسروں کا خرچہ نہایت ہی خوبی سے کرا دیتے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ بے وقوف لوگ ہوتے ہیں جو عمران کی باتوں میں آ کر اپنی جیبیں خالی کر دیتے ہیں۔ عمران کبھی مجھ سے پیسے نکلوا کر دکھائے تو میں اسے مانوں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب فنکار آدمی ہیں۔ وہ تمہیں بھی بے وقوف بنا سکتے ہیں''...... صدیقی نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

''یہ تمہاری اور عمران کی بھول ہے۔ میں اس کے جھانسے میں آ ہی نہیں سکتا''...... تنویر نے کہا۔

''صدیقی۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ عمران صاحب بہت بڑے فنکار سہی لیکن ان کی فنکاری تنویر کے سامنے نہیں چل سکتی''۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر کا سینہ پھول گیا۔

''جبکہ میں تو شرط لگانے کو تیار ہوں۔ عمران صاحب نہایت آسانی سے تنویر کی جیب خالی کرا سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''صدیقی۔ تم تنویر کو چیلنج کر کے غلطی کر رہے ہو''...... اس مرتبہ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جولیا۔ صدیقی مجھ سے شرط لگانا چاہتا ہے تو اسے شرط لگانے دو''...... تنویر نے جولیا سے کہا۔

''اوکے۔ اگر عمران صاحب نے تم سے کسی بھی طرح کچھ رقم نکلوا لی تو تم ہم سب کو پورا ایک ہفتہ سی ویو ہوٹل میں کھانا کھلاؤ گے اور اگر عمران صاحب دو دنوں کے اندر تم سے رقم نکلوانے میں ناکام رہے تو پھر میں سب کو پورا ایک ہفتہ ڈنر کراؤں گا''۔ صدیقی نے تنویر سے کہا۔

''ڈن''...... تنویر نے صدیقی سے کہا اور ساتھ ہی اس نے صدیقی سے ہاتھ بھی ملایا۔

''میں عمران صاحب کو اس شرط کے بارے میں بتا دوں''۔ صدیقی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے سیل فون کے نمبرز پریس کئے۔ دوسری طرف بیل جانے لگی تو اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''لیس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ''۔ چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب۔ میں صدیقی بول رہا ہوں''...... عمران کی آواز سننے کے بعد صدیقی نے کہا۔

''ارے واہ۔ آج بہت عرصے کے بعد تمہاری سریلی آواز سننے کو ملی ہے''...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے متعلق میرے اور تنویر کے درمیان ایک شرط لگ گئی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''بھئی شرط لگانا تو بری بات ہے۔ شرط میں جیتی ہوئی اور ہاری ہوئی رقم حرام ہوتی ہے''...... دوسری طرف سے اچانک عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''سوری عمران صاحب۔ ہمیں اس بات کا خیال نہیں رہا تھا''۔ صدیقی نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''یہ اچھی بات ہے کہ تمہیں احساس ہو گیا۔ اب شرط تو ہو گئی ختم لیکن یہ بتاؤ کہ شرط تھی کیا''...... دوسری طرف سے عمران نے

پوچھا تو صدیقی نے اسے شرط بتا دی۔

"اوکے۔ اب تم تنویر سے صرف آج ہی کھانا کھاؤ اور شرط کو ختم سمجھو"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے عمران نے الوداعی کلمات کہہ کر کال منقطع کر دی۔

"بس۔ شرط کا سن کر ہی عمران میدان چھوڑ کر بھاگ گیا"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب نے ٹھیک کہا ہے تنویر۔ شرط واقعی اچھی بات نہیں ہے"...... چوہان نے تنویر سے کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو اور کھانا لاؤ۔ اب بھوک بڑھتی جا رہی ہے"...... خاور نے کہا۔

"کھانا میں لے آتا ہوں۔ تم لوگ میرے فلیٹ پر ہو"۔ صفدر نے کہا اور اٹھنے لگا۔

"رہنے دو۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ کھانا میں لا رہا ہوں تو پھر تمہیں جانے کی کیا ضرورت ہے"...... تنویر نے صفدر سے کہا اور پھر اس نے صفدر کا بازو پکڑ کر اسے واپس صوفے پر بٹھا دیا اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

سی ویو ہوٹل صفدر کے فلیٹ سے بیس منٹ کی ڈرائیو پر تھا۔ چائنیز رائس تازہ تیار ہونے میں آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ وہ کھانا لے کر واپس آ رہا تھا کہ اس کی نظر سڑک سے کچھ فاصلے پر موجود ایک

درخت کے نیچے پڑی۔ درخت کے نیچے دو آدمی کھڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک انتہائی ضعیف تھا جبکہ دوسرا جوان آدمی تھا۔ ضعیف آدمی جوان آدمی کو دھکے دے رہا تھا جبکہ جوان آدمی نے ضعیف آدمی کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ جوان آدمی کے چہرے پر عزت و احترام اور عقیدت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جبکہ بوڑھے کے چہرے پر غصہ سا نظر آ رہا تھا۔ تنویر کی کار ان سے چند گز آگے نکل گئی۔ پھر تنویر نے کار روک لی۔ اس کے دل میں فوراً یہ خیال آیا کہ بوڑھا جوان آدمی کا باپ ہے اور اس سے ناراض ہے جبکہ جوان آدمی اسے منانے کی کوشش کر رہا ہے۔ نجانے کیسے تنویر کے دل میں یہ خیال ابھرا کہ وہ ان دونوں میں صلح کرا دے۔ لہٰذا اس خیال کے آتے ہی اس نے اپنی کار بیک کی اور درخت کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی اور کار سے نیچے اتر آیا۔

"دفع ہو جا۔ دفع ہو جا"...... تنویر نے ضعیف آدمی کی غصیلی آواز سنی۔

"کیا بات ہے بابا جی۔ آپ اس سے کیوں ناراض ہیں"۔ تنویر نے ان دونوں کے قریب پہنچتے ہوئے انتہائی نرم اور میٹھے لہجے میں ضعیف آدمی سے کہا تو اس نے غصیلی نظروں سے تنویر کو دیکھا۔

"تو اس کا حمایتی بن کر آیا ہے۔ جا۔ تو بھی دفع ہو جا"۔ ضعیف آدمی کی بات سن کر تنویر کو غصہ تو بہت آیا لیکن ضعیف آدمی کی عمر کو

دیکھتے ہوئے اس نے فوراً ہی اپنے غصے پر قابو پا لیا۔

''کیا بات ہے بھائی صاحب۔ آپ نے اپنے والد صاحب کو کیوں ناراض کیا ہوا ہے''...... تنویر نے ضعیف آدمی کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے جوان آدمی سے پوچھا۔

''جناب۔ یہ میرے والد صاحب نہیں ہیں بلکہ یہ میرے پیر صاحب ہیں۔ میرے مرشد ہیں۔ ان کی دعاؤں سے اللہ نے مجھے برسر روزگار کیا ہے اور میرے رزق میں برکت پیدا کر دی ہے۔ میری پسندیدہ لڑکی کی شادی کہیں اور طے ہو رہی تھی انہوں نے دعا کی تو اس لڑکی سے میری شادی ہوگئی۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ ان کی دعاؤں سے ہزاروں لوگ اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ لیکن اب یہ مجھ سے ناراض ہیں تو میں بے چین ہو رہا ہوں جب تک ان کا غصہ دور نہیں ہو گا۔ میں ان کے قدم نہیں چھوڑوں گا''...... جوان آدمی نے تنویر سے کہا اور اس کے بعد اس نے ضعیف آدمی کے پاؤں پکڑ لئے۔

''مجھے معاف کر دو سائیں بابا۔ مجھے معاف کر دو''...... جوان آدمی نے ضعیف آدمی کے پاؤں پکڑتے ہوئے کہا۔

''نالائق۔ ناخلف۔ تیرے ذمے ایک بیوہ اور اس کے بچوں کی کفالت سونپی تھی تو وہ صحیح طور پر نہیں کر سکا۔ تو اور تیرے گھر والے مرغے چرغے کھا رہے ہیں لیکن وہ بیوہ بچوں کے ساتھ بھوکی بیٹھی ہوئی ہے۔ تو معافی کے لائق نہیں ہے۔ جا دفع ہو جا''۔ ضعیف

آدمی نے بدستور غصے سے کہا۔

''مجھ سے غفلت ہوگئی سائیں بابا۔ صرف ایک دفعہ مجھے معاف کر دو۔ آئندہ غفلت نہیں ہو گی۔ مجھ سے آپ ابھی رقم لے لو''۔

جوان آدمی نے معافی مانگتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ضعیف آدمی کی طرف بڑھائی۔

''اسے دور کر مجھ سے اور معافی بھی اس بیوہ خاتون سے مانگ۔ جا۔ دفع ہو جا''...... ضعیف آدمی نے سخت لہجے میں کہا تو جوان آدمی نے نوٹوں کی گڈی واپس جیب میں رکھ لی۔

''ٹھیک ہے بابا جی۔ میں ابھی جاتا ہوں اور اس خاتون سے معافی مانگتا ہوں''...... جوان آدمی نے کہا پھر اس نے ضعیف آدمی کے پاؤں چھوئے اور سڑک کی طرف بڑھا۔

''تو کیا چاہتا ہے''...... جب جوان آدمی چلا گیا تو ضعیف آدمی نے تنویر سے پوچھا۔

''بابا جی۔ آپ میرے دل کی بات تو جان گئے ہوں گے''۔ تنویر نے ضعیف آدمی سے کہا۔

''ایسے کیسے جان سکتا ہوں۔ ہاتھ دکھا اپنا''...... بابا جی نے سخت لہجے میں کہا۔ تنویر نے اپنا ہاتھ بابا جی کی طرف بڑھایا۔ بابا جی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ ایک ہاتھ دیکھنے کے بعد بابا جی نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی دیکھا۔ اس کے بعد وہ زمین پر بیٹھ گیا اور مٹی پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگا۔

"بہت عرصے سے باہر کے ملک کی ایک لڑکی کو تو نے اپنے دل میں بسایا ہوا ہے"...... کچھ دیر کے بعد بابا جی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو تنویر کے دل کی دھڑکن یکدم ہی تیز ہو گئی۔

"لڑکی کے نام کا پہلا حرف ج ہے نا"...... بابا جی نے اب بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"بابا جی۔ میں تو اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور شادی تو ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے نا"......تنویر نے کہا۔

"بیشک شادی مذہبی فریضہ ہے لیکن اس میں چند رکاوٹیں ہیں"۔ بابا جی نے کہا۔

"کیا رکاوٹیں ہیں بابا جی۔ اور وہ کیسے دور ہوں گی"...... تنویر نے بے چین لہجے میں کہا۔

"سب سے بڑی رکاوٹ تو تمہارا افسر اعلیٰ جس کا نام شاید ایکس سے شروع ہوتا ہے اور دوسری رکاوٹ یہ لڑکی جیم تمہارے ایک ساتھی عین کو پسند کرتی ہے"...... بابا جی نے تنویر سے کہا۔

"بابا جی۔ خدارا میری مدد کریں۔ میں جیم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جیم کے دل سے عین کی محبت ختم ہو جائے"......تنویر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے جیم کے دل سے عین کی محبت ختم کرنی ہو گی اور پھر اس کے دل میں تمہاری محبت ڈالنی ہو گی"...... بابا جی نے تنویر سے کہا۔

"بابا جی۔ آپ جیم کے دل میں میرے لئے محبت پیدا کر دیں"۔ تنویر نے بابا جی سے کہا۔

"میں تو کسی کے دل میں محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف دعا کرتا ہوں اور دعا کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر تم کوئی صدقہ خیرات بھی نہیں دیتے میں تمہارے لئے کیسے دعا کروں"...... بابا جی نے کہا۔

"بابا جی۔ میں اب صدقہ خیرات دیا کروں گا بلکہ یہ لیں میری طرف سے آپ صدقہ دیں"......تنویر نے کہا اور پھر اس نے جیب میں سے چند نوٹ نکال کر ضعیف کی طرف بڑھائے۔

"پیچھے کر۔ پیچھے کر انہیں۔ یہ تو جہنم کا ایندھن ہیں"...... بابا جی نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"بابا جی۔ میں کسی غریب کو نہیں جانتا۔ میری طرف سے آپ کسی بیوہ کو دے دیجئے گا"......تنویر نے کہا تو بابا جی سوچ میں پڑ گئے اور چند لمحوں بعد انہوں نے نوٹ لے لئے۔

"ٹھیک ہے اب تو دفع ہو جا۔ میں تیرے لئے دعا کروں گا۔ چل جا"...... بابا جی نے کہا تو تنویر نے اسے سلام کیا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔ کار کے قریب پہنچ کر وہ کار میں بیٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ صفدر کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

"تنویر۔ کھانا لانے میں تم نے بہت دیر کر دی"...... جولیا نے اس سے کہا۔

''نہیں۔ بیس پچیس منٹ کا تو راستہ ہے پھر چائنیز رائس تو وہ فریش تیار کرتے ہیں جس میں تیس پینتیس منٹ تو لگ ہی جاتے ہیں۔ اس حساب سے وقت دیکھ لو کہ میں وقت پر آیا ہوں یا لیٹ ہوا ہوں''...... تنویر نے جولیا سے کہا۔

''ہاں۔ تم وقت پر آ گئے ہو لیکن اتنی تفصیل سے تم اپنی صفائی کیوں دے رہے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''میں اپنی صفائی کیوں دوں گا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ تم اپنی صفائی کیوں دے رہے ہو''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''میں نے تو جولیا کی بات کا جواب دیا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ تم کھانا لے کر واپس آئے ہو تو بہت ہی خوش دکھائی دے رہے تھے اس کی کیا وجہ ہے''...... اس مرتبہ نعمانی نے تنویر سے پوچھا۔

''معلوم نہیں میرے جانے کے بعد تم نے کیا میٹنگ کی ہے کہ سب ہی میرے پیچھے پڑ گئے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''مس جولیا۔ یہ باتیں تو چلتی ہی رہیں گی آپ تو کھانا لگائیں۔ بھوک اب برداشت نہیں ہو رہی''...... خاور نے جولیا سے کہا تو جولیا فوراً ہی صوفے سے کھڑی ہو گئی۔

''چلیئے۔ میں آپ کا ہاتھ بٹا دیتا ہوں''...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم سے باہر چلے گئے۔ کھانا میز پر لگ گیا تو خاور نے انہیں ڈائننگ روم میں بلا لیا۔ ابھی وہ ڈائننگ روم میں کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ ڈور بیل بج اٹھی۔

''بیل بجانے کا یہ انداز عمران کا ہے''...... جولیا نے کہا جبکہ چوہان اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ واپس آیا تو واقعی اس کے ساتھ عمران تھا۔

''میں کتنے اچھے وقت پر آیا ہوں''...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ غائب رہنے لگے ہیں''...... کھانے کے بعد صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

''بھئی پیٹ کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے''...... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ پیٹ کے لئے آپ آج کل کیا کر رہے ہیں''۔ چوہان نے عمران سے پوچھا۔

''بھئی۔ آج کل ضرورت مندوں کے حق میں دعا کرتا ہوں تو وہ خوش ہو کر صدقہ، خیرات دے جاتے ہیں۔ جس سے اپنا دال دلیہ چل جاتا ہے''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو وہ بابا جی تم تھے''...... تنویر نے عمران کو گھورتے

ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک پلیٹ بھی اٹھا لی۔

''بابا جی۔ کون بابا جی۔ میں تو ابھی جوان ہوں بھائی۔ کالج بوائے''...... عمران نے حیرت اور معصومیت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا سر بھی نیچے جھکا لیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو پلیٹ اس کے سر پر لگتی جبکہ اب پلیٹ عمران کے پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی اور نیچے گر کر چکنا چور ہو گئی۔

''ہائے تم نے اتنی قیمتی پلیٹ توڑ دی۔ کچھ تو صفدر کی غربت کا بھی خیال کر لیا ہوتا''...... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر ساتھ ہی اس نے ایک جمپ لگایا اور دروازے تک پہنچ گیا جبکہ اس دوران تنویر نے اسے مارنے کے لئے ایک اور پلیٹ اٹھا لی تھی۔

''پہلے بیویاں، شوہروں کو پلیٹس مارتی تھیں اب رقیبوں نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔ تنویر کی پھینکی ہوئی دوسری پلیٹ دروازے سے ٹکرائی اور وہ بھی چکنا چور ہو گئی۔

یہ بہترین ڈیکوریٹ کیا گیا آفس تھا اور آفس میں ایگزیکٹو چیئر پر بلیک برڈ بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک برڈ ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا آدمی تھا جس کی آنکھوں سے عیاری اور سفاکی ٹپکتی تھی۔ وہ اپنے چہرے سے انتہائی ظالم انسان دکھائی دیتا تھا۔ بلیک برڈ کناڈا کی سرکاری سیکرٹ ایجنسی بلیک سیون کا چیف تھا۔ بلیک سیون انتہائی فعال اور بہترین کارکردگی کی حامل سیکرٹ ایجنسی تھی۔ اس ایجنسی نے لاتعداد مشن کامیابی کے ساتھ مکمل کئے تھے۔ بے شمار مشن مکمل کرنے کے بعد بھی اس ایجنسی کا نام کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا تھا۔ سیکرٹ فیلڈ میں یہ گمنام ایجنسی تھی۔ کناڈا میں بھی اسے کم لوگ ہی جانتے تھے۔

بلیک برڈ اس وقت ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ پچھلے دنوں اس کی ایجنسی نے جنوبی افریقہ میں ایک مشن مکمل کیا تھا

اور یہ فائل اسی مشن سے متعلق تھی۔ فائل میں تین کاغذ تھے اور جب بلیک برڈ نے تینوں کاغذات پڑھ لئے تو اس نے فائل بند کی اور ٹیبل پر رکھی ہوئی فائل باسکٹ میں وہ فائل رکھ دی۔ مشن اتنا اہم نہیں تھا اس لئے اس نے اس مشن پر اپنی اسسٹنٹ مس ٹیگورا کو بھیجا تھا اور مس ٹیگورا نے اس مشن میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اب اس نے اس مشن کی رپورٹ سیکرٹری دفاع کو دینی تھی کیونکہ بلیک سیون کا انتظامی انچارج سیکرٹری دفاع ہی تھا۔ فائل باسکٹ میں رکھنے کے بعد وہ چند لمحوں تک بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ابھی اس کا ہاتھ رسیور تک نہیں پہنچا تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی ہی بیل بجنے لگی۔ اس فون کی بیل بجنے پر وہ چونکا اور اس کا ہاتھ رک گیا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”بلیک برڈ سپیکنگ“...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

”جان رائٹ بول رہا ہوں بلیک برڈ“...... دوسری طرف سے سیکرٹری دفاع کی آواز سنائی دی۔

”رائٹ صاحب۔ میں ابھی آپ ہی کو فون کرنے لگا تھا کیونکہ ہم نے جنوبی افریقہ والا مشن مکمل کر لیا ہے“...... سیکرٹری دفاع جان رائٹ کی آواز سننے کے بعد بلیک برڈ نے نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

”ایک اور کامیابی آپ کو مبارک ہو برڈ صاحب“...... دوسری

طرف سے جان رائٹ نے اسے مبارک دی۔

”تھینک یو رائٹ صاحب۔ میں آپ کو فائل کی ایک کاپی بھجوا دیتا ہوں“...... بلیک برڈ نے کہا۔

”فائل کی کاپی آپ مجھے بعد میں بھجوا دیجئے گا لیکن اس وقت آپ میرے آفس تشریف لے آئیں۔ آپ سے ایک اہم میٹنگ کرنی ہے“...... دوسری طرف سے جان رائٹ کی آواز سنائی دی۔

”او کے۔ میں آ رہا ہوں“...... بلیک برڈ نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ بلیک برڈ نے بھی رسیور رکھا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کیا۔

”یس سر“...... فوراً ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”میں جان رائٹ صاحب سے ملنے جا رہا ہوں“...... بلیک برڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے بعد اس نے رسیور رکھا اور اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ سیکرٹری دفاع کے آفس میں پہنچ چکا تھا۔

”برڈ صاحب۔ تشریف رکھیے“...... جان رائٹ نے اسے دیکھا تو کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

”تھینک یو“...... بلیک برڈ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب بلیک برڈ کرسی پر بیٹھ چکا تو جان رائٹ نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو نمبرز پریس کر دیئے۔

''میرے آفس میں چائے بھجوا دیں اور اس کے بعد میں ایمرجنسی میٹنگ میں مصروف ہوں لہٰذا اس دوران آپ نے مجھے کوئی کال نہیں دینی اور نہ ہی کسی ملاقاتی کو میرے کمرے میں بھیجنا ہے''...... سیکرٹری دفاع جان رائٹ نے اپنی سیکرٹری کو ہدایت دی اور اس کے بعد انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

''برڈ صاحب۔ آپ کی ایجنسی نے جنوبی افریقہ میں مشن مکمل کیا ہے یہ آپ کی ایک اور کامیابی ہے۔ آپ کے آنے سے قبل میں نے اس کامیابی کی اطلاع صدر صاحب کو دے دی ہے۔ وہ بھی آپ کو مبارک باد دے رہے ہیں''...... جان رائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ رائٹ صاحب۔ یہ اتنا مشکل مشن نہیں تھا۔ اس مشن کو میری اسسٹنٹ مس ٹیگورا نے مکمل کیا ہے''...... بلیک برڈ نے مغرور لہجے میں کہا۔

''برڈ صاحب۔ آپ کی پوری ٹیم ہی اعلیٰ کارکردگی کی حامل ہے اور ہمیں آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر فخر ہے''...... جان رائٹ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور پیون چائے کے برتن اٹھائے اندر آ گیا۔ اس کے اندر آنے پر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ پیون نے چائے کے برتن سائیڈ میں موجود ایک چھوٹی ٹیبل پر رکھے اور چائے کے دو کپ تیار کر کے انہیں پیش کئے اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''برڈ صاحب۔ آپ نے پاکیشیا کا نام سنا ہے''...... پیون کے جانے کے بعد جان رائٹ نے بلیک برڈ سے کہا۔

''جی ہاں۔ ایشیا کا ایک معروف ملک ہے۔ اسلامی ممالک میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے''۔ جان رائٹ نے اس سے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں میں کوئی رائے نہیں دے سکتا کیونکہ اس ایجنسی سے میرا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ البتہ سنی سنائی بات یہ ہے کہ یہ ایجنسی انتہائی فعال اور خطرناک ایجنسی ہے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''ہاں۔ میری معلومات بھی یہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز اور خطرناک ایجنسی ہے۔ خاص طور پر پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران تو سیکرٹ فیلڈ میں مافوق الفطرت سمجھا جاتا ہے''۔ جان رائٹ نے کہا۔

''کیا اس بار ہمارا مشن پاکیشیا میں ہے''...... بلیک برڈ نے جان رائٹ سے پوچھا۔

''پاکیشیا میں بھی ہو سکتا ہے اور شوگران میں بھی اور ان دونوں ملکوں کے درمیان کسی مقام پر بھی''...... جان رائٹ نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔ بلیک برڈ اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

''اگر آپ کے ذہن میں یہ خدشہ ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس

سے مرعوب اور علی عمران سے خوفزدہ ہیں تو آپ اس خدشے کو اپنے دماغ سے نکال دیں۔ بلیک برڈ اور بلیک سیون کے نڈر ایجنٹ نہ تو کسی سے مرعوب ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی سے خوف کھاتے ہیں۔ ہم دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹوں کو زیر کرنا جانتے ہیں۔ ایک علی عمران کیا اگر ہمارے مقابلے پر دس علی عمران بھی آ جائیں تو وہ مارے جائیں گے''...... جان رائٹ جب چند لمحوں تک کچھ نہ بولا تو بلیک برڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی کارکردگی سے مطمئن بھی ہوں اور آپ ہی کی وجہ سے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران سے مرعوب نہیں ہوں۔ اس وقت میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں''...... جان رائٹ نے بلیک برڈ کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''اب آپ کچھ اور مت سوچیں اور مجھے مشن کے بارے میں بتائیں''...... اس مرتبہ بلیک برڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جان رائٹ نے اس پر جس طرح اعتماد کیا تھا اس سے وہ خوش ہو گیا تھا۔

''آپ یہ بات تو جانتے ہوں گے کہ پاکیشیا اور شوگران میں مثالی دوستی ہے''...... جان رائٹ نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے''...... بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں ملکوں کے درمیان مختلف معاہدے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اب ایک ایسا معاہدہ ہونے جا رہا ہے جس سے نہ صرف یہ دونوں ملک مستقبل میں سپر پاور بن کر ابھر سکتے ہیں بلکہ پورا ایشیا ہی ترقی یافتہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایشیا ترقی یافتہ ہو گیا تو پھر یورپ اور ایکریمیا پیچھے رہ جائے گا۔ خاص طور پر پاکیشیا کی ترقی تو ہم میں سے کسی کو بھی قبول نہیں کیونکہ پاکیشیا دیگر اسلامی ممالک کو بھی وہی ترقی دینا چاہتا ہے جو یہ خود حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ اس ملک کی ترقی گویا تمام مسلم ممالک کی ترقی ہے اور مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ شوگران بھی اس کی ترقی میں حصے دار ہوتا ہے''...... جان رائٹ نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران بلیک برڈ اثبات میں سر ہلاتا رہا۔

''شوگران کے سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ نے گرین ایشیا کے نام سے ایک منصوبہ بنایا ہے''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جان رائٹ نے پھر بولنا شروع کیا۔

''اس منصوبے کے تحت پہلے تو پاکیشیا اور شوگران مل کر کچھ پراجیکٹ شروع کریں گے اور پھر وہ آہستہ آہستہ ایشیا کے دوسرے ممالک کو بھی اس میں شامل کریں گے اور ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ باچان اور روسیاہ بھی اس منصوبے میں دلچسپی رکھتے ہیں کیونکہ اب یہ ممالک بھی ایشیا کو مضبوط، خوشحال اور ترقی یافتہ علاقہ دیکھنا چاہتے ہیں''...... جان رائٹ نے کہا اور ایک مرتبہ پھر وہ خاموش ہو

گیا۔

''بلیک سیون نے یہ منصوبہ ختم کرانا ہے''...... بلیک برڈ نے جان رائٹ سے پوچھا۔

''ہاں۔ بلیک سیون نے اس منصوبے کو ہر حال میں ختم کرانا ہے''...... جان رائٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''رائٹ صاحب۔ انسان تو ختم ہو جاتے ہیں لیکن منصوبے کیسے ختم کئے جا سکتے ہیں''...... بلیک برڈ نے کہا۔ بلیک برڈ کی بات سن کر جان رائٹ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''آج سے کچھ عرصہ پہلے سن انیس سو ستر کے بعد پاکیشیا کا ایک رہنما ابھرا تھا جس نے تمام مسلم ممالک کو اکٹھا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ براعظم ایشیا کے ممالک کے لئے ترقی کے کئی منصوبے بنائے لیکن اس کے وہ سارے منصوبے اسی کے ساتھ دفن ہو گئے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں قائدانہ صلاحیتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں وہ منصوبہ ساز ہوتے ہیں نہ صرف منصوبہ ساز بلکہ ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک بھی پہنچاتے ہیں لیکن اگر ان منصوبہ ساز لوگوں کا خاتمہ ہو جائے تو پھر ان کے بنائے ہوئے منصوبے بھی انہی کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں۔ شوگران کا سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ بھی ایک ایسا ہی منصوبہ ساز ہے۔ اگر اس کا خاتمہ ہو جائے گا تو اس کے ساتھ ہی اس منصوبے کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ بلیک سیون نے اسے اور اس منصوبے کی فائل کو اس طرح ختم کرنا

ہے کہ کسی کو شک ہی نہ ہو کہ چاؤچنگ کا مرڈر ہوا ہے بلکہ اس کا مرڈر ایک ایکسیڈنٹ ظاہر ہو''...... جان رائٹ نے ایک بار پھر طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس بات کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ میری فیلڈ ہے اور ہم ایسے کاموں کے ماہر ہوتے ہیں البتہ آپ اس کے بارے میں مجھے ابتدائی معلومات دیں''...... بلیک برڈ نے جان رائٹ سے کہا۔

''تفصیلی معلومات تو آپ شوگران پہنچ کر ہی حاصل کر سکتے ہیں البتہ اتنا بتا دیتا ہوں کہ آج سے تین دن بعد چاؤچنگ سرکاری دورے پر پاکیشیا پہنچ رہا ہے۔ اس کے اس دورے کے دوران گرین ایشیا پلان کا اعلان کیا جائے گا''...... جان رائٹ نے کہا۔

''یعنی آپ کو اس پلان کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں''...... بلیک برڈ نے جان رائٹ سے کہا۔

''مشترکہ بینکنگ، مشترکہ سائنس و ٹیکنالوجی کی کاوشیں، مشترکہ دفاعی حکمت عملی اور اس قسم کے کئی منصوبے انہوں نے شروع کرنے ہیں''...... جان رائٹ نے کہا۔

''آپ کو حتمی معلومات حاصل نہیں ہیں اور آپ بلاوجہ ہی پاکیشیا و شوگران سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ جس طرح ایکریمیا شوگران سے خوفزدہ رہتا ہے''...... بلیک برڈ نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''برڈ صاحب۔ آپ یہ بات کس بنا پر کہہ رہے ہیں''...... جان

رائٹ نے کہا۔

''جس قسم کے منصوبوں کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ ایسے منصوبوں کے معاہدے مختلف ملکوں کے درمیان طے پاتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ ان روٹین کی باتوں سے کیوں پریشان ہیں'' ...... بلیک برڈ نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں پہلے ہی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ چاؤچنگ ایک فعال افسر ہے اس میں قائدانہ صلاحیتیں بھی ہیں اگر اس نے ایشیا کو ترقی یافتہ بنانے کا سوچ لیا ہے تو پھر وہ لازماً ایسا کر بھی دکھائے گا اور ہم چاؤچنگ کی سوچ سے ہی پریشان ہیں'' ...... جان رائٹ نے کہا۔

''اوکے۔ آپ سمجھیں کہ چاؤچنگ گیا لیکن اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا نام کیوں لیا ہے۔ چاؤچنگ شوگرانی ہے اور شوگران میں ہی مارا جائے گا۔ اس کا تعلق پاکیشیا سے تو نہیں بنتا اور جس معاملے کا تعلق پاکیشیا سے نہ ہو پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں مداخلت نہیں کرتی''۔ بلیک برڈ نے کہا۔

''چاؤچنگ نے جو منصوبے بنائے ہیں اس میں پاکیشیا کا مفاد شامل ہیں اور اگر چاؤچنگ کا مرڈر ہوتا ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس چونک سکتی ہے اور پھر وہ اس معاملے میں مداخلت بھی کر سکتی ہے''۔ جان رائٹ نے کہا تو بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہونہہ۔ آپ کی یہ بات درست ہے۔ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شک ہو گیا تو وہ چاؤچنگ کے مرڈر اور اس کی وجوہات کے بارے میں انویسٹی گیشن کر سکتی ہے'' ...... بلیک برڈ نے کہا۔

''اسی لئے میں نے کہا ہے کہ چاؤچنگ کی موت قتل نہ ہو بلکہ ایکسیڈنٹ ہو'' ...... جان رائٹ نے کہا۔

''اس کی موت ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں ہو گی اور ایکسیڈنٹ بھی نیچرل ہو گا۔ اس کے باوجود بھی اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں ملوث ہوتی ہے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انجام عبرتناک ہو گا۔ ایسا بھیانک انجام کہ آئندہ کوئی بھی فرد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جوائن نہیں کرے گا'' ...... بلیک برڈ نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سیکرٹ فیلڈ میں بہت سی کامیابیاں حاصل کی ہوئی ہیں۔ لیکن آپ کی کامیابیوں کی لسٹ بھی کم نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے ایسا ہی ہو گا'' ...... جان رائٹ نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بلیک سیون ہمیشہ آپ کے اعتماد پر پورا اترے گی'' ...... بلیک برڈ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب آپ شوگران جانے کی تیاری کریں اور آپ آج ہی شوگران پہنچ جائیں'' ...... جان رائٹ نے بلیک برڈ سے کہا تو وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور اس نے جان رائٹ کی طرف ہاتھ

بڑھایا۔

''یہ ٹھیک ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور خطرناک ایجنسی سمجھی جاتی ہے لیکن شوگرانی ایجنسیاں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کم نہیں ہیں اس لئے آپ نے بہت ہی محتاط رہنا ہے''۔ جان رائٹ نے بلیک برڈ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''میں بلیک سیون کا چیف ہوں۔ نو دس سال کا بچہ نہیں ہوں کہ آپ مجھے ہدایات دے رہے ہیں''...... بلیک برڈ نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں جان رائٹ سے کہا۔

''سوری۔ میری بات آپ کو بری لگی۔ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں''...... جان رائٹ نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائے''...... بلیک برڈ نے روکھے سے لہجے میں کہا اور جان رائٹ سے ہاتھ ملا کر اس کے آفس سے باہر آ گیا۔

شوگران کے سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ سیکرٹری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی چیانگ یو اور سائنس دان سر ہاؤچی اس وقت چاؤچنگ کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سر ہاؤچی نے سیکرٹری سائنس اور ٹیکنالوجی چیانگ یو سے خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس کی ملاقات سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ سے کرائی جائے۔ سر ہاؤچی کی خواہش کے مطابق چیانگ یو اسے چاؤچنگ کے آفس میں لایا تھا۔

''لیس سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... چاؤچنگ نے مؤدبانہ لہجے میں سر ہاؤچی سے کہا۔ ہاؤچی کیونکہ شوگران کے ایک اہم سائنس دان تھے اس لئے تمام شوگرانی دل سے ان کا احترام کرتے تھے۔

''میں نے ایک تجربہ کیا ہے۔ جس سے سمندری پانی سے توانائی کا حصول ممکن بنایا جا سکتا ہے''...... ہاؤچی نے کہا۔

''وہ کیسے سر''...... سیکرٹری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی چیانگ یو نے اس سے پوچھا۔ کیونکہ ہاؤچی نے اس معاملے میں بات نہیں کی تھی اس لئے اسے بھی معلوم نہیں تھا کہ ہاؤچی، چاؤچنگ سے کیوں ملنا چاہتا ہے اور اس سے کیا بات چیت کرنا چاہتا ہے۔

''ایک تجربے کے دوران مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک خاص فریکونسی کی لہریں نمکین پانی پر ڈالنے سے پانی میں آگ لگ جاتی ہے۔ میں نے اس پر مزید تجربات کئے تو معلوم ہوا کہ ایک خاص ٹائپ کی ریڈیائی لہریں سمندری پانی میں ان کیمیکل بونڈز کو کمزور کر دیتی ہیں جو پانی کو نمکین بناتے ہیں اور اس عمل میں پانی سے ہائیڈروجن خارج ہونے لگتی ہے۔ یہ ہائیڈروجن چنگاری دکھانے پر بھڑک اٹھتی ہے اور جب تک ریڈیائی لہریں ڈالی جاتی ہیں تب تک آگ جلتی ہے''...... سر ہاؤچی نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔

''اوہ سر۔ یہ تو بہت عظیم ایجاد ہے۔ آپ کا نام تو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور شوگران عظیم سے عظیم تر ملک ہو جائے گا''...... چیانگ یو نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''نہیں۔ اس تجربے کی بنا پر میرا نام سائنسی تاریخ میں سنہری حروف میں نہیں لکھا جانا چاہئے بلکہ اس کی ابتدائی تحقیق اور ابتدائی تجربہ پاکیشیا کے سائنس دان سر اقبال نے کیا۔ وہ میرے کلاس فیلو اور بہترین دوست ہیں۔ ابتدائی تحقیق کے بعد وہ بیمار ہو گئے اور اپنا

کام جاری نہ رکھ سکے تو انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور اپنی تحقیق اور آئیڈیے کے بارے میں بتایا۔ میں نے اس ریسرچ پر پھر مزید تجربات کئے اور اس نتیجے تک پہنچا کہ ہائیڈروجن سے پیدا ہونے والی یہ حرارت تین سو درجے فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتی ہے اور اب میں یہ ریسرچ سر اقبال کو واپس کرنا چاہتا ہوں''...... سر ہاؤچی نے کہا۔

''سر۔ یہ عظیم کام آپ نے کیا یا سر اقبال نے ایک ہی بات ہے پاکیشیا ہمارا دوست ملک ہے ہم اس کی ایجادات سے اور وہ ہماری ایجادات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں''...... چیانگ یو نے کہا۔

''سر۔ ابھی آپ نے کہا تھا کہ سر اقبال نے بیمار ہونے کی وجہ سے اپنا یہ کام آپ کے حوالے کیا اور آپ نے اس پر مزید تجربات کئے اور اب آپ انہیں یہ کام واپس کر رہے ہیں کیا اب وہ بیمار نہیں رہے''...... چاؤچنگ نے ہاؤچی سے کہا۔

''ہاں۔ اب وہ صحت یاب ہو چکے ہیں اور ان کی خواہش یہ بھی ہے کہ میں ان کے ساتھ کام کروں اور اس عظیم کام کا سہرا دونوں کے سر باندھا جائے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آئیڈیا تحقیق اور اس پر تجربات سر اقبال کے ہیں لہذا کریڈٹ بھی انہیں ہی ملنا چاہئے۔ اس لئے میں نے آپ کو زحمت دی ہے کہ آپ حکومت کے علم میں لاتے ہوئے یہ فائل سر اقبال کے پاس بھجوا دیں''۔ ہاؤچی نے ایک فائل چاؤچنگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی سے پوچھا۔

''میں ٹیگورا ہوں۔ مس ٹیگورا''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے انگریزی زبان میں کہا۔ اس کا لہجہ ایکریمین تھا۔

''ٹیگورا۔ کون ٹیگورا۔ میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں''...... چاؤچنگ نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جان جاؤ گے۔ ابھی جان جاؤ گے۔ جب میں نے اپنا مکمل تعارف کرایا تو پھر اچھی طرح جان جاؤ گے''......لڑکی جس نے اپنا نام ٹیگورا بتایا تھا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کراؤ اپنا تعارف اور یہ بھی بتاؤ کہ تم میرے بند فلیٹ میں کیسے داخل ہوئیں اور پلازہ کے مین گیٹ پر موجود سیکورٹی اہلکار نے تمہیں پلازہ میں کیسے داخل ہونے دیا''...... چاؤچنگ نے کہا۔

''میں اگر کہیں جانا چاہوں تو دو تین سیکورٹی اہلکار تو کیا مجھے تو فوج کا پورا دستہ بھی نہیں روک سکتا اور رہی فلیٹ کا دروازہ لاک ہونے کی بات تو وہ بھی میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ میں ٹیگورا ہوں ایک طوفان، ایک ہنگامہ اور ایک دہشت۔ میں جہاں پہنچ جاتی ہوں وہاں تباہی و بربادی پھیل جاتی ہے''......مس ٹیگورا نے اس مرتبہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق ایکریمیا کی کسی سیکرٹ ایجنسی سے ہے''۔ چاؤچنگ نے اس کے ایکریمین لہجے کی وجہ سے کہا۔

''ایکریمین سیکرٹ ایجنسیاں تو میرے پاؤں کی جوتی کے برابر

ہیں مسٹر چاؤچنگ''...... ٹیگورا نے مغرورانہ لہجے میں کہا۔

''پھر تمہارا تعلق کس ملک سے ہے اور تم میرے فلیٹ پر کیا لینے آئی ہو''...... چاؤچنگ نے کہا۔

''تم ایک ہی فقرے میں کئی کئی سوال پوچھ رہے ہو مسٹر چاؤچنگ۔ خیر میں تمہارے دونوں سوالوں کا جواب دے دیتی ہوں''...... ٹیگورا نے چاؤچنگ سے کہا اور خاموش ہو گئی۔ وہ چند لمحوں تک خاموش رہی چاؤچنگ بھی اس دوران خاموش رہا وہ ٹیگورا کے بولنے کا منتظر رہا۔

''میرا تعلق کناڈا سے ہے اور میں کناڈا کی انتہائی سیکرٹ ایجنسی بلیک سیون کی سیکنڈ چیف ہوں۔ بلیک سیون کا تو تم نے نام بھی نہیں سنا ہو گا اور تمہارے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تمہارے فلیٹ پر تمہیں لے جانے کے لئے آئی ہوں''...... ٹیگورا نے اس مرتبہ پھر دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے لینے آئی ہو لیکن کیوں''...... چاؤچنگ نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''ہائے تم کتنے ظالم ہو مسٹر چاؤچنگ۔ دنیا کی حسین ترین لڑکی تمہیں لینے کے لئے آئی ہے اور تم اس سے اس لہجے میں بات کر رہے ہو''...... ٹیگورا نے اس مرتبہ شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم جس مقصد سے بھی آئی ہو بہتر ہے کہ واپس چلی جاؤ''۔ چاؤچنگ نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"پتھر نہ بنو مائی ڈیئر چاؤچنگ۔ آؤ میرے ساتھ چلو"...... ٹیگورا نے کہا اور پھر اس نے چاؤچنگ کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اگلے ہی لمحے وہ اچھلی اور اڑتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اسے یہ بات معلوم تو تھی کہ شوگران کا ہر فرد مارشل آرٹ جانتا ہے لیکن اسے چاؤچنگ سے اس پھرتی کی توقع نہیں تھی۔ کیونکہ چاؤچنگ عمر کے جس حصے میں تھا وہاں ایسی پھرتی کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں لاشعوری طور پر اس کا ہاتھ اپنے سر کے سامنے آیا اور اس کا سر دیوار سے ٹکرانے سے بچ گیا۔ اگر اس کا سر دیوار سے ٹکرا جاتا تو یقیناً پاش پاش ہو جاتا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ نیچے گری اور پھر اسپرنگ کی مانند اوپر اچھلی۔ دوسری طرف چاؤچنگ بھی اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ لہٰذا دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرائے اور فرش پر گرے۔ دونوں نے ہی اٹھنے میں تیزی دکھائی۔

ٹیگورا نے اٹھتے ہوئے اپنے دونوں پیر چاؤچنگ کے چہرے پر مارے۔ وہ اٹھتے اٹھتے پھر نیچے گر پڑا۔ ٹیگورا نے اس کی کنپٹی پر ٹھوکر مارنے کے لئے اس پر ٹانگ چلائی لیکن چاؤچنگ نے اس کا پیر پکڑا اور اسے تیزی سے گھما دیا۔ ٹیگورا پھرکی کی مانند گھومنے لگی۔ چاؤچنگ کا خیال تھا کہ ٹیگورا گھومتے گھومتے فرش پر گر پڑے گی لیکن اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ گھومنے کے دوران ہی ٹیگورا نے چاؤچنگ کی کنپٹی پر ایک ٹھوکر رسید کر دی جس کی وجہ سے اس کا سر فرش سے ٹکرایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے

جھلملانے لگے۔ پھر ابھی وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ ٹیگورا نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا دستہ چاؤچنگ کے سر کے پچھلے حصے پر مار دیا۔ سر پر لگنے والی اس ضرب کی وجہ سے چاؤچنگ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا۔ اس نے سر جھٹک کر اس اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن اگلے ہی لمحے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگی اور اس کا ذہن مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب گیا۔ ٹیگورا نے احتیاطاً اس کی کنپٹی پر ایک ٹھوکر بھی مار دی۔

چاؤچنگ کا شعور بیدار ہوا تو اسے اپنے بازو میں چبھن کا احساس ہوا جس سے وہ سمجھ گیا کہ اسے چند لمحے پہلے ہی انجکشن لگایا گیا ہے۔ شعور بیدار ہونے کے بعد اس نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ ایک کرسی پر بندھا ہوا تھا اور جس کمرے میں وہ موجود تھا وہ ایک کشادہ کمرہ تھا۔ اس کے سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کرسی پر وہی خوبصورت لڑکی ٹیگورا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے منہ میں پائپ تھا اور پائپ میں سگریٹ لگا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک کرخت چہرے والا مرد بیٹھا ہوا تھا۔ ٹیگورا کی آنکھوں میں چمک تھی جبکہ اس مرد کی آنکھوں میں سفاکی نظر آ رہی تھی۔ دو دو مسلح افراد ان کرسیوں کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے جبکہ ایک آدمی کمرے میں موجود الماری میں میڈیکل باکس رکھ رہا تھا۔ چاؤچنگ نے صرف ایک ہی لمحے میں اس

سارے ماحول کا جائزہ لے لیا۔

''میرے محبوب۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے آئی ہوں نا''۔ جب چاؤچنگ سارے ماحول کا جائزہ لے چکا تو ٹیگورا نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں اس سے کہا۔

''تمہارے ساتھ یہ چوہا کون ہے''...... چاؤچنگ نے ٹیگورا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''یہ بلیک سیون کے چیف بلیک برڈ ہیں یعنی میرے باس''۔ ٹیگورا نے اس سے کہا۔

''ویسے تو میں غصے کا بہت تیز ہوں اور تم نے مجھے چوہا کہا ہے تو مجھے طیش میں آ جانا چاہئے تھا لیکن میری ایک خوبی یہ ہے کہ میں قریب المرگ افراد پر غصہ نہیں کرتا اور چونکہ چند لمحوں بعد تم نے بھی مر جانا ہے اس لئے مجھے تمہاری بات پر غصہ نہیں آیا''۔ ٹیگورا کے باس بلیک برڈ نے طنزیہ لہجے میں چاؤچنگ سے کہا۔

''تم مجھے پلازہ سے کس طرح نکال کر لائے ہو''...... چاؤچنگ نے بلیک برڈ سے پوچھا۔

''تمہارے انہی سوالوں کا جواب دینے کے لئے تو ہم تمہیں ہوش میں لائے ہیں۔ ہمیں معلوم تھا کہ اگر یہ باتیں تمہیں معلوم نہ ہوئیں تو تمہاری روح بے چین رہے گی۔ دیکھو ہم کتنے نرم دل ہیں کہ تمہاری روح کو بے چین نہیں کرنا چاہتے''...... ٹیگورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو اور جو بات میں نے پوچھی ہے وہ بتاؤ"۔ چاؤچنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم تمہیں نہیں نکال کر لائے بلکہ تمہیں تمہارا ایک اسسٹنٹ نکال کر لایا ہے۔ ہم نے اسے پیسہ دیا ہے۔ اس نے ٹیگورا کو اپنی کار کی ڈگی میں بٹھایا اور پلازہ کے رہائشی حصے میں لے آیا چونکہ وہ بھی اسی پلازہ کا رہنے والا ہے اور سرکاری افسر ہے اس لئے اس کی کار کی تلاشی بھی نہیں ہوئی اور پھر تمہیں بھی بے ہوش کر کے اسی کی کار کی ڈگی میں ڈال کر پلازہ سے باہر لایا گیا ہے اور پھر تمہاری جگہ ہم نے اپنے ایک آدمی کو تمہارے فلیٹ پہنچا دیا"...... بلیک برڈ نے چاؤچنگ سے کہا۔

"میری جگہ میرے فلیٹ میں ایک آدمی کو پہنچا دیا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے"...... چاؤچنگ نے حیرت سے کہا۔

"یہ کوئی مشکل کام تو نہیں ہے مائی سویٹ ہارٹ۔ ہمارے کناڈا میں کئی مجرم شوگرانی پناہ لینے کے لئے آ جاتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک ہمارے اہلکار بھی بن جاتے ہیں۔ ایک ایسے ہی شوگرانی پر ہم نے تمہارا میک اپ کیا۔ تربیت اسے ہم پہلے ہی دے چکے تھے اس لئے اس نے تمہارا کردار نبھا لیا۔ تمہارا کردار ادا کرنے میں اسے ذرا بھی دقت محسوس نہیں ہوئی"...... اس مرتبہ ٹیگورا نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ چاؤچنگ سے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن وہ میرا کردار کب تک نبھاتا رہے گا"۔ چاؤچنگ

نے کہا۔

"اس نے جتنا عرصہ تمہارے میک اپ میں رہنا تھا رہ چکا۔ اب تو اس بیچارے کی راکھ بھی فضاؤں میں بکھر چکی ہے اور دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ حادثے کا شکار ہو چکا ہے"...... بلیک برڈ نے کہا۔

"کیا مطلب"...... چاؤچنگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ تم جس مسافر طیارے میں پاکیشیا کے سرکاری دورے پر جا رہے تھے اسے فضاء میں حادثہ پیش آ گیا۔ ایک مسافر بھی زندہ نہیں بچ سکا۔ ان مسافروں کی لسٹ میں چونکہ تمہارا نام بھی شامل تھا اس لئے تم بھی اپنی فائل سمیت طیارے میں ہی جل کر ہلاک ہو گئے ہو۔ اب بھی کچھ سمجھے ہو کہ نہیں"۔ ٹیگورا نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا"...... چاؤچنگ نے حیرت بھرے لہجے میں بلیک برڈ سے کہا۔

"تاکہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے گرین ایشیا پراجیکٹس بھی ختم ہو جائیں"...... بلیک برڈ نے طنزاً کہا۔

"یہ تو سرکاری پراجیکٹس ہیں۔ ایک آدمی کے مرنے سے یہ ختم نہیں ہوں گے۔ میری جگہ کوئی اور آ جائے گا"...... چاؤچنگ نے کہا۔

"تمہارے جیسے باصلاحیت آدمی کا آنا مشکل ہو گا اور اگر کوئی

آ بھی گیا تو اس کا انجام بھی وہی ہو گا جو تمہارا ہونے والا ہے“۔ بلیک برڈ نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

”سوئٹ ہارٹ۔ تم تو چھپے رستم بھی ہو“...... ٹیگورا نے ایک مرتبہ پھر چاؤچنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ کیسے“...... چاؤچنگ نے اس سے پوچھا۔

”اپنے منصوبوں کے ساتھ ساتھ تم نے سمندری پانی کو توانائی میں تبدیل کرنے کا آئیڈیا، فارمولا اور تجربات وغیرہ بھی پاکیشیائی حکام کے حوالے کرنے تھے تاکہ پاکیشیا ترقی کر کے دیگر تمام ممالک سے آگے نکل جائے“...... بلیک برڈ نے چاؤچنگ کو گھورتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی“...... چاؤچنگ نے اس سے کہا۔

”ایسی باتیں بھی بھلا ہم سے چھپی رہ سکتی تھیں۔ ویسے ہمیں یہ بات تمہارے اسسٹنٹ سے ہی معلوم ہوئی تھی اور پھر ہم نے تمہاری فائل بھی دیکھی ہے۔ اب وہ فائل ہم نے اپنے ملک بھجوا دی ہے۔ اس سے ہم فائدہ اٹھائیں گے“...... بلیک برڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ یہ کام پاکیشیا کے سائنس دان سر اقبال کا ہے اور اس میں ایک دو ایسی رکاوٹیں آئیں گی جنہیں صرف سر اقبال ہی دور کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ فائل

بھی تمہارے سائنس دانوں کے لئے بیکار ہے“...... چاؤچنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ رکاوٹیں دور کرنا ہمارے سائنس دانوں کا کام ہے اور وہ یہ کام کر لیں گے“...... بلیک برڈ نے کہا۔

”پھر بھی تم اس سے استفادہ نہیں کر سکو گے“...... چاؤچنگ نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بات ہمارے لئے پریشانی کا باعث بنے گی۔ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو“...... بلیک برڈ نے کہا۔

”سوئٹ ہارٹ۔ تمہاری تسلی کے لئے میں یہ بتا دوں کہ دو تین دنوں میں پاکیشیا کے سر اقبال اور شوگران کے سر ہاؤچی بھی قدرتی طور پر فوت ہو جائیں گے۔ لہٰذا دو تین دنوں کے بعد ان کی روحیں تمہیں عالم ارواح میں ملیں تو تم نے حیران نہیں ہونا“...... ٹیگورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ریوالور دیکھ کر چاؤچنگ پریشان ہو گیا۔

”کیا تم مجھے قتل کر دو گے“...... چاؤچنگ نے پریشان لہجے میں بلیک برڈ سے کہا۔

”اگر مس ٹیگورا تمہیں قتل کرنا چاہتی ہیں تو میں اسے کیسے روک سکتا ہوں“...... بلیک برڈ نے کہا۔

”ہماری ایجنسیاں میرے اس اسسٹنٹ کو گرفتار کر لیں گی جس نے غداری کی ہے اور تمہارا ساتھ دیا ہے۔ اس کے بعد تم تک

پہنچنا ہماری ایجنسیوں کے لئے مشکل نہیں ہو گا''...... چاؤچنگ نے بلیک برڈ سے کہا تو اس نے ایک قہقہہ بلند کیا جو کافی طویل ثابت ہوا۔

''غداروں کی سزا موت ہوتی ہے مسٹر چاؤچنگ اور یہ سزا اپنے دیں یا وہ لوگ جنہوں نے اس سے غداری کرائی ہو۔ ایک ہی بات ہے۔ ہم نے تمہارے اسسٹنٹ کو یہ سزا دے دی ہے۔ آج صبح وہ بائیسکل پر دفتر جا رہا تھا کہ ایک کار اس پر چڑھ گئی اور وہ بیچارہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا''...... بلیک برڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس ایکسیڈنٹ کا بہت افسوس ہوا ہو۔

''برڈ۔ بہت باتیں ہو چکی ہیں اور مجھے عالم ارواح میں مسٹر چاؤچنگ کی بیوی کی روح نظر آ رہی ہے جو بہت بے چینی سے اپنے شوہر کا انتظار کر رہی ہے۔ اب ہمیں ان دونوں کے درمیان دیوار نہیں بننا چاہئے بلکہ جلد از جلد ان دونوں کو ملا دینا چاہئے''۔ ٹیگورا نے بلیک برڈ سے کہا۔

''ہاں ٹیگورا۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو''...... بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ٹیگورا نے اپنے ریوالور کا رخ چاؤچنگ کی طرف کر لیا۔ ریوالور کا رخ اپنی طرف دیکھ کر چاؤچنگ کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے۔ اگر اس کے ہاتھ آزاد ہوتے تو وہ لازماً اپنے بچاؤ کے لئے جدوجہد کرتا۔ پھر اچانک ہی ایک دھماکہ ہوا۔ اس دھماکے کے ساتھ ہی چاؤچنگ کے

ماتھے میں ایک سوراخ ہو گیا اور وہاں سے خون بہنے لگا۔ چاؤچنگ کے حلق سے ایک چیخ بھی بلند ہوئی تھی۔ اس کا بندھا ہوا جسم بھی جھٹکے کھانے لگا جبکہ ٹیگورا ریوالور سے نکلنے والے دھویں کو پھونکیں مارنے لگی۔

جیسے ہی عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ آج بہت دنوں کے بعد آپ دانش منزل تشریف لائے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دانش منزل کو اب میری ضرورت ہی نہیں رہی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ دانش منزل کو آپ کی ضرورت نہ رہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دانش منزل میں رہتے رہتے تمہاری دانش بہت بڑھ گئی ہے اور دانش منزل کو ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کی دانش بڑھی ہوئی ہے اور میرے پاس تو سرے سے دانش ہے ہی

نہیں''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران صاحب۔ آپ سے کس نے کہا ہے کہ آپ کے پاس دانش نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر میرے پاس دانش ہوتی تو میں بھی اس وقت سرکاری افسر ہوتا۔ کام ہو نہ ہو تنخواہ تو ملتی رہتی اور ماتحتوں پر رعب الگ''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''اچھا۔ میں آپ سے اس مسئلے پر بحث نہیں کرتا۔ صرف اسی مسئلے پر نہیں بلکہ میں تو کسی بھی معاملے میں آپ سے بحث نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں اب آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے عمران سے کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

''تم مجھ سے بحث کیوں نہیں کر سکتے''...... عمران نے مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ آپ بحث میں کب کسی کو جیتنے دیتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران مسکرانے لگا۔ چند منٹوں کے بعد بلیک زیرو چائے کے دو کپ ایک چھوٹی سی ٹرے میں رکھے آ گیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا جبکہ دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

''عمران صاحب۔ فارغ رہ رہ کر تو ممبران کی صلاحیتوں کو زنگ لگ جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر کوئی کرائے کے مجرم ہی بلوا لو"...... عمران نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرائے کے مجرم۔ عمران صاحب۔ اس سے کیا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا۔ ہے لہو گرم رکھنے کا اک بہانہ۔ بس ممبران کی صلاحیتوں کو جو زنگ لگنے کا خطرہ ہے وہ خطرہ ٹل جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جینوئن مجرم جینوئن ہوتا ہے عمران صاحب۔ کرائے کا مجرم کیا کرے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران کوئی بات کہنا ہی چاہتا تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ عمران نے گھور کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر بیٹے۔ اگر عمران دانش منزل میں موجود ہو تو اس سے میری بات کراؤ"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ حکم کریں سلطان معظم۔ عمران کو کان سے پکڑ کر آپ کے قدموں میں پھینکا جا سکتا ہے"...... سرسلطان کی آواز سن کر عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ بہت ہی شوخ تھا۔

"عمران تم فوراً ہی میرے آفس آ جاؤ۔ تم سے ایک اہم بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے رسیور بھی رکھ دیا۔ عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"دنیا بدل گئی لیکن سلطانوں کے مزاج نہیں بدلے۔ وہی حاکمانہ لہجہ"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان نے کبھی بھی آپ کو بلامقصد یاد نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سرسلطان کو مطلب ہوتا ہے تو وہ مجھ سے بات کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ یعنی سرسلطان مطلبی ہیں۔ اس گیت کی طرح۔ مطلبی ہیں لوگ یہاں پر مطلبی زمانہ سوچا طاہر ساتھ دے گا نکلا وہ بیگانہ"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو زور زور سے ہنسنے لگا۔

"نہ تو سرسلطان مطلبی ہیں اور نہ ہی میں آپ کے لئے بیگانہ ہوں"...... قہقہے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"لوگ بھی مجھ سے خفا ہیں اور دوست بھی مجھ سے ناراض ہیں لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ میں ہی برا ہوں یعنی اک میں ہی برا ہوں باقی سب لوگ اچھے ہیں"...... عمران نے لہجے کو رنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

’’فراغت کے ان دنوں میں آپ خوب شاعری پڑھ رہے ہیں اور خوب گانے سن رہے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے چائے کا خالی کپ میز پر رکھ دیا۔

’’اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔ ابھی تو میں سرسلطان کے آفس جا رہا ہوں۔ اگر مجھے تاخیر ہوگئی تو گردن زنی کے سلطانی آرڈر آ جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ سرسلطان کے آفس پہنچ گیا۔

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ‘‘...... عمران نے مکمل سلام کرتے ہوئے کہا۔

’’وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بیٹھو عمران‘‘...... سرسلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے سرسلطان کو غور سے دیکھا جو انتہائی سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔

’’تاریخ گواہ ہے۔ سرسلطان جب کبھی بھی سنجیدہ ہوتے ہیں تو خون کی ندیاں بہنے لگتی ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پلیز عمران۔ میں بہت سنجیدہ ہوں‘‘...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’شکر ہے کہ آپ سنجیدہ ہیں رنجیدہ نہیں۔ ویسے بھی اگر آپ رنجیدہ ہوتے تو میں نے کیا کر لینا تھا‘‘...... عمران نے جملے کے آخر میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

’’اگر تم میری بات سنجیدگی سے سن سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ تم جا سکتے ہو‘‘...... سرسلطان نے خشک لہجے میں عمران سے کہا۔

’’اوکے۔ آپ مجھے سنجیدگی سے بات سنا دیں۔ کہاں ہے سنجیدگی‘‘...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں ماننے والا تھا۔

’’تو میں سمجھ لوں کہ تم سنجیدہ نہیں ہو سکتے‘‘...... سرسلطان نے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

’’میں کیسے سنجیدہ ہو سکتا ہوں۔ سنجیدہ تو کسی لڑکی کا نام ہو سکتا ہے۔ تو کیا آپ میری جنس تبدیل کرنا چاہتے ہیں‘‘...... عمران نے سرسلطان سے کہا تو انہوں نے غصے سے عمران کی طرف دیکھا۔

’’اور اگر میری جنس تبدیل ہو بھی گئی تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔ آپ کی عمر تو ایسی نہیں ہے کہ آپ مجھ سے شادی کر سکیں‘‘...... ایک دو لمحے رک کر عمران نے پھر کہا۔

’’اب تمہیں تمیز نہیں رہی اور تم اپنے بزرگوں سے بیہودہ مذاق کرنے لگے ہو‘‘...... سرسلطان نے بہت زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ فوراً ہی ان کا چپڑاسی اندر آ گیا۔

’’فوراً چائے لے آؤ‘‘...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں چپڑاسی سے کہا تو وہ باہر چلا گیا۔

’’میں تو سمجھا تھا کہ آپ اپنے چپڑاسی کو حکم دیں گے کہ وہ مجھے اٹھا کر دفتر سے باہر پھینک دے لیکن آپ نے تو چائے منگوا لی‘‘۔

عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر سرسلطان نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے فائل باسکٹ سے ایک فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنے لگے۔

’’کمال ہے۔ مہمانوں کو بلا بھی لیتے ہیں اور پھر ان سے بات بھی نہیں کرتے‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ سرسلطان نے اس بار بھی عمران کی اس بات کا بھی کوئی جواب نہ دیا اور پھر چپڑاسی چائے لے آیا۔ اس نے ایک کپ سرسلطان کے سامنے اور دوسرا کپ عمران کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی سے باہر چلا گیا۔

’’خاموشی سے چائے پیو اور چلے جاؤ۔ آئندہ میرے آفس مت آنا‘‘۔ سرسلطان نے خشک لہجے میں کہا۔

’’آپ نے میرے لئے چائے منگوائی اس عزت افزائی کا شکریہ لیکن مجھے چائے نہیں پینی۔ میں چلتا ہوں‘‘...... عمران نے بھی خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

’’چائے میں دودھ ہوتا ہے اور دودھ جیسی چیز کو انکار نہیں کرتے‘‘...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ ان کی بات بالکل درست تھی اس لئے عمران واپس کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا ویسے بھی وہ سرسلطان سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا تھا چند لمحے پہلے اس نے فرضی ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا۔

’’عمران۔ انسان کتنا ہی پریشان کیوں نہ ہو۔ تم چاہتے ہو کہ تم

مذاق کرتے رہو اور دوسرا اسے برداشت کرتا رہے چاہے اس میں برداشت کی سکت ہو یا نہ ہو‘‘...... سرسلطان نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

’’تو آپ مجھے بتا دیں کہ آپ میں کتنا مذاق برداشت کرنے کی سکت ہے۔ ایک کلو، دس کلو، چالیس کلو یا پچاس کلو‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اچھا۔ تم مذاق کا وزن کر لیتے ہو‘‘...... سرسلطان نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اب آپ کا موڈ خوشگوار ہو گیا ہے لہٰذا اب کام کی بات کرتے ہیں۔ فرمایئے۔ آپ نے مجھے کس لئے یاد فرمایا ہے‘‘۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عمران بیٹے۔ شاید تمہارے علم ہو کہ دو دن پہلے شوگران کا ایک مسافر طیارہ پاکیشیا آتے ہوئے حادثے کا شکار ہو کر مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے‘‘...... سرسلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

’’جی ہاں۔ میں نے یہ خبر ٹی وی چینلز پر بھی دیکھی ہے اور اخبارات میں بھی پڑھی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس طیارے میں شوگران کے سیکرٹری داخلہ سر چاؤچنگ بھی سفر کر رہے تھے۔ جو کہ پاکیشیا کے ایک اہم سرکاری دورے پر آ رہے تھے‘‘...... سرسلطان نے اتنا کہا اور وہ خاموش ہو گئے۔ سرسلطان کے خاموش ہونے پر عمران نے کچھ نہ کہا اور سرسلطان

کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

''چاؤ چنگ ایک باصلاحیت انسان تھے۔ وہ دُنیا بھر میں انتہائی ذہین اور کامیاب سیکرٹری خارجہ سمجھے جاتے تھے۔ انہیں صرف شوگران سے ہی نہیں بلکہ پورے ایشیا سے محبت تھی۔ عمران بیٹے۔ میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی تھیں اور ان کے دل میں ایشیا سے جو محبت تھی میں نے اس کی شدت کا بھی اندازہ لگایا تھا۔ ان کے دل میں ایک تڑپ تھی، جنون تھا وہ چاہتے تھے کہ پورے ایشیا سے غربت، جہالت اور پسماندگی کا خاتمہ ہو جائے اور براعظم ایشیا دنیا کا ترقی یافتہ خطہ بن جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے منصوبے سوچ تھے۔ سب سے پہلے تو وہ ایشیائی ممالک میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے انہوں نے پلاننگ بھی کر لی تھی۔ اپنے بہت سے منصوبوں کی فائل تیار کرنے کے بعد وہ پاکیشیا آ رہے تھے کہ ان کے جہاز کو حادثہ پیش آ گیا۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے عظیم پراجیکٹس کی فائل بھی حادثے کی نذر ہو گئی''...... سرسلطان نے کہا اور خاموش ہو گئے۔

''ان کی موت واقعی براعظم ایشیا کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ ان کی موت ایشیا کے لئے بہت بڑا نقصان ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''طیارے کو جو حادثہ پیش آیا ہے اس کی کوئی وجہ بھی سامنے

آئی ہے''...... عمران نے سرسلطان سے پوچھا۔

''حادثے کی وجہ فنی خرابی بتائی جا رہی ہے لیکن میرے ذہن میں ایک خیال بار بار ابھر رہا ہے''...... سرسلطان نے کہا تو عمران نے ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ماضی میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ایشیا کا کوئی باصلاحیت انسان جیسے ہی عالمی لیڈر بن کر ابھرنا چاہتا ہے اور ایشیا کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام شروع کرتا ہے وہ کسی نہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ کہیں چاؤ چنگ کی موت بھی اسی سلسلے کی کڑی تو نہیں''...... سرسلطان نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا تو عمران نے چونک کر انہیں دیکھا۔

''اوہ۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال کیوں آیا ہے''...... عمران نے ان سے پوچھا۔

''اس کی کوئی خاص وجہ نہیں۔ بس ایسے ہی میرے ذہن میں بار بار یہ سوال آ رہا ہے''...... سرسلطان نے عمران سے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں آنے والا یہ خیال بالکل درست ہو۔ واقعی ایشیا کے مخالف بر اعظم ایشیا کو ترقی یافتہ نہیں دیکھنا چاہتے''...... عمران نے سرسلطان سے کہا۔

''عمران بیٹے اس بات کا پتہ لگانا چاہئے''...... سرسلطان نے عمران سے کہا۔

''شوگران کے ماہرین انوسٹی گیشن کر رہے ہوں گے''...... عمران

نے سرسلطان سے کہا۔

''وہ تو کر ہی رہے ہوں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس سلسلے میں کچھ کرو''...... سرسلطان نے کہا۔

''سرسلطان۔ یہ تو شوگران کا معاملہ ہے۔ ان کا ایک افسر سرکاری دورے پر پاکیشیا آ رہا تھا اور اس کے طیارے کو حادثہ پیش آ گیا۔ طیارہ بھی شوگران کا تھا اور اس میں مسافر بھی زیادہ شوگران کے تھے۔ اب اس معاملے میں چیف کیسے مداخلت کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ معاملہ شوگران کا ہے''...... عمران نے سرسلطان سے کہا۔

''ہمارے ملک کے ایک سائنس دان تھے سراقبال۔ آج صبح وہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں مارے گئے ہیں۔ ہمارے اس سائنس دان نے چند اہم تجربات کئے تھے۔ جن کی وجہ سے سمندری پانی کو توانائی میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ ان تجربات کے دوران سراقبال بیمار ہو گئے تو انہوں نے اپنے پیپرز شوگرانی سائنس دان سر ہاؤچی کو بھجوا دیئے۔ کیونکہ سر ہاؤچی ان کے بہترین دوست اور کلاس فیلو تھے۔ سرہاؤچی نے اس پر مزید کام کیا اور اب جبکہ سر اقبال تندرست ہو گئے تھے تو سرہاؤچی نے اس کی فائل بھی چاؤچنگ صاحب کے حوالے کر دی تا کہ چاؤچنگ اسے سر اقبال تک پہنچا دیں۔ وہ یہ فائل بھی ساتھ لا رہے تھے کہ حادثے کا شکار ہو گئے اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ چاؤچنگ کے ساتھ ساتھ فائل بھی ختم ہو گئی لیکن ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ فائل پہلے ہی کسی طرح اڑا لی گئی

ہو یا اس کی کاپی بنوا لی گئی ہو تو وہ فائل یا اس کی کاپی واپس لائی جا سکتی ہے''...... سرسلطان نے اس مرتبہ طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر چیف اس معاملے میں دلچسپی لے سکتے ہیں اور آپ کے ذہن میں آنے والا خیال صحیح ہے تو پھر وہ ٹیم کو اس معاملے کی چھان بین کے لئے باہر بھی بھیج سکتے ہیں''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم اس معاملے کی سنگینی کا احساس چیف کو دلاؤ گے تو مجھے یقین ہے کہ چیف اس معاملے کی انوسٹی گیشن ضرور کریں گے''۔ سرسلطان نے عمران سے کہا۔

''میں انہیں کیسے احساس دلا سکتا ہوں۔ وہ تو خود ایک لمحے سے بھی کم وقت میں معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں سرسلطان سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سرسلطان عمران سے کچھ کہتے ان کے انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔

''یس''...... سرسلطان نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ شوگران سے وزارت خارجہ کے سیکنڈ سیکرٹری کی کال ہے''...... دوسری طرف سے ان کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ کال دو مجھے''...... سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی انہوں نے انٹرکام کا رسیور رکھا۔ سفید رنگ کے ٹیلی فون سیٹ کی بیل بجنے لگی۔

"یس۔ سلطان سپیکنگ"...... سرسلطان نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں پیانگ بول رہا ہوں۔ فارن آفس آف شوگران سے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جی پیانگ صاحب۔ میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں"۔ سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہمارے ایک سائنس دان سر ہاؤچی آج ہارٹ اٹیک کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں اور سر ہاؤچی نے چاؤچنگ کو ایک فائل دی تھی جو انہوں نے پاکیشیا کے سائنس دان سر اقبال کو دینی تھی۔ اب سر ہاؤچی کی وفات کے بعد حکومت سنجیدگی سے یہ بات سوچ رہی ہے کہ ضرور اس معاملے میں غیر ملکی ہاتھ ملوث ہے"۔ دوسری طرف سے پیانگ کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ ہم یہ بات پہلے ہی سوچ رہے ہیں کیونکہ مسٹر چاؤچنگ نے یہ فائل ہمارے جس سائنس دان کو دینی تھی وہ آج روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں"...... سرسلطان نے کہا۔

"ویری سیڈ۔ سر میں اپنی اور اپنی حکومت کی جانب سے آپ کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور اب یہ بات بھی کنفرم ہو گئی ہے ان واقعات میں یقیناً ہماری دشمن قوتیں ملوث ہیں"...... دوسری طرف سے پیانگ کی آواز سنائی دی۔

"آپ کی حکومت اس معاملے کی انوسٹی گیشن کرائے۔ ہم بھی

اپنے طور پر کوشش کرتے ہیں"...... سرسلطان نے پیانگ سے کہا۔

"یس سر۔ میں اپنی حکومت کو آپ کا پیغام پہنچا دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے پیانگ نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... سرسلطان نے کہا اور دوسری طرف سے الوداعی کلمات سننے کے بعد انہوں نے رسیور کریڈل پر رکھا اور عمران کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی عمران کو پیانگ کی گفتگو سے بھی آگاہ کیا۔

"جی ہاں۔ اب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ طیارے کو حادثہ اور سر اقبال کا روڈ ایکسیڈنٹ قدرتی حادثات نہیں ہیں بلکہ یہ حادثات باقاعدہ پلاننگ کا نتیجہ ہیں"...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تو چیف اس معاملے کو نظر انداز نہیں کر سکتے"۔ سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے تو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے سیٹ اپ سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ ایکسٹو عمران ہی ہے لیکن اس کے باوجود وہ عموماً اپنے آفس میں محتاط گفتگو کرتے تھے کیونکہ ان کے آفس میں ان کا پیون اور ان کا سیکورٹی گارڈ بلا روک ٹوک آتے جاتے تھے اور سرسلطان نہیں چاہتے تھے کہ ان کے کان میں ایکسٹو سے متعلق کوئی بات پہنچے۔ البتہ جس وقت انہیں فون پر عمران سے خاص اور طویل گفتگو کرنی ہوتی تو تب وہ آفس کو اندر سے لاک کر کے اور فون کو ہر طرح سے محفوظ کر کے دانش

منزل فون کیا کرتے تھے۔

''جی ہاں۔ میں یہ باتیں اور آپ کی خواہش چیف تک پہنچا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''شکریہ عمران بیٹے''...... سرسلطان نے عمران سے کہا تو عمران نے انہیں سلام کیا اور ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہو رہا تھا۔ عمران کے کنٹرول روم میں داخل ہونے پر حسب معمول بلیک زیرو اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ سرسلطان نے کیا کہا ہے''...... کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا تو عمران نے سرسلطان سے کی گئی تمام گفتگو سے اسے آگاہ کر دیا۔

''عمران صاحب۔ واقعی یہ ہمارے خلاف یقینی سازش ہے۔ ہمارے دشمن براعظم ایشیا کو ترقی یافتہ علاقہ نہیں دیکھنا چاہتے''۔ بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ راکاشی سپیکنگ''...... دوسری طرف سے شوگران میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔

''چیف دس سائیڈ''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں سخت آواز میں کہا۔

''یس چیف حکم''...... دوسری طرف سے راکاشی کی مؤدبانہ آواز

سنائی دی۔

''راکاشی دو دن پہلے شوگران کا ایک مسافر طیارہ پاکیشیا آتے ہوئے حادثے کا شکار ہو گیا ہے''...... عمران نے پاکیشیا کے فارن ایجنٹ راکاشی سے کہا۔

''یس چیف۔ یہ حادثہ بہت ہی خوفناک تھا''...... راکاشی نے کہا۔

''راکاشی۔ یہ حادثہ نہیں تھا بلکہ سازش تھی اور اس سازش میں مرحوم فارن سیکرٹری چاؤچنگ کے آفس کا کوئی آدمی لازماً ملوث ہو گا۔ تم نے اس آدمی کو ٹریس کرنا ہے اور اس سازش کے متعلق تفصیلات حاصل کرنی ہیں''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں راکاشی سے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... راکاشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ انتہائی ہائی لیول کی سازش ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم یہاں سے اپنا کوئی ممبر بھیج دیں جو اس سازش کی تفصیلات معلوم کرے''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ اپنے ملک میں رہتے ہوئے یہ معمولی سا کام بھی نہیں کرسکتا تو پھر اس ایجنٹ پر اتنی محنت کرنے، اسے تنخواہ اور دیگر مراعات دینے کا کیا فائدہ''...... عمران نے کہا۔

"راکاشی ہمارا نیا ممبر ہے۔ اس لئے میں نے یہ بات کی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ممبر نیا ہو یا پرانا۔ ہمیں اپنے ہر ممبر پر اعتماد ہونا چاہئے"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں سر اقبال کے روڈ ایکسیڈنٹ کی انوسٹی گیشن کرتا ہوں۔ راکاشی جو رپورٹ دے تو مجھے فون پر بتا دینا"...... عمران نے کہا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا اور دروازے تک عمران کے ساتھ آیا۔

راکاشی نے اپنی کار وزارت خارجہ کی عمارت کی پارکنگ میں روکی اور کار سے نیچے اتر کر عمارت کی طرف بڑھا۔ سیکرٹری خارجہ کی پی اے مس تاشی اس کی دوست تھی اور وہ کئی بار اس سے ملنے کے لئے اس کے آفس آ چکا تھا۔ اس لئے آفس کے تقریباً تمام لوگ اسے جانتے تھے۔

"ہائے تاشی"...... راکاشی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہیلو راکاشی۔ آؤ بیٹھو۔ آج بہت دنوں کے بعد آئے ہو"۔ تاشی نے اس سے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ میں کچھ مصروف رہا اس لئے نہیں آ سکا۔ تمہارے باس کی فضائی حادثے میں ہلاکت کا سن کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے"۔ راکاشی نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ مسٹر تاچو اپنی بیوی کے ساتھ گرین بلڈنگ کے فلیٹ نمبر سی فورٹی فائیو میں رہتے تھے''...... تاشی نے راکاشی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے تاشی۔ اس وقت تو میں چلتا ہوں۔ پھر کسی وقت تمہارے فلیٹ آؤں گا''...... راکاشی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو تاشی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''اوکے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی''...... تاشی نے راکاشی سے کہا اس نے تاشی سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ چندلمحوں بعد اس کی کار گرین بلڈنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تاشی کی گفتگو سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ تاچو کی ہلاکت میں اس کی بیوی بھی ملوث ہے۔ اس لئے اس نے سب سے پہلے تاچو کی بیوی کو ہی چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

گرین بلڈنگ میں مہمانوں کی گاڑیوں کے لئے پارکنگ مین گیٹ سے باہر ہی تھی البتہ رہائشی افراد کی گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے بلڈنگ کے اندرونی حصے میں جگہ مخصوص تھی۔ اس بلڈنگ میں رہائش پذیر تمام افراد ہی سرکاری ملازم تھے۔ بلڈنگ کے مین گیٹ پر دو سیکورٹی گارڈز ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے۔ مین گیٹ کے علاوہ کسی اور جگہ سے بلڈنگ میں داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ راکاشی نے اپنی کار گرین بلڈنگ کے مین گیٹ کے قریب بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر مین گیٹ کی طرف

بڑھا۔

''یس سر''...... جیسے ہی وہ مین گیٹ پر پہنچا ایک سیکورٹی اہلکار نے اس سے پوچھا۔

''میں سنٹرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔ میں مسٹر تاچو کے ایکسیڈنٹ کی انوسٹی گیشن کر رہا ہوں''...... راکاشی نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی جھلک سیکورٹی گارڈ کو دکھائی اور کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

''اوکے سر''...... سیکورٹی اہلکار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اور دوسرے سیکورٹی گارڈ نے اسے سیلوٹ بھی کیا۔ راکاشی نے سر ہلا کر ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور پھر بلڈنگ میں داخل ہو گیا۔ تیسری منزل کے فلیٹ نمبر فورٹی فائیو کے دروازے پر پہنچ کر اس نے ڈور بیل بجائی تو چندلمحوں بعد فلیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر خاتون کی صورت دکھائی دی۔

''جی فرمائیے''...... اس عورت نے غور سے راکاشی کو دیکھتے ہوئے کہا

''میرا نام چیانگ ہے اور میں سنٹرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔ میں مسٹر تاچو کے ایکسیڈنٹ کی رسمی کارروائی کر رہا ہوں''...... راکاشی نے اس خاتون سے کہا۔

''اوکے تشریف لے آئیے''...... اس خاتون نے مڑتے ہوئے

کہا تو راکاشی فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

"میرا نام شیلانگ ہے اور میں مسٹر تاچو کی بیوہ ہوں"۔ خاتون نے ڈرائنگ روم میں داخل ہونے کے بعد ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو راکاشی کرسی پر بیٹھ گیا۔ راکاشی نے ارد گرد کا جائزہ لیا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ ڈرائنگ روم ساؤنڈ پروف ہے۔ چونکہ گرین بلڈنگ ایک مصروف ترین سڑک پر تھا اور اس سڑک پر چوبیس گھنٹے ٹریفک رہتی تھی اس لئے اس بلڈنگ کے مکینوں کو شوروغل سے بچانے کے لئے اس کے فلیٹس کو ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا اور فلیٹ کو ساؤنڈ پروف دیکھ کر راکاشی کو کافی اطمینان محسوس ہوا تھا۔

"مجھے مسٹر تاچو کی حادثاتی موت کا بہت دکھ ہوا ہے"۔ راکاشی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ان کی موت سے تو میری زندگی میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے"...... شیلانگ نے غمگین لہجے میں کہا۔ راکاشی نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا تو اسے شیلانگ کا غمگین لہجہ مصنوعی لگا۔

"مسز تاچو۔ سنا ہے آپ نے شاؤ کو بے قصور مان لیا ہے"۔ راکاشی نے شیلانگ سے کہا۔

"ہاں۔ یہ ایک حادثہ تھا اور حادثے پر تو کسی کا اختیار نہیں"۔ شیلانگ نے کہا۔

"مسز تاچو۔ بعض حادثے قدرتی ہوتے ہیں ان قدرتی حادثات

پر واقعی کسی کا اختیار نہیں ہوتا لیکن کچھ حادثے ایسے بھی ہوتے ہیں جو باقاعدہ پلاننگ کے تحت کرائے جاتے ہیں۔ اور مسٹر تاچو کا ایکسیڈنٹ بھی پلاننگ کا نتیجہ ہے"...... راکاشی نے شیلانگ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو وہ بری طرح چونک پڑی۔

"یہ۔ یہ سازش کون کر سکتا ہے"...... شیلانگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس سازش کے دو کردار تو بے نقاب ہو چکے ہیں۔ باقی کردار ابھی بے نقاب ہونے ہیں"...... راکاشی نے کہا۔

"کک۔ کون ہیں وہ دو انسان۔ مجھے جلدی بتاؤ"...... شیلانگ نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ایک تو شاؤ ہے اور دوسری تم ہو"...... راکاشی نے سخت لہجے میں کہا۔ شیلانگ اس کی بات سن کر ایک مرتبہ پھر بری طرح چونکی اور اس نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن راکاشی نے اسے اٹھنے کا موقع نہ دیا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اس کی جیب سے ریوالور باہر آیا اور ریوالور کا دستہ شیلانگ کے سر کے پچھلے حصے پر پڑا۔ اس ایک وار نے ہی شیلانگ کا ذہن تاریکیوں میں دھکیل دیا۔ راکاشی نے ایک اور وار بھی اس کے سر پر کر دیا۔ اس کے بعد وہ ڈرائننگ روم سے باہر آ کر دیگر کمروں کا جائزہ لینے لگا۔ ایک کمرہ سٹور روم تھا۔ راکاشی کو سٹور روم سے رسی مل گئی۔ رسی اٹھا کر وہ

ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا۔ اس نے رسی سے شیلانگ کے ہاتھ اور پاؤں اچھی طرح باندھ دیئے اور پھر اس نے ڈرائنگ روم میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ اسے میز پر رکھا ہوا جگ نظر آ گیا۔ جگ میں پانی بھی تھا۔ اس نے جگ اٹھا کر پانی شیلانگ کے سر پر ڈالنا شروع کیا۔ چند لمحوں میں ہی شیلانگ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو راکاشی نے جگ واپس میز پر رکھ دیا اور شیلانگ کے مکمل ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں شیلانگ مکمل ہوش میں آ گئی۔

’’یہ۔ یہ کیا۔ تم نے مجھے کیوں باندھا ہے‘‘...... شیلانگ نے حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

’’میں عورتوں کا بہت ہی احترام کرتا ہوں۔ لیکن جو عورتیں اپنے شوہر سے بے وفائی کرتی ہیں مجھے ان سے شدید نفرت ہے‘‘۔ راکاشی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’لل۔ لیکن۔ مم میں نے تو اپنے شوہر سے کوئی بے وفائی نہیں کی‘‘...... شیلانگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’اسے شاؤ کے ہاتھوں مروا دیا۔ ابھی کہتی ہو کہ بے وفائی نہیں کی‘‘...... راکاشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’تم نجانے کیوں یہ بات کہہ رہے ہو۔ میں بھلا اپنے شوہر کو کیوں مرواؤں گی‘‘...... شیلانگ نے کہا۔

’’شاؤ نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ اس نے جان بوجھ کر مسٹر

تاچو کو ٹکر ماری ہے۔ وہ اسے قتل کرنا چاہتا تھا اور قتل کی اس سازش میں تم اس کے ساتھ ہو‘‘...... راکاشی نے شیلانگ سے کہا تو وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئی۔

’’اس نے بکواس کی ہے۔ مجھے تو اپنے شوہر سے بیحد محبت تھی‘‘...... شیلانگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

’’میں نے تو کوشش کی کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ دوں کیونکہ تم عورت زاد ہو لیکن اب تم سے بات کر کے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم لاتوں کی بھوت ہو باتوں سے کہاں مانو گی‘‘...... راکاشی نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چھری نظر آنے لگی۔ چھری بالکل نئی تھی اور چمک رہی تھی۔ راکاشی نے چھری شیلانگ کی آنکھوں کے سامنے لہرائی اور پھر اس نے آنکھوں سے نیچے چھری کی نوک چبھو دی۔ جس سے شیلانگ کو کٹ لگا اور اس کی سسکی بلند ہوئی اور کٹ لگنے کی وجہ سے خون بھی رسنے لگا۔

’’شیلانگ۔ میرے تین گننے تک تم اپنا جرم تسلیم کر لو۔ بصورت دیگر میں تمہیں کسی عدالت میں پیش نہیں کروں گا بلکہ تمہاری دونوں آنکھیں نکال کر تمہیں زندگی بھر تڑپنے کے لئے زندہ چھوڑ جاؤں گا۔ تم خود سوچو کہ آنکھوں کے بغیر تم کس طرح سسک سسک کر زندگی گزارو گی‘‘...... راکاشی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو شیلانگ کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا۔

’’نن۔ نن۔ نہیں مجھے اندھا مت کرنا‘‘...... شیلانگ نے بری

طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ مجھے تم سے یا مسٹر تاچو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مسٹر تاچو کے قتل میں ملوث ہو لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ مجھے ان لوگوں سے غرض ہے جنہوں نے مسٹر تاچو کو قتل کرایا ہے''...... راکاشی نے شیلانگ سے کہا تو اس نے بے یقینی سے راکاشی کی طرف دیکھا۔

''میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔ دوسری صورت میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو میں کہہ چکا ہوں''...... راکاشی نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''میں حقیقتاً تاچو کے قتل میں ملوث نہیں ہوں لیکن مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تاچو کا ایکسیڈنٹ قدرتی نہیں تھا بلکہ اسے مروایا گیا ہے کیونکہ مجھے ریڈ روز ہوٹل کے منیجر نے ایسا بیان دینے کے لئے کہا اور اس بیان کے عوض اس نے مجھے تیس ہزار ایکریمی ڈالرز دیئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ تاچو تو اب مر چکا ہے اور وہ اب واپس نہیں آ سکتا۔ اگر اس بیان سے تیس ہزار ایکریمی ڈالرز مل رہے ہیں تو ایسا بیان دینے میں کوئی حرج نہیں''...... شیلانگ نے راکاشی سے کہا۔ راکاشی کو اس کی اس بات پر بھی یقین نہیں تھا لیکن اس کا ایک مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اسے تاچو کے قاتلوں کا سراغ مل چکا تھا۔ اس لئے اب اسے شیلانگ کے سچ یا جھوٹ سے کوئی فرق

نہیں پڑتا تھا۔

''ریڈ روز ہوٹل کے منیجر کا کیا نام ہے''...... راکاشی نے شیلانگ کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ریڈ روز ہوٹل کے منیجر کا نام اگاچنگ ہے''...... شیلانگ نے راکاشی سے کہا۔

''اوکے۔ میں اگاچنگ کو بھی چیک کر لیتا ہوں''...... راکاشی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''مجھے تو کھولتے جاؤ''...... شیلانگ نے بلند آواز سے کہا تو راکاشی رک گیا اور اس نے مڑ کر دیکھا۔

''تم شور مچا کر ہمسائیوں کو بلا لینا۔ وہ تمہیں آ کر کھول دیں گے''...... راکاشی نے اس سے کہا۔

''نہیں۔ اس بلڈنگ کے تمام فلیٹس ساؤنڈ پروف ہیں۔ میری آواز اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتی۔ پلیز تم مجھے اس طرح چھوڑ کر نہ جاؤ''...... شیلانگ نے راکاشی سے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں زندہ چھوڑ جاؤں گا اور دیکھ لو کہ میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں''...... راکاشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک پھر دروازے کی طرف بڑھا۔

''پلیز۔ گاڈ فارسیک۔ اس طرح تو میں بھوکی پیاسی مر جاؤں گی۔ یہ تو غیر انسانی سلوک ہے''...... شیلانگ نے چیختے ہوئے کہا تو راکاشی ایک بار پھر اس کی طرف مڑا۔

''جس عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ بے وفائی کی ہو اسے اتنی تو سزا ملنی ہی چاہئے''...... راکاشی نے سرد لہجے میں کہا۔

''پلیز۔ پلیز مجھے اس طرح چھوڑ کر مت جاؤ۔ پلیز''...... اس مرتبہ شیلانگ نے روتے ہوئے کہا۔

''میں اگاچنگ سے ملاقات کرنے کے بعد پولیس کو تمہارے بارے میں اطلاع دے دوں گا۔ وہ تمہیں آ کر کھول دے گی۔ اوکے بے بی''...... راکاشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ کمرے سے باہر نکلتے نکلتے بھی اسے شیلانگ کی آواز سنائی دی تھی جو روتے ہوئے اس کی منت کر رہی تھی کہ وہ اسے کھول کر جائے۔ کمرے سے باہر آنے اور اس کمرے کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد شیلانگ کی آواز بند ہوگئی۔ تاچو کے فلیٹ سے باہر آنے کے بعد راکاشی سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ریڈ روز ہوٹل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ریڈ روز ہوٹل اس کا دیکھا ہوا تھا۔ اس ہوٹل میں زیادہ تر غیر ملکی افراد قیام کرتے تھے۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد راکاشی ریڈ روز ہوٹل پہنچ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک خوبصورت شوگرانی لڑکی موجود تھی۔

''یس سر''...... کاؤنٹر گرل نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ راکاشی سے پوچھا۔

''میں میری روز ہوٹل کا مالک چنگ چانگ ہوں اور اس ہوٹل کے منیجر سے ملنے آیا ہوں''...... راکاشی سے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی منیجر صاحب سے بات کرتی ہوں''۔ کاؤنٹر گرل نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے کے بعد بات کرنے لگی۔ بات مکمل کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھا اور اشارے سے ایک ویٹر کو قریب بلایا۔

''یس مس''...... ویٹر نے کاؤنٹر کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ معزز مہمان ہیں۔ انہیں باس کے کمرے میں پہنچا آؤ''۔ کاؤنٹر گرل نے ویٹر سے کہا۔

''آیئے سر''...... ویٹر نے راکاشی سے کہا اور پھر سیڑھیوں کے قریب بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھا۔ راکاشی اس کے پیچھے چلنے لگا۔ گیلری میں ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر ویٹر رک گیا اس دروازے کے قریب ایک بنچ رکھا ہوا تھا اور بنچ پر ایک مسلح شوگرانی بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ دروازے کے اوپر ایک تختی لگی ہوئی تھی جس پر منیجر لکھا ہوا تھا۔ ویٹر اور راکاشی کو دیکھ کر مسلح آدمی کھڑا ہو گیا۔

''یہ باس کے مہمان ہیں''...... ویٹر نے مسلح آدمی سے کہا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے راکاشی کو سلام کیا۔ اس کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ راکاشی کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ کافی کشادہ تھا اور کمرے کے وسط میں ایک ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل کی دوسری جانب ایک ریوالونگ چیئر تھی جس پر ایک شوگرانی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک اسے عیار اور مکار ظاہر کر رہی

تھی۔ راکاشی کمرے میں داخل ہوا تو وہ آدمی جو کہ اگاچنگ تھا اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

’’ویلکم مسٹر چنگ چانگ ویلکم‘‘...... اگاچنگ نے مسکراتے ہوئے راکاشی کا استقبال کیا۔ راکاشی نے اس کے قریب پہنچ کر اس سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور پھر جیسے ہی اگاچنگ کا ہاتھ راکاشی کے ہاتھ میں آیا اگاچنگ اڑتا ہوا راکاشی کے قدموں میں آ گرا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ راکاشی کے بوٹ کی ٹھوکر اگاچنگ کی کنپٹی پر پڑی اور اگاچنگ کو اپنا آفس گھومتا ہوا دکھائی دیا۔ راکاشی کے بوٹ کی دوسری ٹھوکر نے اس کے ذہن کو تاریک کر دیا۔

اگاچنگ کے بے ہوش ہوتے ہی راکاشی نے اس کی ٹائی اتاری اور اس کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ راکاشی نے اس سے رسمی باتیں کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ اس کے خیال میں یہ غیر ضروری باتیں تھیں جس سے وقت ضائع ہوتا تھا اور اس نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور فوری کارروائی کی تھی۔ اگاچنگ کو باندھنے کے بعد وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ ہال میں ہونے والے میوزک پروگراموں کی وجہ سے ہوٹل کی مینجمنٹ کے کمرے ساؤنڈ پروف بنائے جاتے ہیں اور اس کمرے کی ساخت بتا بھی رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہی ہے۔ اس لئے اسے یہ خطرہ نہیں تھا کہ اگاچنگ کی آواز سن کر کوئی اندر آ جائے گا۔

دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد راکاشی نے کمرے کا جائزہ لیا۔ ٹیبل پر شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس کے علاوہ آفس میں استعمال ہونے والی دیگر اشیاء بھی موجود تھیں۔ کمرے کا جائزہ لینے کے بعد راکاشی نے بے ہوش اگاچنگ کو فرش سے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور اس کے بعد جیب سے ریوالور نکال کر اس نے اگاچنگ کے گھٹنے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور پر سائیلنسر فٹ تھا۔ اس لئے فائر کا دھماکہ تو نہ ہوا البتہ اگاچنگ کی چیخ کافی بلند تھی۔ چیخ مار کر وہ ہوش میں آ گیا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش بھی کی لیکن راکاشی نے اسے گردن سے پکڑ کر کرسی پر واپس دھکیل دیا اور ساتھ ہی اس نے اگاچنگ کے دوسرے گھٹنے پر کراٹے کا وار بھی کر دیا۔ اگاچنگ کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ اس چیخ کے ساتھ ہی وہ لاشعور سے شعور کی حالت میں بھی آ گیا۔

’’تت۔ تت۔ تم کک۔ کون ہو‘‘...... اگاچنگ نے تکلیف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’بکواس بند کرو۔ سوال تم نے نہیں بلکہ میں نے پوچھنے ہیں ایڈیٹ‘‘...... راکاشی نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اگاچنگ کے چہرے پر ایک تھپڑ بھی رسید کر دیا۔ تھپڑ مارنے کے بعد راکاشی نے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا لی۔ بوتل شیشے کی تھی راکاشی نے اسے ٹیبل پر مارا تو بوتل ٹوٹ گئی۔ شراب میز پر بکھر گئی۔ بوتل توڑنے کے بعد راکاشی نے اگاچنگ کی

طرف دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے۔ چند لمحوں تک اگاچنگ کو سفاکانہ انداز میں دیکھنے کے بعد راکاشی نے ٹوٹی ہوئی بوتل اگاچنگ کی آنکھ میں مار دی۔ اگاچنگ کی ایک اور دردناک چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپ کر کرسی سے گر پڑا۔ فرش پر گرنے کے بعد وہ تڑپنے لگا۔ راکاشی نے اسے قابو کیا اور اسے اٹھا کر کرسی پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد اس نے تین چار تھپڑ اگاچنگ کے منہ پر مارے اور پھر اس کے چہرے کا جائزہ لیا۔ شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل کی ایک نوک اگاچنگ کی آنکھ میں لگی تھی جس سے اس کی آنکھ مکمل طور پر کٹ گئی تھی۔ دو مزید نوکیں اس کی آنکھ سے نیچے لگی تھیں۔ جس کی وجہ سے آنکھ سے نیچے بھی دو گہرے زخم ہو گئے تھے۔

''میں۔ یہ بوتل تمہاری دوسری آنکھ میں بھی مارنے لگا ہوں''۔ راکاشی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تم چاہتے کیا ہو'' ...... اگاچنگ نے درد کی شدت کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''میں تمہاری دوسری آنکھ ضائع کر دوں اور پھر بتاتا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں'' ...... راکاشی نے سفاک لہجے میں کہا اور اس نے شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل بلند کی۔ اگاچنگ کی اکلوتی آنکھ میں دنیا بھر کا خوف امڈ آیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مجھ پر ترس کھاؤ۔ میں نے تمہارا کیا

بگاڑا ہے'' ...... اگاچنگ نے خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا تو راکاشی نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھا۔

''تم نے مسٹر تاچو کا قتل کیوں کرایا ہے'' ...... راکاشی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''بب۔ بلیک برڈ کے کہنے پر'' ...... اگاچنگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''بلیک برڈ۔ کون ہے یہ بلیک برڈ'' ...... راکاشی نے بوتل اس کی اکلوتی آنکھ کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''وہ کناڈا کی سیکرٹ ایجنسی بلیک سیون کا چیف ہے اور میں بلیک سیون کا ایجنٹ ہوں'' ...... اگاچنگ نے کہا تو راکاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہونہہ۔ بلیک برڈ کا یہاں کیا مشن تھا'' ...... راکاشی نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔

''چاؤچنگ نے جو فائل پاکیشیا پہنچائی تھی۔ بلیک برڈ اسے ساتھ لے گیا ہے'' ...... اگاچنگ نے کہا۔

''فائل تو چاؤچنگ کے پاس تھی جب ان کے طیارے کو حادثہ پیش آیا'' ...... راکاشی نے کہا۔

''نہ تو وہ اصلی فائل تھی اور نہ ہی اصلی چاؤچنگ۔ بیک برڈ نے بہت بڑی گیم کھیلی۔ اس نے چاؤچنگ کے میک اپ میں کسی اور کو طیارے میں سوار کرایا چاؤچنگ کے میک اپ میں جانے والے کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ بلیک برڈ اس طیارے کو تباہ کرا دے گا۔

بلیک برڈ نے طیارہ بھی تباہ کرایا اور پھر اصل چاؤچنگ کو بھی قتل کیا اور مسٹر تاچو کو بھی روڈ ایکسیڈنٹ میں مروا دیا کیونکہ تاچو بھی اس گیم کا حصہ تھا“...... اگاچنگ نے راکاشی کے سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

راکاشی کے لئے اتنی معلومات کافی تھیں۔ اس لئے اسے مزید سوال پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی اس نے شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل ایک طرف پھینکی اور پھر اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا۔ ریوالور کی نالی راکاشی نے اگاچنگ کے دل پر رکھی۔ راکاشی کے چہرے کے تاثرات نے اگاچنگ کو بتا دیا تھا کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اس لئے اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر خوف کے تاثرات ابھرے۔ راکاشی نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا اور اگاچنگ کی چیخ بلند ہوئی۔ وہ کرسی سے نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔ راکاشی اس سے دور ہٹ کر اسے تڑپتا ہوا دیکھنے لگا۔ جب اس کا تڑپنا ختم ہو گیا تو راکاشی دروازے کی طرف بڑھا۔

”مسٹر اگاچنگ ایک ضروری اور طویل کال کر رہے ہیں اور ان کا حکم ہے کہ انہیں پانچ منٹ تک ڈسٹرب نہ کیا جائے“...... راکاشی نے دروازے پر بیٹھے ہوئے مسلح شوگرانی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راکاشی مطمئن اور باوقار انداز میں چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

سوپر فیاض کے چپڑاسی نے عمران کو آفس کی طرف آتے دیکھا تو وہ بنچ سے کھڑا ہو گیا۔

”السلام علیکم۔ چچا فضل دین کیا حال ہیں آپ کے“...... عمران نے چپڑاسی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ چھوٹے صاحب۔ اللہ کا فضل ہے“...... چپڑاسی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”واقعی۔ آپ چچی کے لئے اللہ کا فضل ہی ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بات وہ نیک بخت بھی تو مانے نا“...... چپڑاسی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

”یہ المیہ صرف آپ ہی کا نہیں چچا۔ تمام شادی شدہ حضرات کا ہے۔ ان کی بیوی انہیں کچھ مانتی ہی نہیں ہیں“...... عمران نے

بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سوپر فیاض کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"السلام علیکم۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں"...... عمران نے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ تم اندر آ چکے ہو"...... سوپر فیاض نے سلام کا جواب دینے کے بعد منہ بنا کر کہا۔ آفس میں اس وقت سوپر فیاض کے علاوہ انسپکٹر ارشد بھی موجود تھا۔ انسپکٹر ارشد سوپر فیاض کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ انسپکٹر ارشد سوپر فیاض کے سامنے بیٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ ہی فیاض نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا ہو گا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر سوپر فیاض کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جاؤ۔ میں تمہیں بعد میں بلاتا ہوں"...... سوپر فیاض نے انسپکٹر ارشد سے کہا۔

"اوکے سر"...... انسپکٹر ارشد نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر سیلوٹ کر کے چلا گیا۔

"ہاں بولو۔ کس لئے آئے ہو تم"...... انسپکٹر ارشد کے جانے کے بعد سوپر فیاض نے عمران سے کہا۔

"ہم اتنے دنوں کے بعد ملے ہیں اور تم ہو کہ بے رخی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ اتنے دنوں کے بعد اگر کوئی دشمن بھی ملتا ہے تو انسان اس سے ہنس کر بات کرتا ہے۔ چائے پانی کا پوچھتا ہے"۔

عمران نے کہا۔

"تم دشمنوں سے بھی بڑھ کر ہو۔ تمہارے ساتھ تو ہنس کر بات کرنا گناہ کبیرہ ہے"...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

"اچھا۔ مجھ سے بات کرنا گناہ کبیرہ ہے اور سٹیج اداکارہ شیریں کو ہوٹلنگ کرانا۔ اس کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرنا تمہارے لئے ثواب کا کام ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کون شیریں۔ میں تو کسی شیریں کو نہیں جانتا۔ اب تم نے مجھ پر بہتان لگانے بھی شروع کر دیئے ہیں"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور ساتھ ہی اس نے جیب سے موبائل فون بھی نکال لیا۔ چند سیکنڈ وہ موبائل فون کے بٹنوں کو چھیڑتا رہا۔

"ڈیڈی۔ اپنے آفس میں موجود ہیں"...... عمران نے موبائل فون کی سکرین سے نظریں ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں"...... سوپر فیاض نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میرے موبائل فون میں ایک تصویر ہے جو کہ سٹی ہوٹل کے ہال کی ہے۔ اس میں سٹیج اداکارہ شیریں موجود ہے اور اس کے ساتھ جو مرد ہے شاید مجھے پہنچاننے میں غلطی ہو رہی ہے لیکن ڈیڈی اسے ضرور پہچان لیں گے۔ کیونکہ یہ مرد ڈیڈی کے بہت قریب رہتا ہے"...... عمران نے ایک مرتبہ پھر اپنی نظریں موبائل فون کی سکرین پر ڈالتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے غصے سے اس کی طرف

دیکھا۔

"تم سے کبھی بھی کوئی اچھی توقع کی ہی نہیں جاسکتی۔ تم دوست کے روپ میں دشمن ہو۔ بدترین دشمن۔ بلیک میلر"...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم تو شیریں کو جانتے ہی نہیں"۔ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آفس ہے اور آفس میں تمہیں کوئی چیک یا رقم نہیں دی جا سکتی۔ لہٰذا تم شام کو میری کوٹھی پر آ جانا۔ اس بلیک میلنگ کے عوض تمہیں جتنی رقم درکار ہو گی میں تمہیں دے دوں گا"...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

"کوٹھی پر تو سلمٰی بھابھی بھی ہوتی ہیں اور وہ میرا موبائل فون بھی چیک کر سکتی ہیں۔ اگر انہوں نے یہ تصویر دیکھ لی تو پھر کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے بسی میں اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"اوکے۔ تم رات کو سٹی ہوٹل ہی آ جانا"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سوپر فیاض نے کہا۔

"بڑے افسوس کی بات ہے فیاض۔ تم نے مجھے ایسا سمجھ لیا۔ میں نے پہلے کبھی تمہیں اس طرح بلیک میل کیا ہے"...... عمران نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض چونک کر اس کی

طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے جو کچھ اب کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے"...... سوپر فیاض نے عمران سے پوچھا۔

"میرے موبائل فون میں نہ تو کسی شیریں کی تصویر ہے اور نہ ہی فرہاد کی۔ یعنی تمہاری۔ میں اتنی محبت سے تمہیں ملنے آیا ہوں اور تم نے بے رخی کا اظہار کیا جس کی وجہ سے میں نے ایک فرضی بات کہہ دی اور تم دباؤ میں آ گئے جس کا مطلب ہے کہ تم واقعی شیریں سے ملتے ہو۔ اب تو سلمٰی بھابھی کو شکایت کرنا ہی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"تم واقعی بہت شیطان ہو۔ تمہاری بنائی ہوئی باتیں بھی سچ ثابت ہو جاتی ہیں"...... سوپر فیاض نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"پھر تو میں شیطان نہیں ہوں کیونکہ شیطان کو تو سچ پسند ہی نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے عمران کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا البتہ اس نے ٹیبل کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دروازے کے باہر لگی ہوئی بیل بجی اور چپڑاسی فوراً کمرے میں داخل ہو گیا۔

"چچا۔ دو چائے بنوا لاؤ"...... سوپر فیاض نے چپڑاسی سے کہا۔ چپڑاسی کی عمر کی وجہ سے سوپر فیاض اس سے نرم لہجے میں بات کرتا تھا۔

"جی بہتر صاحب"...... چپڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور

[illegible]

"مگر تم ... کس سے اس حادثے کی انکوائری کر رہے ہو" ... یہ پوچھنا چاہتا ہوں" عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔ ... کی بات ... پتہ چل گیا۔

"اچھا۔ تو تمہارے آنے کا اصل مقصد یہ ہے" سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سوچا کہ اس سلسلے میں تمہاری کچھ مدد ہی کر دوں" عمران نے کہا۔

"تم خود کو ... بقراط سمجھتے ہو کیا" سوپر فیاض نے عمران سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں تو حقیر فقیر، پر تقصیر، بندہ نادان علی عمران ہوں" عمران نے کہا۔

"بہر حال۔ اگر تم خود کو زیرو زیرو سیون سمجھتے ہو تو مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے اس کیس کی انکوائری مکمل کر لی ہے اور رپورٹ چیف کو بھجوا دی ہے" سوپر فیاض نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ تم تو اب تیز ترین پولیس آفیسر ہو گئے ہو"۔ عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چپراسی چائے لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے اور دوسرا کپ سوپر فیاض کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ تم مجھ پر طنز کر رہے ہو" سوپر فیاض نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں۔ میں تو خلوص دل سے تمہاری تعریف کر رہا ہوں" عمران نے اس سے کہا۔

"تھینک یو۔ تم اتنے برے دوست بھی نہیں ہو" سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

"اب تم نے انکوائری رپورٹ بھی بھجوا دی ہے تو بتاؤ کہ یہ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا" عمران نے کہا۔

"تم اس معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو" [illegible] فیاض نے عمران سے کہا۔

"یہ ہمارے ایک قابل سائنس دان کی موت کا معاملہ ہے۔ اس لئے اس ایکسیڈنٹ میں، میں نہیں چیف دلچسپی لے رہا ہے۔ اس نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ میں تم سے رپورٹ لوں" عمران نے کہا۔

"ایک تو تمہارا چیف ہر معاملے میں ٹانگ اڑاتا ہے" سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فیاض۔ شاید تمہیں احساس نہیں ہے کہ ایکسٹو اپنے خلاف ہونے والی سرگوشی تک سن لیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے یہ الفاظ ایکسٹو تک پہنچ جائیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو تمہیں اندازہ ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سوپر فیاض کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس کے جسم میں باقاعدہ کپکپی سی پیدا ہو گئی۔ ایکسٹو کی پراسرار شخصیت سے صرف وہ ہی نہیں بلکہ اس کے اعلیٰ افسران بھی دہشت زدہ رہتے تھے اور سوپر فیاض ایکسٹو کے اختیارات سے بھی واقف تھا۔ وہ سر عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔ اس میٹنگ میں ایکسٹو اور پاکیشیا کے صدر صاحب بھی شامل تھے اور صدر صاحب ایکسٹو کے سامنے اس طرح بات کر رہے تھے جیسے ادنیٰ ماتحت کسی اعلیٰ افسر کے سامنے بات کرتا ہے۔ اس میٹنگ میں سوپر فیاض کو احساس ہوا تھا کہ ایکسٹو تو صدر صاحب سے بھی زیادہ بااختیار شخصیت ہے۔ وہ ایکسٹو کی شخصیت سے پہلے سے کہیں زیادہ مرعوب ہوا تھا اور ایکسٹو کی پراسراریت سے تو وہ پہلے سے ہی مرعوب تھا۔

”عمران۔ اگر تم چیف کو یہ بات نہیں بتاؤ گے تو اسے معلوم نہیں ہو گا“...... سوپر فیاض نے اپنی حالت پر قابو پانے کے بعد عمران سے کہا۔

”یہ تمہاری غلط فہمی ہے فیاض۔ تم میرے دوست ہو اور چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں تمہارے خلاف کبھی کسی کو رپورٹ نہیں کر سکتا۔ علاوہ ملکی معاملے کے۔ اگر کبھی میں نے محسوس کیا کہ تم نے ملکی مفاد کے خلاف کوئی کام کیا ہے تو پھر میں چیف کو رپورٹ نہیں کروں گا بلکہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا“۔

عمران نے فقرے کے آخر میں سرد لہجے میں کہا۔

”ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں ملکی مفاد کے خلاف کوئی کام کروں لیکن اگر تم ایکسٹو کو یہ بات نہیں بتاؤ گے تو پھر اسے کیسے معلوم ہو گا کہ میں نے اس کے خلاف کوئی بات کی ہے“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”بظاہر ایکسٹو کی آنکھیں اور کان دو ہی ہیں سوپر فیاض۔ لیکن اس کے باوجود اسے صرف پاکیشیا ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہونے والی ان باتوں کا پتہ چل جاتا ہے جو باتیں پاکیشیا کے مفاد کے خلاف ہوں اور ان باتوں کا علم ہوتے ہی وہ فوری طور پر حرکت میں آ جاتا ہے اور ان لوگوں کا کیا حشر ہوتا ہے جو پاکیشیا کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور منصوبے بناتے ہیں۔ تمہیں اندازہ ہو گا“...... عمران نے گھمبیر لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے متاثر ہونے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”ہاں عمران۔ میں نے ایکسٹو کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے“...... سوپر فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے انکوائری رپورٹ کے بارے میں بتانے والے تھے“۔ عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

”ہاں۔ بہت ہی سادہ سا ایکسیڈنٹ ہے۔ سر اقبال کے ڈرائیور نے حد سے زیادہ شراب پی لی تھی جس کا اندازہ شاید سر اقبال کو نہیں ہو سکا تھا۔ اس شراب کی وجہ سے کار ڈرائیور کے قابو سے

باہر ہوگئی اور ایک درخت سے جا ٹکرائی۔ سر اقبال فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سر اقبال اور ڈرائیور موقع پر ہی ہلاک ہو گئے''۔ سوپر فیاض نے عمران کو ایکسیڈنٹ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بتایا ہو گا کہ ڈرائیور نے شراب پی ہوئی تھی''...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

''ظاہری بات ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا نام تھا ان کے ڈرائیور کا''...... عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

''ان کے ڈرائیور کا نام عاصم تھا''...... سوپر فیاض نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا یہ عاصم باقاعدہ شرابی تھا''...... عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

''میں نے اس کے گھر والوں سے اور دوستوں سے پوچھا ہے وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ شاید اس نے پہلی دفعہ شراب پی تھی اور بہت زیادہ پی لی تھی اس لئے کار اس سے بے قابو ہوگئی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اس عاصم کا ایڈریس کیا ہے''...... عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

''یو بلاک۔ فلیٹ نمبر ون او ون''...... سوپر فیاض نے عاصم کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سوپر فیاض۔ یار زندہ صحبت باقی۔ پھر ملیں گے انشاء اللہ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اسے اٹھتے دیکھ کر سوپر فیاض بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ عمران نے اس سے مصافحہ کیا اور اللہ حافظ کہہ کر اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار یو بلاک کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یو بلاک سرکاری عمارت تھی اور اس میں سرکاری ملازمین رہتے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عمران یو بلاک پہنچ گیا۔ یو بلاک کے مین گیٹ پر سیکورٹی گارڈ موجود تھے اور گیٹ سے چند قدم آگے بانس کی رکاوٹ بھی موجود تھی۔

''سر۔ آپ کو کس سے ملنا ہے''...... ایک سیکورٹی گارڈ نے عمران سے کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''میرا نام خلیل ہے اور میں فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔ مجھے ڈرائیور عاصم کی فیملی سے ملنا ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی جھلک سیکورٹی گارڈ کو دکھائی اور کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

''او کے سر''...... سیکورٹی گارڈ نے عمران کو زور دار سیلوٹ کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا تو اس نے بانس اوپر اٹھا دیا۔ عمران کی کار یو بلاک کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔ عمران کار سے نیچے اترا اور پھر وہ رہائشی حصے کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ نمبرون او ون کے دروازے پر پہنچ

گیا۔ بیل کے جواب میں ایک پندرہ سولہ سال کی لڑکی نے دروازہ کھولا اور عمران کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”بیٹا۔ میرا نام خلیل ہے اور میں فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔ آپ کے گھر میں کوئی صاحب موجود ہیں“...... عمران نے پہلے تو اپنا تعارف کرایا اور پھر لڑکی سے کسی مرد کی موجودگی کا پوچھا۔

”جی ہاں۔ میرے دادا ابو ہیں آپ آ جائیں“...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے عمران کو راستہ دیا۔ عمران فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ لڑکی نے اسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں بٹھایا اور خود کمرے سے باہر چلی گئی۔ دو تین منٹوں بعد ایک بزرگ آدمی اندر داخل ہوا۔

”السلام علیکم“...... عمران نے بزرگ کو دیکھ کر سلام میں پہل کرتے ہوئے کہا اور صوفے سے کھڑا ہو گیا۔

”وعلیکم السلام۔ بیٹھو بیٹا“...... بزرگ نے غمگین لہجے میں کہا پھر وہ عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”میرا نام خلیل ہے اور میرا تعلق فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے ہے“...... عمران نے بزرگ سے کہا۔

”مجھے زینت نے بتایا ہے۔ زینت میری پوتی اور عاصم کی بیٹی ہے۔ میرا نام جاوید ہے“...... بزرگ نے کہا۔

”مجھے عاصم کی موت کا بے حد افسوس ہے جاوید صاحب“۔

عمران نے کہا۔

”زندگی اللہ کی امانت ہے بیٹا۔ جب چاہے وہ اپنی امانت واپس لے لے“...... بزرگ نے بدستور غمگین لہجے میں کہا۔

”جاوید صاحب۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایکسیڈنٹ قدرتی ہے“...... عمران نے بزرگ سے کہا۔

”جی ہاں۔ حادثے تو قدرتی ہی ہوتے ہیں“...... بزرگ نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔ عمران نے فوری طور پر اس بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اسی لمحے زینت چائے کے برتن اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے دو پیالوں میں سے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ دی اور دوسری اپنے دادا کے سامنے۔

”یہ بہت ہونہار بچی ہے۔ فرسٹ ایئر میں پڑھتی ہے۔ اس سے چھوٹا انصر ہے جو کہ نہم کلاس میں پڑھتا ہے“...... بزرگ نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ زینت چائے رکھ کر واپس چلی گئی۔

”آپ کی بات بالکل درست ہے جاوید صاحب کہ حادثات قدرتی ہوتے ہیں لیکن بعض حادثات جان بوجھ کر یا پلاننگ کر کے بھی کرائے جاتے ہیں“...... عمران نے بزرگ سے کہا۔

”میں آپ کی بات نہیں سمجھا بیٹا“...... بزرگ نے عمران سے کہا۔

''بڑے آدمیوں کا خاتمہ ایکسیڈنٹ کی صورت میں کرایا جاتا ہے تا کہ وہ قتل ظاہر نہ ہو۔ ایسے حادثات قدرتی نہیں ہوتے بلکہ سازش یا پلاننگ کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہ حادثہ بھی سر اقبال کو ختم کرانے کے لئے کرایا گیا ہے''...... عمران نے بزرگ سے کہا۔

''اوہ۔ اب میں سمجھا۔ آپ درست کہہ رہے ہیں بیٹا۔ واقعی ایسا ہوتا ہے''...... بزرگ نے عمران سے کہا۔

''ہم نے اس سازش کا سراغ لگانا ہے جاوید صاحب۔ سر اقبال اور آپ کے بیٹے عاصم کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ہے''۔ عمران نے بزرگ سے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر عاصم کے قاتلوں کو سزا ضرور ملنی چاہئے بیٹا''...... بزرگ نے کہا۔

''اگر آپ میرے ساتھ تعاون کریں گے تو عاصم کے قاتلوں کو سزا ضرور ملے گی''...... عمران نے کہا۔

''اس سلسلے میں بھلا میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں''۔ بزرگ نے کہا۔

''میں آپ سے اور آپ کے فیملی ممبرز سے جو کچھ بھی پوچھوں آپ نے اس کا صحیح جواب دینا ہے۔ اگر آپ نے میری باتوں کا درست جواب دیا تو میرا وعدہ ہے کہ آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ البتہ عاصم کے قاتل سزا سے بچ نہیں سکیں گے''...... عمران نے بزرگ سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ جو کچھ بھی پوچھیں گے ہم بتائیں گے۔ اس گھر میں زیادہ افراد نہیں ہیں اب ہم صرف چار افراد ہیں۔ میں، میری بہو آصفہ، پوتی زینت اور پوتا انصر''...... بزرگ نے کہا۔

''آپ فی الحال اپنی بہو کو بھی یہاں بلا لیں''...... عمران نے کہا تو بزرگ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ تقریباً چالیس سال کی ایک عورت تھی جس کا چہرہ نہایت ہی سوگوار تھا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر نظریں جھکا کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

''باجی۔ مجھے عاصم کی موت کا بہت افسوس ہے''...... عمران نے عاصم کی بیوہ سے اظہار افسوس کیا۔

''جو اللہ کو منظور بھائی صاحب''...... آصفہ نے نظریں جھکائے جھکائے عمران سے کہا۔

''آصفہ بہن۔ یہ حادثہ نہیں تھا بلکہ سر اقبال اور عاصم کا قتل ہوا ہے''...... عمران نے آصفہ سے کہا۔

''مجھے اندازہ ہے بھائی صاحب۔ میرے شوہر پچھلے دنوں بہت ہی پریشان رہے ہیں۔ انہیں جوئے کی عادت پڑ گئی تھی اور وہ دادا کلب کے مینجر خرم دادا کے مقروض ہو گئے تھے۔ حادثے والے دن انہوں نے مجھے بتایا کہ خرم دادا نے ان کا سارا قرضہ معاف کر دیا ہے اور نہ صرف ان کا قرضہ معاف ہو گیا تھا بلکہ انہوں نے بچوں کے اور میرے اکاؤنٹ میں پندرہ پندرہ لاکھ بھی ڈیپازٹ کرا

دیئے تھے۔ تاکہ میرا اور بچوں کا مستقبل محفوظ ہو جائے۔ وہ بہت محبت کرنے والے باپ اور شوہر تھے۔ انہوں نے اپنی فیملی کے لئے اپنی جان قربان کر دی''...... آصفہ نے کہا اور اس کے بعد اس نے رونا شروع کر دیا۔ عمران نے بزرگ کی طرف دیکھا جو اپنی بہو کی باتیں سن کر حیران ہو رہا تھا۔

''خلیل بیٹا۔ مجھے یہ بات ابھی معلوم ہو رہی ہے''...... بزرگ نے عمران سے کہا۔

''جی مجھے معلوم ہے''...... عمران نے بزرگ سے کہا تو بزرگ کچھ مطمئن ہو گیا۔

آصفہ کچھ دیر تک روتی رہی۔ اور پھر وہ خاموش ہو گئی۔ عمران اس کے خاموش ہونے کا انتظار ہی کر رہا تھا۔

''آپ نے یہ بات جاوید صاحب کو کیوں نہیں بتائی''۔ عمران نے آصفہ سے پوچھا۔

''عاصم نے منع کیا تھا کہ میں یہ بات کسی کو نہ بتاؤں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ ہمارے پاس اتنا پیسہ ہے تو وہ یہ پیسہ چھین لیں گے''...... آصفہ نے عمران سے کہا۔

''اب آپ نے مجھے بتا دیا ہے تو اب بھی آپ کا پیسہ چھن سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ سرکاری آدمی ہیں اور میرے شوہر نے اپنے ساتھ ایک سائنس دان کو بھی ختم کیا ہے جو کہ بہت بڑا جرم ہے اور اس

جرم میں آپ مجھے اور میرے بچوں کو گرفتار کر کے سزا بھی دلا سکتے ہیں''...... آصفہ نے عمران سے کہا۔

''پھر آپ نے مجھے یہ بات کیوں بتائی''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''بس۔ آپ نے کہا کہ عاصم کا ایکسیڈنٹ حادثہ نہیں بلکہ قتل تھا تو میں جذباتی ہو گئی کہ عاصم نے ہمارے لئے اپنی جان کی قربانی دے دی اور انہی جذبات میں آ کر میں نے آپ کو یہ بات بتا دی جو مجھے نہیں بتانی چاہئے تھی۔ اب ہمارے پاس یہ پیسہ بھی نہیں رہے گا اور ہم جیل بھی جائیں گے''...... آصفہ نے پشیمان لہجے میں عمران سے کہا۔

''میں نے گفتگو کے آغاز میں آپ کو بہن کہا ہے پھر آپ یہ کیسے تصور کر سکتی ہیں کہ ایک بھائی اپنی بہن کو کسی مشکل میں ڈال سکتا ہے''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا تو آصفہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

''یعنی آپ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے''۔ آصفہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ کے، آپ کے بچوں کے اور جاوید صاحب کے خلاف کارروائی کیوں ہو سکتی ہے۔ آپ لوگوں نے کیا جرم کیا ہے''۔ عمران نے آصفہ سے کہا۔

''ہمارے گھر کے ایک فرد نے بہت ہی سنگین جرم کیا ہے''۔

آصفہ نے عمران سے کہا۔

''جس نے جرم کیا ہے سزا بھی اسے ہی ملنی چاہئیے اور اسے سزا مل چکی ہے۔ یعنی وہ زندگی جیسی انمول چیز سے محروم ہو گیا ہے۔ اب آپ نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے اور اس پیسے کے متعلق کسی کو نہیں بتانا۔ ورنہ پیسے کے ساتھ ساتھ آپ لوگوں کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے بھی کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ دونوں بھی کھڑے ہو گئے۔

''آصفہ بہن۔ آپ میرے فلیٹ کا فون نمبر نوٹ کر لیں۔ اگر کبھی آپ کو میری مدد کی ضرورت محسوس ہو تو آپ نے مجھے فون کرنا ہے''...... عمران نے آصفہ سے کہا اور پھر اس نے اپنے فلیٹ کا ٹیلی فون نمبر آصفہ کو بتایا۔ جسے آصفہ نے اپنے موبائل فون میموری میں محفوظ کر لیا۔ اس کے بعد عمران نے ان دونوں کو اللہ حافظ کہا اور ان کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اگلے چند لمحوں بعد اس کی کار دادا کلب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تیز ڈرائیونگ کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر بعد دادا کلب پہنچ گیا۔

دادا کلب کے ہال میں داخل ہو کر اس نے ایک نظر ہال کا جائزہ لیا۔ ہال میں منشیات کی بو اور سگریٹوں کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ ہال کے کونوں میں بدمعاش ٹائپ آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ جن کے کندھوں پر مشین گنیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے صرف

ایک نظر ہال کا جائزہ لیا اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں اور یہ دونوں لڑکیاں بھی شکل صورت سے بازاری نظر آ رہی تھیں۔ کاؤنٹر کے قریب بھی دو مسلح بدمعاش کھڑے ہوئے تھے۔ عمران کاؤنٹر کے قریب پہنچا۔

''یس سر۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہیں''...... ایک لڑکی نے بازاری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ان سب کے سامنے ہی بتا دوں''...... عمران نے بازاری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ سب اپنے ہیں سر۔ ان کے سامنے ہی بتا دیں''...... لڑکی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''دل پیش کروں یا جگر پیش کروں۔ اے جان جہاں کیا پیش کروں''...... عمران نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ صرف رقم پیش کریں۔ اگر آپ ہم دونوں میں سے کسی ایک کے طلب گار ہیں تو پھر آپ کو انتظار کرنا پڑے گا اور اگر آپ کو کوئی اور حسینہ چاہئے تو پھر ابھی پیش کر دی جائے گی''۔ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''ہائے۔ یہ انتظار کیا مجھے قیامت تک انتظار کرنا پڑے گا''۔ عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ صرف ہماری ڈیوٹی آف ہونے تک۔ اور وہ چار گھنٹوں کے بعد آف ہو جائے گی''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''چار گھنٹے۔ یہ چار گھنٹے میں کیسے گزاروں گا۔ اچھا تم ایسا کرو کہ خرم دادا کو میرے آنے کی اطلاع کردو۔ میں یہ چار گھنٹے اس سے گپ شپ کرلوں گا''...... عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''آپ نے باس سے ملنا ہے سر۔ انہیں آپ کا کیا نام بتاؤں سر''...... خرم دادا کا نام سنتے ہی کاؤنٹر گرل نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور بھی اٹھا لیا۔

''خرم دادا سے کہو کہ ڈان کلب سے جیکی آیا ہے''...... عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا تو کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے انٹرکام کا ایک بٹن پریس کیا اور بات کرنے لگی۔ بات کرنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد اس نے مسلح آدمی کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''یس مس''...... مسلح آدمی نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''سر کو باس کے کمرے تک چھوڑ آؤ''...... کاؤنٹر گرل نے مسلح آدمی سے کہا۔

''اوکے مس۔ آیئے سر''...... مسلح آدمی نے عمران سے کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کے قریب بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھا۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ گیلری کے دونوں اطراف میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے کے دروازے پر دو مسلح آدمی ایک بنچ

پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھ آنے والا آدمی اس کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔

''یہ باس کے مہمان ہیں''...... عمران کے ساتھ آنے والے نے کہا تو ان دونوں میں سے ایک نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھولا اور عمران کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک کرسی پر ایک بھاری بھرکم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے چہرے پر زخموں کے کئی نشانات تھے۔ عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم۔ تم تو جیکی نہیں ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ آپ تو عمران صاحب ہیں''...... خرم دادا نے پہلے تو حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر عمران کو پہچان کر اس کا انداز مؤدبانہ ہو گیا۔

''ہونہہ۔ خرم دادا۔ تم مجھے جانتے ہو''...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی۔ جی عمران صاحب۔ آپ کو بھلا کون نہیں جانتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ٹھنڈا پئیں گے یا گرم''...... خرم دادا نے میز کی دوسری طرف آتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے صوفے کی طرف اشارہ بھی کیا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھا تو خرم دادا بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اپنی پسند نہیں بتائی۔ آپ ٹھنڈا پئیں گے یا گرم''...... خرم دادا نے دوبارہ پوچھا۔

''میں نہ تو ٹھنڈا پیوں گا نہ گرم۔ تم چونکہ مجھے جانتے ہو اس لئے تم سے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو گے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں اس سے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ کے سوالوں کے جواب میرے پاس ہوئے تو میں ضرور دوں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے سامنے میں کوئی چالاکی نہیں دکھا سکتا''...... خرم دادا نے کہا۔

''سر اقبال کی کار کا ایکسیڈنٹ تم نے کرایا ہے۔ کیوں''۔ عمران نے خرم دادا سے کہا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمران اس سے اس قسم کا سوال کر سکتا ہے کیونکہ اس نے واقعی یہ کام کیا تھا۔ لیکن اس کے خیال کے مطابق اس نے تو انتہائی محفوظ طریقے سے یہ کام کیا تھا اور اس پر کسی کو شک ہو ہی نہیں سکتا تھا لیکن اب اس پر نہ صرف یہ کہ شک کیا جا رہا تھا بلکہ تحقیقات کے لئے ایک انتہائی خطرناک آدمی بھی اس تک پہنچ چکا تھا۔

''آپ کس سر اقبال کی بات کر رہے ہیں عمران صاحب۔ میں تو کسی سر اقبال کو نہیں جانتا''...... خرم دادا نے فوراً ہی انجان بنتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''ابھی تم نے کہا تھا کہ تم میرے سامنے چالاکی نہیں دکھا سکتے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں واقعی آپ کے سامنے چالاکی نہیں دکھا سکتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں کسی سر اقبال کو نہیں جانتا۔ آپ چاہیں تو مجھ سے قسم لے لیں''...... خرم دادا نے کہا۔

''اب میں یہاں تک آ گیا ہوں تو حقیقت جان کر ہی جاؤں گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھ سے جس طرح کی ضمانت لینا چاہیں میں ضمانت دینے کو تیار ہوں''...... خرم دادا نے عمران سے کہا۔ عمران اچانک ہی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ خرم دادا کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ عمران کا ہاتھ اس کے سر کے مخصوص حصے پر پڑا اور خرم دادا کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کے بے ہوش ہونے کے بعد عمران اس کے آفس کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ انٹرکام کی بیل بج اٹھی۔ وہ ٹیبل کی طرف بڑھا اور اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''یس''...... عمران نے خرم دادا کی آواز اور سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ مس صائمہ آئی ہیں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ عمران نے آواز پہچان لی۔ یہ اس کاؤنٹر گرل کی آواز تھی جس سے وہ باتیں کر رہا تھا۔

''میں اس وقت ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہوں اس لئے صائمہ کو واپس بھیج دو''...... عمران نے خرم دادا کی آواز میں کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

"اور سنو۔ جب تک میں میٹنگ میں مصروف ہوں مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ جب میں فری ہوں گا تو تمہیں بتا دوں گا"۔ عمران نے سخت لہجے میں کاؤنٹر گرل سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹیبل کی درازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ایک دراز سے اسے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل مل گیا۔ اس نے وہ بنڈل اٹھایا اور خرم دادا کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھنے کے بعد عمران نے اسے صوفے پر بٹھایا اور اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر وہ ہوش میں آ گیا۔

"حیرت ہے۔ کہ تم مجھے جانتے ہو اور پھر بھی چالاکی دکھانے کی کوشش کر رہے ہو"...... خرم دادا جب مکمل طور پر ہوش میں آ چکا تو عمران نے اس سے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں۔ میں واقعی کسی سر اقبال کو نہیں جانتا"...... خرم دادا نے بدستور انکار کرتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے خنجر نکال لیا۔

"او کے۔ تم نہیں جانتے تو جلد جان جاؤ گے۔ لیکن جب تم جانو گے تو اپنی آنکھوں سے محروم ہو چکے ہو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور خرم دادا کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔ اس

کی ایک آنکھ کا ڈھیلا قالین پر آ گرا تھا اور آنکھ سے خون جاری ہو گیا تھا۔ خرم دادا کا جسم بھی تڑپ کر صوفے سے نیچے آ گرا۔ لیکن عمران نے اسے گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور دوبارہ صوفے پر بٹھا دیا۔

"اب بھی تمہیں سر اقبال یاد نہیں آئے ہوں گے۔ کوئی بات نہیں۔ دوسری آنکھ کے ضائع ہونے پر ضرور یاد آ جائیں گے"۔ عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر والا ہاتھ دوبارہ فضا میں بلند کیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں مجھے اندھا مت کرو"۔ خرم دادا نے یکدم ہی چیختے ہوئے کہا۔

"اب بولنا شروع کر دو۔ جہاں رکے دوسری آنکھ بھی باہر آ گرے گی"...... عمران نے کہا۔

"ایکریمیا میں نائٹ کلبوں کی چین ہے ڈارک نائٹ کلب کے نام سے۔ اس کا مالک انتھونی میرا دوست ہے۔ اس نے مجھے اس کام کے لئے بیس لاکھ ڈالرز دیئے تھے"...... خرم دادا نے کہا۔

"اتنا بڑا آدمی تمہارا دوست کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"دوست نہ سہی۔ باس تو ہو سکتا ہے نا"...... خرم دادا نے بے بسی سے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ وہ تمہارا باس کیسے ہے"...... عمران نے سرد لہجے

میں اس سے کہا۔

''اس کی ایک تنظیم بھی ہے۔ اس تنظیم کا نام بھی ڈارک نائٹ ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور پاکیشیا میں میں اس تنظیم کا انچارج ہوں''...... خرم دادا نے کہا۔

''تم پاکیشیائی ہو خرم دادا''...... عمران نے کرخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ میں پاکیشیائی ہوں''...... خرم دادا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی ہو کر تم نے پاکیشیا کو ایک قابل سائنس دان سے محروم کر دیا ہے۔ سر اقبال پاکیشیا کا قیمتی اثاثہ تھے''...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس کا خنجر خرم دادا کے دل میں اتر گیا اور اس کی آخری چیخ بلند ہوئی۔

''عمران صاحب۔ شوگران سے راکاشی نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق تو اس کام میں کناڈا کی سیکرٹ ایجنسی بلیک سیون ملوث ہے لیکن خرم دادا نے ڈارک نائٹ کا نام لیا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔ خرم دادا کے خاتمے کے بعد عمران دانش منزل آ گیا تھا۔

''ڈارک نائٹ ایک مجرم تنظیم ہے۔ جس کی فیلڈ منشیات وغیرہ کی سمگلنگ ہے۔ البتہ بلیک سیون ایک مکمل سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اب ان دونوں میں کیا تعلق ہے یہ ابھی معلوم کر لیتے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے شروع کئے۔ دوسری طرف بیل جانے لگی تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ اے ٹو زیڈ انٹرنیشنل''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی

آواز سنائی دی۔

''میں ایشیائی ریاست ڈھمپ کا پرنس بول رہا ہوں۔ میڈم روزا سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے پرنس''...... دوسری طرف موجود خاتون کی متاثر کن آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو دوسری طرف موجود خاتون کے متاثر ہونے پر مسکرانے لگا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''ہیلو۔ روزا سپیکنگ۔ کون پرنس بات کر رہا ہے''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔

''میں پہلے بھی تم سے کہتا رہتا ہوں کہ بادام کھایا کرو۔ اس سے یاداشت بڑھتی ہے۔ لیکن تم ہو کہ میری بات ہی نہیں مانتیں۔ میری بات نہ ماننے کا انجام دیکھ لو۔ پرنس آف ڈھمپ کو بھی بھول چکی ہو''...... عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پرنس آف ڈھمپ۔ ناٹی بوائے یہ تم ہو۔ سوری میں تمہیں پہچان نہیں سکی۔ میری پی اے نے مجھے صرف اتنا بتایا کہ ایشیا کی کسی ریاست کے پرنس کا فون ہے''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ بے تکلفانہ انداز میں کہا گیا۔

''شکر ہے۔ میں تمہیں یاد تو آیا''...... عمران نے بدستور شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم بھولنے والے انسان نہیں ہو پرنس۔ لیکن تم نے طویل

عرصے بعد فون کیا۔ بہرحال اب تم یہ بتاؤ کہ تم اب تک ویسے ہی لڑکے ہو یا تمہارے بالوں میں چاندی اتر آئی ہے''...... دوسری طرف سے روزا کی آواز سنائی دی۔

''میرے بالوں میں چاندی آ گئی میڈم روزا۔ تو لوگ میرے بال کاٹ کر لے جائیں گے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے میڈم روزا نے قہقہہ لگایا اور یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا۔

''لگتا ہے کہ تمہاری زبان اب تک قینچی کی طرح چلتی ہے''۔ قہقہہ لگانے کے بعد میڈم روزا نے کہا۔

''قینچی بھی عام نہیں بلکہ میرٹھ کی قینچی کہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے میڈم روزا سے کہا۔

''ہاں۔ تم نے صحیح کہا۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ اتنے عرصے کے بعد تمہیں میری یاد کیسے آ گئی''...... میڈم روزا نے کہا۔

''کیا میں تمہیں بغیر مطلب کے فون نہیں کر سکتا''...... عمران نے ایک بار پھر شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ مطلب کے بغیر تو تم اپنے باپ کو بھی فون نہیں کرتے''...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی شوخ آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''تم معلومات فروخت کرنے کا بزنس کیا کرتی تھیں۔ کیا اب بھی یہ بزنس جاری ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''پرنس۔ تمہاری زبان کا ایک محاورہ ہے کہ چور چوری سے جائے، ہیرا پھیری سے نہیں۔ یعنی چور بھی اپنا بزنس ترک نہیں کرتا تو میں اپنا بزنس کیوں ترک کر دوں اب تو میرے بزنس نے بہت وسعت اختیار کر لی ہے''...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ کناڈا کی سیکرٹ ایجنسی بلیک سیون کا نام تم نے سنا ہوا ہے''...... عمران نے اس سے کہا۔

''ہاں۔ کافی تیز اور فعال ایجنسی ہے۔ کافرستان کی زیرو فورس اور پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے برابر ہے یہ ایجنسی''...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

''اور ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم ہے جس کا نام ڈارک نائٹ ہے۔ اس کے بارے میں بھی کچھ جانتی ہو''...... عمران نے میڈم روزا سے ایک اور سوال پوچھا۔

''ہاں۔ جیسا کہ تم نے کہا۔ یہ ایک مجرم تنظیم ہے اسمگلنگ کے کاروبار میں ملوث ہے اور اس کا نیٹ ورک دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں موجود ہے۔ ایکریمیا اور یورپ میں ڈارک نائٹ کلب کے نام سے جو بھی نائٹ کلب ہے وہ اسی تنظیم کا ہے''...... میڈم روزا نے کہا۔

''میں یہ جانتا ہوں۔ اس کے چیف کا نام انتھونی ہے''۔ عمران نے میڈم روزا سے کہا۔

''بلیک سیون کے چیف کا نام بھی تمہیں معلوم ہے''...... میڈم روزا نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ بلیک سیون کے چیف کا نام بلیک برڈ اور ڈپٹی چیف کا نام مس ٹیگورا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو''...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

''ڈارک نائٹ ایک مجرم تنظیم ہے اور بلیک سیون ایک سیکرٹ ایجنسی ہے۔ ان دونوں میں کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بلیک سیون ایک سرکاری اور سیکرٹ ایجنسی ہے۔ وہ کئی ایسے کام کر جاتی ہے کہ ان کارناموں کا کریڈٹ وہ ایکریمیا کی مجرم تنظیم ڈارک نائٹ کے کھاتے میں ڈال دیتی ہے۔ ایسا شاید وہ خود کو اور اپنے کاموں کو خفیہ رکھنے کے لئے کرتی ہے''...... دوسری طرف سے میڈم روزا نے کہا۔

''اب یہ بتاؤ کہ بلیک سیون کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''سوری۔ بلیک سیون کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں مجھے معلومات حاصل نہیں ہیں۔ کناڈا کے دارالحکومت میں ہی اس کا ہیڈکوارٹر ہو گا''...... میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کناڈا کے دارالحکومت میں ہی کہیں بلیک سیون کا ہیڈکوارٹر ہو گا۔

”اچھا۔ اب اپنا معاوضہ اور بنک اکاؤنٹ بتا دو“...... دوسری طرف سے میڈم روزا نے کہا۔

”پرنس۔ تم نے مجھ سے ایک ہی سوال پوچھا کہ بلیک سیون کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور میں تمہیں اس کے بارے میں نہیں بتا سکی تو معاوضہ کیسا“...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

”اوکے۔ اگر تم مجھ سے معاوضہ نہیں لینا چاہتی تو تمہاری مرضی۔ بیسٹ آف لک اینڈ گڈ بائے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ فائل لینے کے لئے کناڈا جائیں گے“...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ فائل پاکیشیا کے ایک سائنس دان کی محنت کا ثمرہ ہے اور مرحوم سائنس دان کی محنت ضائع نہیں ہونی چاہئے۔ ہم وہ فائل واپس حاصل کرنے کناڈا ضرور جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”اوکے عمران صاحب۔ آپ کس کس کو ساتھ لے جائیں گے“۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

”جولیا، تنویر، صفدر، خاور اور جوزف میرے ہمراہ جائیں گے۔ تم جولیا کو فون کر دو کہ وہ تنویر، صفدر اور خاور کو فلیٹ پر بلا لے۔ تا کہ میں انہیں بریف کر سکوں“...... عمران نے کہا۔

”جی بہتر۔ میں جولیا کو فون کر دیتا ہوں“...... بلیک زیرو نے

عمران سے کہا تو عمران اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبرز پریس کر دیئے۔ جلدی ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”ایکسٹو“...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ حکم“...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”صفدر، تنویر، خاور اور تم نے عمران کے ساتھ ایک مشن پر کناڈا جانا ہے۔ تم ان تینوں کو فون کر کے اپنے فلیٹ پر بلا لو۔ عمران تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر تمہیں بریف کر دے گا“...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص اور سرد لہجے میں جولیا سے کہا۔

”اوکے چیف۔ میں ابھی انہیں فون کر دیتی ہوں“...... جولیا کی بدستور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اس مشن میں بھی عمران تمہیں لیڈ کرے گا اور عمران کو تم سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے“...... بلیک زیرو نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ عمران کو ہم سے کوئی شکایت نہیں ہو گی“...... جولیا نے کہا تو بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور رکھ دیا۔

بلیک برڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ فائل کے مطالعے میں مگن تھا کہ اس کی ٹیبل پر رکھے ہوئے انٹرکام کی بیل بج اٹھی۔ بیل بجنے پر وہ یکدم چونکا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... بلیک برڈ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ ایکریمیا سے میڈم روزا کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''میڈم روزا کی کال۔ اچھا دو مجھے یہ کال''...... بلیک برڈ نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ انٹرکام کا رسیور رکھنے کے چند سیکنڈ بعد سفید رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بجی تو اس نے فوراً ہی اس کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''بلیک برڈ سپیکنگ''...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں ایکریمیا سے روزا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میری پی اے نے مجھے آپ کا نام بتا دیا تھا۔ فرمایئے۔ آپ نے کیسے کال کی''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''جناب۔ آپ پاکیشیا کے علی عمران کو جانتے ہیں''...... دوسری طرف سے میڈم روزا نے کہا تو بلیک برڈ چونک پڑا۔

''ہاں۔ ایک علی عمران کا نام تو میں نے سنا ہوا ہے جو خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر مشہور ہے لیکن آپ نے مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھا ہے''...... بلیک برڈ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''جناب۔ یہ علی عمران میرا بھی واقف ہے اور یہ بات جانتا ہے کہ میں معلومات فروخت کرنے کا بزنس کرتی ہوں۔ آج اس نے مجھے ٹیلی فون کیا ہے''...... میڈم روزا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ علی عمران آپ کا واقف ہے اور اس نے آپ کو فون بھی کیا ہے لیکن آپ یہ باتیں مجھ سے کیوں کہہ رہی ہیں''۔ بلیک برڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ اس نے مجھ سے بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے تعلق کے بارے میں پوچھا ہے''...... میڈم روزا کی آواز سنائی دی تو بلیک برڈ بری طرح چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کا تعلق۔ یہ ڈارک

نائٹ کیا ہے اور اس کا بلیک سیون سے کیا تعلق ہے''...... بلیک برڈ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ڈارک نائٹ کا بلیک سیون سے گہرا تعلق تھا۔ ڈارک نائٹ کی پشت پناہی کناڈا حکومت کرتی تھی لیکن یہ بات سوائے بلیک برڈ کے اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ لارڈ انھونی کے والدین کناڈا کے رہنے والے تھے لیکن وہ ایکریمیا میں سیٹل ہو گئے تھے۔ لارڈ انھونی ایکریمیا میں ہی پیدا ہوا تھا اور اسے اپنے والدین کے وطن سے محبت تھی۔ کناڈا حکومت نے اسے سپورٹ کیا تھا اور اس نے اتنی بڑی تنظیم بنا لی تھی۔ اس تنظیم کی اسی فیصد آمدنی خفیہ ذرائع سے کناڈا حکومت کو ہی ملتی تھی اور بلیک سیون کے بعض کاموں پر پردہ ڈالنے کے لئے ڈارک نائٹ کلب کا نام ظاہر کر دیا جاتا تھا۔ یہ کناڈا حکومت کا انتہائی خفیہ پراجیکٹ تھا۔ لیکن اب میڈم روزا اسے بتا رہی تھی۔ کہ پاکیشائی ایجنٹ علی عمران اس تعلق کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔

''جناب۔ میں نے تو اسے یہی بتایا ہے کہ بھلا بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے درمیان کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ایک کناڈا کی سرکاری ایجنسی ہے اور دوسری ایکریمی مجرم تنظیم''...... دوسری طرف سے میڈم روزا کی آواز سنائی دی۔

''پھر کیا کہا اس علی عمران نے''...... بلیک برڈ نے میڈم سے پوچھا۔

''جناب۔ اس نے کہا کہ اسے اطلاعات ملی ہیں کہ ان دونوں

کا آپس میں کوئی تعلق ہے اور وہ آج کل تصدیق کر رہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ بہت جلد کنفرم کر لے گا''...... میڈم روزا نے کہا۔

''کوئی تعلق ہو گا تو وہ تصدیق کرے گا نا۔ یہ کیسا سیکرٹ ایجنٹ ہے جس نے ہمیں مجرموں سے ملا دیا ہے''...... بلیک برڈ نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ یہ علی عمران بہت شہرت کا مالک ہے اور یہ آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ آپ کو بتا دوں تاکہ آپ اس سے ہوشیار رہیں''...... میڈم روزا نے کہا۔

''آپ کا شکریہ میڈم روزا۔ یہ عمران بہت شہرت کا حامل ہو گا لیکن جس دن یہ میرے مقابلے پر آئے گا اسے پتہ لگ جائے گا کہ یہ کتنے پانی میں ہے''...... بلیک برڈ نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

رسیور رکھنے کے بعد بلیک برڈ نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ انہوں نے شوگران میں مشن مکمل کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا اور اسے یقین تھا کہ ان کے بارے میں کوئی نہیں جان سکے گا۔ اسی طرح پاکیشائی سائنس دان سر اقبال کا قتل بھی اس نے اس طرح کرایا تھا کہ اس کی ایجنسی کا نام سامنے آ ہی نہیں سکتا تھا لیکن اب نہ صرف اس کی ایجنسی کا نام سامنے آ گیا بلکہ علی عمران کو بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے تعلق

کا بھی علم ہو گیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ کناڈا حکومت کا ایک اہم راز آؤٹ ہو گیا تھا۔

بلیک برڈ چند لمحے تو آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہا اور پھر کسی خیال کے تحت وہ چونکا اور اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر سرخ رنگ کے ٹیلی فون سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس جان برائٹ سپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''بلیک برڈ سپیکنگ''...... بلیک برڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم باس''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ فوراً ہی مؤدبانہ ہو گیا۔

''جان برائٹ۔ تم میڈم روزا کو جانتے ہو''...... بلیک برڈ نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ کیا آپ اس میڈم روزا کی بات کر رہے ہیں جو معلومات فروخت کرنے کا بزنس کرتی ہے''...... دوسری طرف سے جان برائٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اسے جانتے ہو''...... بلیک برڈ نے جان برائٹ سے کہا۔

''یس باس۔ حکم فرمائیے۔ اس سے کیا کہنا ہے''...... بلیک برڈ

نے اس سے پوچھا۔

''میں اس کی ڈیتھ نیوز سننا چاہتا ہوں۔ تم یہ نیوز مجھے کتنی دیر میں سنا سکتے ہو''...... جان برڈ نے کہا۔

''باس۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں''...... دوسری طرف سے جان برائٹ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں اس نیوز کا انتظار کر رہا ہوں''...... بلیک برڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنی پی اے کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... چند لمحوں بعد اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مس ٹیگورا کو میرے آفس بھیج دو''...... بلیک برڈ نے تحکمانہ لہجے میں اپنی پی اے سے کہا۔

''یس سر''...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو بلیک برڈ نے انٹرکام کا رسیور بھی رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر کے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور سوچنے لگا کہ علی عمران کو ان کے بارے میں معلومات کہاں سے ملی ہیں۔

''میں اندر آ سکتی ہوں باس''...... مس ٹیگورا کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھولیں۔

''ہاں۔ آ جاؤ''...... بلیک برڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مس ٹیگورا اس کے قریب آ گئی۔

’’بیٹھو‘‘...... بلیک برڈ نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

’’کیا بات ہے باس۔ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں‘‘۔ مس ٹیگورا نے اس سے کہا۔

’’ہاں۔ میں واقعی پریشان ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ شوگران مشن کے دوران ہم سے کہاں کوتاہی ہوئی ہے‘‘...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کوتاہی۔ نو سر۔ ہم سے تو کہیں بھی کوتاہی نہیں ہوئی۔ ہم مشن مکمل کرنے کے بعد واپس آئے ہیں‘‘...... مس ٹیگورا نے بلیک برڈ کے سوال پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

’’ٹیگورا۔ کوشش تو ہم نے کی ہے کہ ہمارا نام سامنے نہ آئے لیکن کہیں نہ کہیں ہم سے کوتاہی ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا نام سامنے آ گیا ہے‘‘...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے کہا۔

’’نہیں سر۔ ہم سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور آپ یہ بات کس بنا پر کہہ رہے ہیں‘‘...... مس ٹیگورا نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’تم نے پاکیشیا کے علی عمران کا نام تو سنا ہوا ہے‘‘...... بلیک برڈ نے کہا۔

’’یس باس۔ سیکرٹ فیلڈ کا ہر بندہ اس کے نام سے واقف ہے‘‘...... مس ٹیگورا نے کہا۔

’’اسے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ یہ مشن ہم نے مکمل کیا ہے اور اب وہ لازماً ہمارے پیچھے آئے گا کیونکہ اس کے ملک کی ایک اہم فائل ہمارے پاس ہے‘‘...... بلیک برڈ نے ٹیگورا سے کہا۔

’’سر۔ ہم سے یقیناً کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے بارے میں مشہور ہے کہ پاکیشیا کے خلاف ہونے والی کارروائی کا اسے پتہ چل جاتا ہے‘‘...... مس ٹیگورا نے کہا۔

’’ٹیگورا۔ ایکسٹو کوئی جادوگر تو نہیں ہے کہ اسے پاکیشیا کے خلاف ہونے والی کارروائی کا خودبخود پتہ لگ جاتا ہے۔ ہم سے کوئی بات لیک ہوتی ہے تو کہیں پہنچتی ہے‘‘...... بلیک برڈ نے کہا۔

’’یس باس۔ یہ بات آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں‘‘۔ مس ٹیگورا نے بلیک برڈ سے کہا۔ بلیک برڈ باس تھا اور مزاج کا بھی بہت سخت تھا۔ اس لئے مس ٹیگورا نے اس سے مزید بحث کرنا مناسب نہ سمجھا گو کہ مس ٹیگورا کی اس سے دوستی اور بے تکلفی بھی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کسی بھی لمحے اس پر غصہ کر سکتا تھا۔

’’اب ہماری کیا پلاننگ ہونی چاہئے‘‘...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے پوچھا۔

’’باس۔ سب سے پہلے تو ہمیں حتمی طور پر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت کناڈا کے لئے روانہ ہوا ہے یا نہیں‘‘...... مس ٹیگورا نے بلیک برڈ سے کہا۔

"ابھی وہ روانہ نہیں ہوا لیکن کسی بھی وقت وہ روانہ ہو سکتا ہے"...... بلیک برڈ نے کہا۔

"یس باس۔ اس پر نظر رکھی جائے۔ جیسے ہی وہ پاکیشیا سے روانہ ہوں ہمیں ان کے استقبال کی تیاری کر لینی چاہئے"...... مس ٹیگورا نے کہا تو بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن بلیک سیون کا کوئی ایجنٹ پاکیشیا میں نہیں ہے۔ اس کام کے لئے ہمیں ایکریمیا کی کسی تنظیم سے کام لینا پڑے گا"...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے کہا۔

"باس۔ ہم نے پہلے بھی تو ڈارک نائٹ کو استعمال کیا ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان کا قتل ڈارک نائٹ کے آدمیوں نے ہی کیا ہے۔ اب بھی آپ ڈارک نائٹ کو ہی استعمال کریں"...... مس ٹیگورا نے کہا۔

"ہاں۔تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس وقت میرے ذہن کو نجانے کیا ہو گیا ہے کہ مجھے سیدھی سیدھی بات بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ہم اپنے بہت سے کام ڈارک نائٹ سے لیتے ہیں تو یہ کام اس سے کیوں نہیں لے سکتے"...... بلیک برڈ نے کہا اور پھر اس نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"باس۔ ابھی آپ بتا رہے تھے کہ آپ پریشان ہیں اور پریشانی میں انسان بہت سی باتیں بھول جاتا ہے لہٰذا اب آپ ذہن کو ریلکس کر دیں"...... مس ٹیگورا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے

کہا۔

"تم یہ بات بھی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو کہ پریشانی میں انسان کو بہت سی باتیں بھول جاتی ہیں۔ میرے ذہن میں بھی اس وقت صرف ایک ہی سوچ ہے کہ علی عمران کو ہمارے بارے میں کیسے پتہ چلا۔ ہم سے کہاں کوتاہی ہوئی۔ اس بات کے علاوہ میرے ذہن میں کوئی اور بات ہے ہی نہیں"...... بلیک برڈ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے نمبرز بھی پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لارڈ انتھونی سپیکنگ"...... کال رسیو ہونے کے بعد لارڈ انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"بلیک برڈ بول رہا ہوں لارڈ صاحب"...... بلیک برڈ نے نسبتاً نرم آواز میں کہا۔

"جی بلیک برڈ صاحب۔ کیسے یاد کیا آپ نے"...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی نے بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

"لارڈ صاحب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک نہایت ہی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کو معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نے اپنے آدمیوں کے ذریعے پاکیشیائی سائنس دان سر اقبال کا خاتمہ کرایا ہے اس لئے یہ خطرناک ایجنٹ اب کناڈا آنے والا ہے کیونکہ اسے کسی ذرائع سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ڈارک نائٹ اور بلیک سیون کے درمیان کیا تعلق ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے آدمی اس پر نظر رکھیں اور جیسے ہی یہ پاکیشیا سے

روانہ ہونے لگے اس کی اطلاع ہمیں دے دیں''...... بلیک برڈ نے لارڈ انتھونی سے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی اطلاع ملی ہے کہ اسے میری تنظیم کے متعلق معلوم ہو گیا ہے۔ اس نے میرے آدمی خرم دادا کو اس کے آفس میں ہی آ کر قتل کر دیا ہے اور خرم دادا کے بعد پاکیشیا میں میرا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو خرم دادا کی جگہ لے سکے۔ اس لئے پاکیشیا میں میرا سیٹ اپ کچھ ڈسٹرب ہو گیا ہے اور اس ڈسٹربنس کو دور ہونے میں چند دن لگ جائیں گے''...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی آواز سنائی دی تو بلیک برڈ نے طویل سانس لیا۔

''ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا لارڈ صاحب''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''ہاں۔ برا تو ہوا ہے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایسے کاموں میں ایسا تو ہوتا رہتا ہے''...... لارڈ کی آواز سنائی دی۔

''لارڈ صاحب۔ آپ کو خرم دادا کے متبادل بھی اپنا کوئی آدمی رکھنا چاہئے تھا''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بلیک برڈ صاحب میں کافی عرصے سے پاکیشیا میں کسی آدمی کی تلاش میں ہوں لیکن ڈارک نائٹ کے معیار کا کوئی آدمی مل نہیں رہا''...... لارڈ نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ اب میں سوچتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے''۔ بلیک برڈ نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور بھی

کریڈل پر رکھ دیا اور مس ٹیگورا کی طرف دیکھا۔

''تمہیں میری گفتگو سے انداز ہو گیا ہے کہ کیا ہوا ہے''۔ بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے پوچھا۔

''یس باس۔ ڈارک نائٹ کا خرم دادا پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے''...... مس ٹیگورا نے کہا۔

''تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے پوچھا۔

''ہم ایئر پورٹ پر اپنے آدمی پھیلا دیتے ہیں جو ہر آنے والے آدمی خاص طور پر ایشیائی آدمیوں پر نظر رکھیں گے اور جس پر بھی تھوڑا سا شک ہو گا اسے اٹھا کر یہاں ہیڈکوارٹر لے آئیں گے۔ چیکنگ کے بعد جو بھی پاکیشائی ایجنٹ نکلا اسے ہم گولی مار دیں گے''...... مس ٹیگورا نے نہایت ہی سادہ سے انداز میں بلیک برڈ سے کہا۔

''کہا جاتا ہے کہ علی عمران اور اس کے ساتھی میک اپ کے بھی ماہر ہیں اگر وہ لوگ یورپین یا ایکریمین میک اپ میں آ گئے تو پھر ہمارے آدمی انہیں نظر انداز کر دیں گے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''ہم ایئر پورٹ کی عمارت میں مختلف مقامات پر خصوصی کیمرے لگا دیتے ہیں اگر کوئی بھی انسان میک اپ میں ہوا تو یہ کیمرے فوراً ہی اس کی نشان دہی کر دیں گے اور ایئر پورٹ کی بلڈنگ کے علاوہ ہم ہوٹلوں میں بھی اپنے آدمی پھیلا دیتے ہیں اگر کسی طرح علی

عمران اور اس کے ساتھی ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آئے تو لازماً وہ کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے اور جیسے ہی وہ کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہمیں اس کی اطلاع مل جائے گی''...... مس ٹیگورا نے کہا تو بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں اس وقت تو ہم یہی کر سکتے ہیں۔ باقی اقدامات تو ان کے آنے پر ہوں گے''...... بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس۔ بلیک برڈ سپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ جان برائٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جان برائٹ کی آواز سنائی دی۔ جان برائٹ کی آواز سن کر بلیک برڈ نے وال کلاک کی طرف دیکھا جان برائٹ کو کال کئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

''ہاں۔ جان برائٹ کیا نیوز ہے''...... بلیک برڈ نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ گڈ نیوز ہے۔ میڈم روزا اب ماضی کا قصہ بن چکی ہے''۔ جان برائٹ کی آواز سنائی دی۔

''واقعی۔ یہ گڈ نیوز ہے میں تمہاری کارکردگی سے خوش ہوں''۔ بلیک برڈ نے جان برائٹ سے کہا۔

''تھینک یو باس''...... بلیک برڈ کی تعریف سے جان برائٹ

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بلیک برڈ نے اس سے مزید بات نہیں کی۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''اوکے۔ تم اب اپنے انتظامات کراؤ اور سب کو خبردار کر دو کہ اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہوئی تو وہ زندہ نہیں بچ سکے گا''...... رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد بلیک برڈ نے مس ٹیگورا سے کہا۔

''باس۔ میں ابھی انتظامات کراتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے انتظامات میں کوئی کمی نہیں رہے گی''...... مس ٹیگورا نے اٹھتے ہوئے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... بلیک برڈ نے مس ٹیگورا کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مس ٹیگورا نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

صفدر، تنویر اور خاور اس وقت جولیا کے فلیٹ پر تھے۔ جولیا نے انہیں فون کر کے بلا لیا تھا اور اب وہ عمران کا انتظار کر رہے تھے اور عمران ہمیشہ کی طرح آج بھی غائب تھا۔ جولیا نے انہیں چائے پیش کر دی تھی وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ بور بھی ہو رہے تھے۔

''کیا بات ہے تنویر۔ آج تم بول نہیں رہے'' ...... تنویر کچھ دیر سے خاموش تھا اس لئے خاور نے اس سے کہا۔

''میں کچھ بولوں تو تمہیں شکایت ہوتی ہے کہ میں غلط بول رہا ہوں'' ...... تنویر نے کہا۔

''تنویر۔ تم کیا غلط بول دیتے ہو'' ...... جولیا نے تنویر سے پوچھا۔

''میں غلط نہیں بولتا۔ میں عمران کے بارے میں جو کچھ کہتا ہوں وہ صحیح ہوتا ہے لیکن تم کہتے ہو کہ میں غلط بول رہا ہوں'' ...... اس

مرتبہ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم عمران صاحب پر غصہ کرتے ہو اور غصہ کرنا اچھی بات تو نہیں ہے'' ...... خاور نے تنویر سے کہا۔

''اور غصہ بھی بلاوجہ کرنا'' ...... صفدر نے خاور کی بات کو بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں عمران پر بلاوجہ غصہ نہیں کرتا۔ اب دیکھو ہم کتنی دیر سے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور وہ نواب صاحب ہے کہ آ ہی نہیں رہا'' ...... تنویر نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب نے ہمیں کوئی وقت تو نہیں دیا کہ وہ کس وقت آئیں گے اور نہ ہی چیف نے ان کے آنے کا وقت بتایا ہے'' ...... خاور نے عمران کا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

''بری بات ہے تنویر۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی نہیں کرتے'' ...... جولیا نے تنویر سے کہا۔

''تم خود دیکھو۔ ہمیں اس کا کتنا انتظار کرنا پڑ رہا ہے'' ...... تنویر نے جولیا سے کہا۔

''پھر تم ایسا کرو کہ چیف کو فون کرو اور بتاؤ کہ عمران ابھی تک جولیا کے فلیٹ پر نہیں پہنچا'' ...... خاور نے تنویر سے کہا تو اس نے خاور کو شکوہ بھری نظروں سے دیکھا۔

''تم مجھے چیف سے ذلیل کرانا چاہتے ہو۔ اچھے ساتھی ہو تم میرے'' ...... تنویر نے خاور سے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ عمران صاحب کسی کام میں مصروف ہوں گے۔ اسی لئے ابھی تک نہیں آئے اور تم بلاوجہ ہی ان پر غصہ کر رہے ہو''...... خاور نے تنویر سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ڈور بیل بج اٹھی۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب ہی ہوں گے۔ میں دیکھتا ہوں''...... خاور نے کہا۔ پھر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف گیا وہ واپس آیا تو عمران اس کے ساتھ تھا۔ عمران نے حسب معمول پرجوش انداز میں ان سب کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی بیک وقت عمران کے سلام کا جواب دیا اور پھر عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا چائے بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی۔

''عمران صاحب۔ کیا تفصیلات ہیں مشن کی''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''ساڑھے چار درویش مکمل ہو جائیں تو پھر قصہ شروع کیا جائے گا''......عمران نے اس سے کہا۔

''ساڑھے چار درویش۔ کیا مطلب ہے عمران صاحب''۔ خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ ہم چار مرد ہیں اس لئے ہم چار درویش ہو گئے۔ کسی زمانے میں قصہ چہار درویش ہوا کرتا تھا اور اب قصہ ساڑھے چار درویش ہو گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی بات کی وضاحت کی تو صفدر اور خاور

مسکرانے لگے جبکہ تنویر نے منہ بنا لیا۔

''بس۔ تم سے ایسی ہی فضول باتیں کرا لو۔ کوئی کام کی بات بھی تمہیں آتی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا چائے لے کر آ گئی۔ اس نے سب کو چائے پیش کر دی۔

''جی عمران صاحب۔ اب ساڑھے چار درویش پورے ہو گئے۔ اب آپ اپنا قصہ شروع کر دیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''قصہ ساڑھے چار درویش ۔ یہ کیا بات ہوئی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اردو ادب میں ایک کلاسک قصہ ہے جس کا نام قصہ چہار درویش ہے۔ عمران صاحب نے ہمیں چار درویشوں سے تشبیہ دی ہے اور آپ کو آدھی درویش کہا ہے''...... خاور نے جولیا سے کہا تو جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''تنویر ٹھیک کہتا ہے۔ عمران کو فضول باتیں کرنے کی عادت ہو گئی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جولیا کی حمایت پر تنویر کا چہرہ کھل اٹھا اور اس نے مسکراتی ہوئی نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔

''تم نے چند دن پہلے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ شوگران کا ایک مسافر طیارہ پاکیشیا آتے ہوئے حادثے کا شکار ہو گیا تھا''۔ عمران نے یکدم ہی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ عمران چونکہ یکدم ہی

سنجیدہ ہو گیا تھا اس لئے اس کے ساتھیوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔ انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ عمران یوں بھی سنجیدہ ہو سکتا ہے۔

''جی عمران صاحب۔ ہم نے اخبارات میں یہ خبر پڑھی تھی''۔ چند سیکنڈ حیران رہنے کے بعد صفدر نے کہا۔

''اس طیارے میں شوگران کے سیکرٹری خارجہ بھی سفر کر رہے تھے۔ جو کہ ایک نہایت ہی اہم فائل لے کر پاکیشیا آ رہے تھے لیکن طیارے کو حادثہ پیش آ گیا اور فائل شوگران کے سیکرٹری خارجہ سمیت ختم ہو گئی''...... عمران نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔ عمران کے ساتھی بھی خاموش ہی رہے۔ عمران نے چند لمحے تو انتظار کیا کہ کوئی بولے مگر جب کوئی نہ بولا تو اس نے خود ہی بولنا شروع کر دیا۔

''یہ حادثہ قدرتی نہیں تھا اور تمہارے چیف کو یہ معاملہ گڑ بڑ دکھائی دیا تو اس نے تحقیقات کرائیں اور اس تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی کہ طیارے میں سفر کرنے والا شوگرانی سیکرٹری خارجہ اصلی نہیں تھا بلکہ اس کی جگہ کوئی اور تھا۔ اور یہ سارا کھیل اسی فائل کو اڑانے کے لئے کھیلا گیا تھا۔ کہ فائل کو اس طرح اڑایا جائے کہ کسی کو معمولی سا شک بھی نہ پڑے لیکن سازشی عناصر کی بدقسمتی کہ ایکسٹو کو شک پڑ گیا''...... عمران نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس فائل میں کیا تھا''...... عمران خاموش ہوا

تو صفدر نے اس سے پوچھا۔

''اس فائل میں دو پراجیکٹ تھے۔ ایک ہمارے سائنس دان سر اقبال کا پیپر ورک تھا ان کی ایک ایجاد، تجربات، جو سائنسی ترقی میں پاکیشیا کو آگے لے جا سکتا تھا۔ اپنے علیل ہونے پر انہوں نے یہ پیپرز شوگران کے ایک سائنس دان کو بھجوائے۔ انہوں نے مزید تحقیق اور تجربے کئے اور کام کو بہت آگے بڑھایا۔ اب جبکہ سر اقبال صحت مند ہو گئے تو انہوں نے وہ فائل واپس منگوائی۔ ان کا ارادہ تھا کہ شوگرانی سائنس دان کے ساتھ مل کر وہ اپنے کام کو فائنل کریں گے لیکن کناڈا کی بلیک سیون درمیان میں کود پڑی۔ اس نے فائل پہلے ہی اڑا لی۔ دو نمبر سیکرٹری خارجہ طیارے میں بٹھا دیا اور پھر طیارہ ہی تباہ کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے سر اقبال اور شوگرانی سائنس دان بھی حادثے کی صورت میں قتل کرا دیئے''۔ عمران نے ایک مرتبہ پھر طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ دوسرا پراجیکٹ کیا تھا''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''قوموں میں لیڈروں کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کسی قوم کو اچھا لیڈر مل جائے تو تباہ شدہ قوم بھی سنور جاتی ہے اور اگر کسی اچھی قوم کو برا لیڈر مل جائے تو اچھی قوم بھی تباہ ہو جاتی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''خدارا۔ تم لیڈر مت بننا۔ ہماری قوم بہت اچھی ہے''۔ اچانک

تنویر نے عمران سے کہا۔ تنویر کی بات سن کر عمران کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔ صفدر، اور جولیا بھی مسکرانے لگے۔

”عمران۔ تم نے پٹڑی سے نہیں اترنا۔ تم نے اپنی بات جاری رکھنی ہے“...... جولیا نے عمران سے کہا۔

”شوگران کے سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ میں اچھے لیڈر کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں“...... عمران نے بولنا شروع کیا۔

”انہیں صرف شوگران سے ہی محبت نہیں تھی بلکہ وہ پورے ایشیا سے محبت کرتے تھے اور پورے ایشیا کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کئی منصوبے بنائے تھے اور وہ پاکیشیائی حکام سے مل کر ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا چاہتے تھے لیکن ایشیا کا ترقی یافتہ ہونا کئی ممالک کے مفادات کے خلاف ہے اور ایسی کوشش کرنے والے ایشیا کے کئی عالمی رہنما کسی نہ کسی انداز میں مارے گئے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو گا پاکیشیا کے بھی چند رہنما اپنی جانوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ سو شوگران کے سیکرٹری خارجہ کو بھی بلیک سیون نے اسی جرم میں مروا دیا ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو ایشیا کے کئی ممالک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے تھے“...... عمران کافی دیر تک بغیر رکے بولتا چلا گیا اور پھر خاموش ہو کر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ جو نہایت ہی توجہ سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔

”اب ہم نے کناڈا جا کر بلیک سیون سے وہ فائل حاصل کرنی

ہے“...... عمران خاموش ہوا تو جولیا نے کہا۔

”اللہ تمہارا بھلا کرے۔ سو فیصد یہی بات ہے“...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”تو تم اس قدر خوش کیوں ہو رہے ہو“...... تنویر نے خشک لہجے میں عمران سے کہا۔

”تم دیکھ نہیں رہے جولیا اب سیانی ہو گئی ہے“...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن تم کیوں خوش ہو رہے ہو“...... تنویر نے بدستور خشک لہجے میں کہا۔

”جب بچیاں سیانی ہو جاتی ہیں تو ان کے والدین اور بھائیوں کو ان کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اب تم جولیا کے بھائی ہو اس لئے تمہیں اس کی فکر کرنی چاہئے“...... عمران نے اب بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

عمران کی بات سن کر صفدر اور خاور نے تو قہقہہ لگایا جبکہ جولیا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی البتہ تنویر کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ تنویر نے تو یہ پوچھا تھا کہ آپ کیوں خوش ہو رہے ہیں“...... خاور نے کہا۔

”جب بھی کوئی بچی سیانی ہوتی ہے تو اس کے اردگرد بسنے والے کنوارے نوجوان خوش ہی ہوتے ہیں۔ اس سیانی ہونے والی

بچی کی صورت میں انہیں اپنے بچوں کی امی نظر آتی ہے“...... عمران نے اس مرتبہ بھی سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر اور خاور کا ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔ جولیا کے چہرے پر موجود مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا جبکہ تنویر کے غصے کا لیول بھی بڑھ گیا۔

”اس کی تو عادت ہے فضول بکواس کرنے کی لیکن تم ایسے قہقہے لگا رہے ہو جیسے یہ تمہیں فریش لطیفے سنا رہا ہو“...... تنویر نے صفدر اور خاور سے غصیلے لہجے میں کہا۔ تنویر کے اس انداز پر صفدر اور خاور نے ایک اور قہقہہ لگایا تو تنویر کا منہ پھول گیا۔

”عمران۔ اب اگر تمہاری فضول باتوں کو بریک لگ گئی ہو تو ہم کچھ کام کی باتیں کر لیں“...... جولیا نے تنویر کا موڈ بحال کرنے کے لئے عمران سے سخت لہجے میں کہا اور جولیا کی بات سن کر واقعی تنویر کا پھولا ہوا منہ کسی حد تک نارمل ہو گیا۔

”ہاں۔ بالکل کام کی باتیں ہونی چاہئیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تنویر سے جہیز کی ڈیمانڈ نہیں کروں گا کیونکہ جہیز کی ڈیمانڈ کرنا ہمارے معاشرے کی ایک لعنت ہے اور اس لعنت کو ختم ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ تنویر بھی مجھ سے“...... عمران کی بات ابھی درمیان میں ہی تھی کہ تنویر نے اسے ٹوک دیا۔

”اور دوسری بات یہ کہ تنویر تمہیں گولی مار کر تمہاری زبان کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دے گا“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ کچھ دیر پہلے تم نے بھی تو عمران صاحب سے مذاق کیا

تھا اور عمران صاحب نے تمہارے مذاق کو انجوائے کیا۔ تم کیوں عمران صاحب کے مذاق پر طیش میں آ جاتے ہو“...... صفدر نے عمران سے کہا۔

”یہ مذاق نہیں کرتا بلکہ مذاق اڑاتا ہے“...... تنویر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر تم ایسا سوچتے ہو تو غلط سوچتے ہو۔ بہرحال اب سنجیدہ ہو جاؤ۔ ہم جس مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں اسی مقصد پر بات کرتے ہیں۔ جی عمران صاحب۔ آپ آگے بولیں“...... صفدر نے کہا۔

”آگے تو تم نے بولنا ہے بزرگوار۔ کیا ابھی تک تم نے خطبہ نکاح یاد نہیں کیا“...... عمران نے صفدر سے کہا۔

”جس دن خطبے کی ضرورت پڑی۔ میں وہ بھی پڑھ دوں گا۔ فی الحال تو آپ بلیک سیون کی بات کریں“...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”بلیک سیون کناڈا کی سرکاری سیکرٹ ایجنسی ہے“...... چند لمحوں بعد عمران نے سنجیدہ ہو کر کہنا شروع کیا۔

”یہ انتہائی فعال، تیز اور بہترین کارکردگی کی حامل ایجنسی ہے۔ اس نے بے شمار کام کئے ہیں لیکن اس کی سی وی میں بہت کم کاموں کا اندراج کیا گیا ہے کیونکہ اس کے اکثر کاموں کو دوسری تنظیموں کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے“...... عمران نے

کہا۔

''عمران صاحب۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... عمران کے خاموش ہونے پر خاور نے پوچھا۔

''بلیک سیون اور اس کی کارکردگی کو دوسروں سے خفیہ رکھنے کی کوشش اور کناڈا حکومت اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہے۔ بلیک سیون کا نام دیگر ممالک کی ایجنسیوں کی طرح مشہور نہیں ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ پھر تو یہ ایجنسی شاطر افراد پر مشتمل ہو گی''۔ صفدر نے عمران سے پوچھا۔

''ظاہری سی بات ہے شوگران کا جو طیارہ حادثے کا شکار ہوا ہے تحقیقات میں وہ قدرتی حادثہ ہی ثابت ہو گا لیکن اگر کوئی بہت زیادہ گہرائی میں چلا جائے اور اسے معلوم ہو جائے کہ یہ حادثہ قدرتی نہیں تھا بلکہ سازش کا نتیجہ تھا تو تحقیقات میں بلیک سیون کا نام نہیں آئے گا بلکہ ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم ڈارک نائٹ کا نام سامنے آ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ بلیک سیون اور ڈارک نائٹ میں کوئی گہرا تعلق ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے بلیک سیون کے زیادہ تر کام ڈارک نائٹ کے کھاتے میں ڈالے گئے ہیں۔ ڈارک نائٹ گو کہ ایک مجرم تنظیم

ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ اس کی بیک پر بھی کناڈا حکومت ہے اور اتنے خفیہ طریقے سے وہ ڈارک نائٹ کی پشت پناہی کر رہی ہے کہ ایکریمین ایجنسیاں بھی لاعلم ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر یہ تمہارا اندازہ بھی ہے تو یقیناً یہی بات ہو گی کیونکہ تمہارے اندازے بھی سو فیصد درست ہوتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''عمران۔ اس مشن پر ہم پانچ افراد جا رہے ہیں''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

''تم چاروں سرکاری آفیسرز۔ میں اور جوزف تمہارے درمیان پرائیویٹ آدمی''...... عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے گھور کر دیکھا۔

''تم دیگر ساتھیوں کو ساتھ کیوں نہیں لے جا رہے''...... جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''کسی کے ساتھ جانے یا نہ جانے کا فیصلہ میں نہیں کرتا اس لئے تم یہ شکوہ مجھ سے نہ کرو بلکہ اس کے لئے تمہیں چیف سے رابطہ کرنا پڑے گا۔ فون دوں''...... عمران نے جولیا سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکال کر جولیا کی طرف بڑھایا۔

''میرے پاس بھی موبائل فون ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے موبائل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

"عمران صاحب۔ ہماری روانگی کب کی ہے"...... صفدر نے عمران سے روانگی کے متعلق پوچھا۔

"آج رات دو بجے ایکریمیا کے لئے ہماری فلائٹ ہے۔ ایکریمیا سے ہم کناڈا کے دارالحکومت کاٹووا کے لئے روانہ ہوں گے۔تم تیار ہوکر ایئر پورٹ پہنچ جانا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

لارڈ انتھونی اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا دنیا کے کئی ممالک میں نائٹ کلبوں کے علاوہ اس کا شراب کی ایکسپورٹ امپورٹ کا بزنس بھی پھیلا ہوا تھا۔ اپنے ان کاروباروں کی وجہ سے اس کے تعلقات کئی ممالک کے اعلیٰ حکام سے تھے۔ کئی ایکریمی افسران اس کے ذاتی دوست تھے اور کئی افسران کو اس نے بلیک میلنگ کے ذریعے اپنا غلام بنایا ہوا تھا اور کئی سینیٹر تو اسی کے پیسے اور اثر و رسوخ کی وجہ سے سینیٹ میں پہنچتے تھے اور حکمرانی کے مزے اڑاتے تھے۔ اس لئے ایسے سینیٹر تو ہمیشہ اس کے احسان مند رہتے تھے اور اس کے ایک اشارے پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس وقت لارڈ انتھونی ایک فائل کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ شراب کی چسکیاں بھی لے رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ بیل بجنے پر اس نے شراب کا گلاس

ٹیبل پر رکھا اور انٹرکام کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"یس"...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے نہایت ہی سخت لہجے میں کہا۔

"لارڈ۔ ٹائیگر صاحب تشریف لائے ہیں"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بھیج دو"...... لارڈ انتھونی نے بدستور سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک طویل قامت اور ٹھوس جسم کا نوجوان اندر آ گیا۔ اس کے بال سنہری اور آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں۔ ان نیلی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"میں اندر آ سکتا ہوں می لارڈ"...... اس نوجوان نے دروازے پر رک کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ٹائیگر"...... لارڈ انتھونی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔ لارڈ انتھونی کی طرف سے اجازت ملنے پر ٹائیگر مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا لارڈ انتھونی کی ٹیبل کے قریب پہنچا۔ لارڈ کے قریب پہنچ کر اس نے ادب سے اپنا سر جھکایا۔

"بیٹھو"...... لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے کہا تو وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ کس لئے آئے ہو تم"...... لارڈ انتھونی نے ٹائیگر کو

گھورتے ہوئے کہا۔

"لارڈ۔ میں ایک اہم خبر لے کر آیا ہوں"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہید مت باندھو۔ تمہید سننے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے"...... لارڈ انتھونی نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری می لارڈ۔ لارڈ۔ بلیک سیون کے جان برائٹ نے میڈم روزا کا خاتمہ کر دیا ہے"...... ٹائیگر نے لارڈ انتھونی سے کہا تو اس نے چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

"کیوں"...... لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"لارڈ۔ پاکیشیا کے علی عمران نے میڈم روزا سے رابطہ کر کے بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ بہت سی باتیں تو علی عمران پہلے سے ہی جانتا تھا۔ کوئی ایک آدھ بات میڈم روزا نے بھی بتا دی ہو گی اور چونکہ علی عمران ایک خطرناک انسان کا نام ہے اس لئے میڈم روزا نے سوچا کہ بلیک برڈ کو اس کی اطلاع دے دے کہیں ایسا نہ ہو کہ علی عمران اچانک بلیک برڈ کے سر پر پہنچ کر اسے کوئی نقصان پہنچا دے۔ بس میڈم روزا کا یہی اطلاع دینا اس کی موت کا سبب بن گیا"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہماری فیلڈ میں ایسی ہمدردیوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ بلیک برڈ نے مجھ سے بھی علی عمران کے متعلق بات کی ہے اور یہ تو تم

جانتے ہو کہ علی عمران نے پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ خرم دادا کا خاتمہ کر دیا ہے اور اس نے یقیناً خرم دادا سے ہمارے متعلق معلومات حاصل کی ہوں گی''...... لارڈ انتھونی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لارڈ۔ یہ علی عمران اور اس کے ساتھی ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے ایکریمیا آ سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ اس علی عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف موو کرتا ہے اور شوگرانی سیکرٹری خارجہ جو فائل پاکیشیا لے جانا چاہتا تھا وہ فائل بلیک سیون نے اڑائی ہے۔ اس لئے علی عمران لازماً بلیک سیون کے تعاقب میں جائے گا''۔ لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے کہا۔

''لارڈ۔ بلیک سیون تو ظاہر ہوتی ہی نہیں ہے۔ اگر کہیں بلیک سیون کی کوئی کارروائی سامنے آ بھی جائے تو وہاں ڈارک نائٹ کا نام سامنے آ جاتا ہے۔ بلیک سیون نے کچھ ایسا سیٹ اپ بنایا ہوا ہے کہ اب اگر علی عمران کو شوگرانی طیارے کے حادثے کی حقیقت کا پتہ چل گیا ہے تو اسے ہمارے بارے میں معلوم ہوا ہو گا۔ وہ ہمارے خلاف کارروائی کرنے آئے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''علی عمران کا بلیک سیون کے بارے میں معلومات حاصل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے سیٹ اپ کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں۔ اب وہ بلیک سیون ہی کی

طرف جائے گا''...... لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے کہا۔

''می لارڈ۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ تھا۔ اس کے بارے میں معلومات علی عمران کو کیسے مل گئیں''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں لارڈ انتھونی سے کہا۔

''اگر عمران ہمارے ہاتھ لگ گیا تو پھر ہم اس سے پوچھیں گے''۔ لارڈ انتھونی نے کہا۔

''لارڈ۔ آپ کناڈا حکام کو موجودہ صورت حال سے آگاہ کر دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں کسی طرف سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کناڈا جانے کے لئے پہلے ایکریمیا آئیں اور یہاں سے ایکریمین میک اپ میں کناڈا جائیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ہم انہیں یہیں قابو کر سکتے ہیں۔ ان کا یہاں خاتمہ کر کے ان کی لاشوں کا تحفہ ہم بلیک برڈ کو بھجوا سکتے ہیں''...... لارڈ انتھونی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لارڈ۔ میں ابھی پورے ایکریمیا میں ڈارک نائٹ کو ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں۔ اگر علی عمران اور اس کے ساتھی ایکریمیا آئے تو ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم ریڈ الرٹ کر دو۔ علی عمران مسخرہ سا نوجوان ہے۔ وہ کسی بھی میک اپ میں ہو زیادہ دیر تک سنجیدہ نہیں رہ سکتا اور اس

کے ساتھ اس کا ایک افریقی حبشی ساتھی بھی ہوتا ہے۔ یہ دونوں باتیں علی عمران کی شناخت میں کافی معاون ثابت ہو سکتی ہیں“۔ لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے کہا۔

”یس می لارڈ۔ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر علی عمران اور اس کے ساتھی ایکریمیا میں آئے تو ہم سے بچ نہیں سکیں گے“...... ٹائیگر نے بااعتماد لہجے میں لارڈ انتھونی سے کہا۔

”او کے۔ اب تم جاؤ اور ڈارک نائٹ کو ریڈ الرٹ کر دو۔ یہ علی عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک لوگ ہیں لہٰذا کسی سے معمولی سی غفلت بھی نہیں ہونی چاہئے“...... لارڈ انتھونی نے ٹائیگر سے سخت لہجے میں کہا تو وہ فوراً ہی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکایا اور پھر لارڈ انتھونی کے آفس سے باہر چلا گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو لارڈ انتھونی نے اورنج کلر کے ٹیلی فون سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

”معلوم نہیں عمران ہمیں یہاں کیوں لے آیا ہے۔ ہمیں تو ڈائریکٹ کناڈا جانا چاہئے تھا“...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا وہ اس وقت ایکریمیا کے ایک ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ آدھ گھنٹہ پہلے ہی ایکریمیا پہنچے تھے۔ پرنس ہوٹل میں انہوں نے دو کمرے لئے تھے اور عمران انہیں ہوٹل میں چھوڑ کر غائب ہو گیا تھا۔

”یہاں سے ہم نے ایکریمی کاغذات حاصل کرنے ہیں اور پھر ان کے مطابق میک اپ کرنا ہے۔ اس کے بعد کناڈا جانا ہے“۔ جولیا نے تنویر سے کہا۔

”ہم پاکیشیا سے ہی ایکریمی میک اپ میں سفر کر سکتے تھے“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کوئی نہ کوئی وجہ تو ہو گی نا۔ جو عمران صاحب یہاں آئے

ہیں''...... خاور نے تنویر سے کہا۔

''وجہ کیا ہونی ہے۔ بس خود کو چیمپئن ظاہر کرنے کے لئے عمران ایسی حرکتیں کرتا ہی رہتا ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔ صفدر نے جوزف کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے کے تاثرات خراب نظر آ رہے تھے۔ وہ کسی کے منہ سے عمران کی برائی سن ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن اب اسے عمران نے منع کیا تھا کہ اس نے تنویر کی باتوں پر کان نہیں دھرنا۔ تنویر جو کچھ بھی کہتا رہے اس نے خاموش رہنا ہے۔ اس لئے جوزف اب تک خاموش تھا۔ اگر عمران نے اسے بولنے سے منع نہ کیا ہوتا تو وہ لازماً تنویر سے الجھ چکا ہوتا۔

''تنویر۔ تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا نہایت ہی معیوب بات ہے اور دین اسلام نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے''...... جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ جولیا کی اس بات کا تنویر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اس لئے وہ خاموش رہا۔

''عمران کی غیر موجودگی میں کافی یا چائے پی لینا تو معیوب بات نہیں ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد تنویر نے ایسے لہجے میں کہا کہ جولیا، صفدر، اور خاور بے اختیار ہنسنے لگے۔ چند لمحوں تک ہنستے رہنے کے بعد خاور اٹھ کر کمرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھا اور اس نے روم سروس کو اپنے کمرے میں کافی بھجوانے کا کہا۔ کچھ دیر بعد کمرے کے دروازے

پر دستک ہوئی تو خاور نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ دروازے پر ویٹر تھا۔

''لوجی۔ عمران کی غیر موجودگی میں کافی آ گئی''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویٹر کمرے میں آ گیا۔ اس نے کافی کے برتن میز پر رکھے اور پھر جس خاموشی کے ساتھ آیا تھا اسی خاموشی کے ساتھ واپس چلا گیا۔

''اس بات سے تو تم بھی اتفاق کرو گے کہ عمران ہمیں ہمیشہ اسی طرح کمرے میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور پھر کئی کئی گھنٹے غائب رہتا ہے''...... کافی پینے کے دوران تنویر نے ان سب سے کہا۔

''بالکل۔ ہم تمہاری اس بات سے اتفاق کریں گے اور ساتھ ہی تمہیں ایک بار پھر کہیں گے کہ عمران صاحب اس دوران ضروری امور نمٹانے جاتے ہیں۔ سیر و تفریح کرنے نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا بھئی۔ عمران صحیح اور میں غلط۔ اب تو تم خوش ہو''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ان تینوں کے چہروں پر ایک بار پھر مسکراہٹ آ گئی لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ ابھی کافی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی۔ اب بھی خاور ہی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ دستک سے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران آیا ہے لیکن پھر بھی خاور نے دروازے پر رک کر پوچھا۔

''کون ہے''...... خاور نے کہا۔

''ایک جوگی، بنجارہ اور آوارہ۔ تم سمجھ لو مجھے بیچارہ''...... عمران

کی آواز سنائی دی تو خاور نے دروازہ کھول دیا اور عمران مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔

''واؤ۔ یہاں تو کافی پی جا رہی ہے''...... عمران نے انہیں کافی پیتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تم جوگی، بنجارہ اور آوارہ کب سے ہو گئے ہو''...... جولیا نے عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''جب انسان کو کوئی روگ لگ جاتا ہے تو پھر وہ جوگی بن جاتا ہے۔ بنجارہ بن جاتا ہے اور آوارہ بن جاتا ہے۔ گلی گلی، گاؤں گاؤں، شہر شہر اور ملکوں ملک گھومتا ہے۔ چکراتا ہے کرلاتا ہے''۔ عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ یہ عمران کیا کہہ رہا ہے''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تو ہمیشہ ہی کہتا ہوں کہ عمران کو فضول بکواس کرنے کی عادت ہے لیکن تمہی لوگ ہمیشہ اس کی حمایت میں کود پڑتے ہو''۔ تنویر نے موقع ملتے ہی دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا۔

''صفدر۔ باقی لفظوں کے مطلب تو مجھے آتے ہیں کرلاتا ہے کا کیا مطلب ہے''...... اس مرتبہ جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

''زور زور سے اور دھاڑیں مار مار کر رونا، کرلانا کہلاتا ہے''۔ صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ یہ سب کیوں کرتے ہیں''...... خاور نے

مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

''کہا تو ہے کہ جب روگ لگ جاتا ہے تو پھر انسان یہی کچھ کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ کو بھی روگ لگ گیا ہے''...... خاور نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی فضول باتوں میں ہمارا قیمتی وقت برباد نہ کرو اور اس سے پوچھو کہ یہ کہاں گیا تھا اور کیوں گیا تھا''...... تنویر نے خاور سے کہا۔

''یہاں ایک خاتون تھیں میڈم روزا۔ اپنے نام کی طرح وہ گلاب کے پھول کی مانند تھیں۔ میں اس سے ملنے گیا تھا''۔ عمران نے تنویر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو تم یہاں گلاب جیسی عورتوں سے ملنے آئے ہو''۔ جولیا نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے میڈم روزا کے لئے لفظ تھا استعمال کیا ہے کیا میڈم روزا اب ماضی کی کہانی بن چکی ہیں''...... اس سے پہلے کہ عمران جولیا کی بات کا جواب دیتا صفدر نے اس سے پوچھا۔

''میاں صفدر یار جنگ صاحب۔ تم تو ماہر علم نجوم بن کر بیٹھ جاؤ۔ خوب پیسہ کماؤ۔ کمال ہے تم نے تو ٹھیک ٹھیک اندازہ لگا لیا''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب باتوں کا رخ ادھر ادھر نہ پھیرو یہ بتاؤ کہ کون تھی میڈم

روزا اور تم اس سے ملنے کے لئے کیوں گئے تھے“...... جولیا نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

”میڈم روزا معلومات حاصل کرنے اور پھر انہیں فروخت کرنے کا بزنس کرتی تھی۔ میں نے پاکیشیا سے چلنے سے پہلے اس میڈم روزا سے بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے متعلق بات کی تھی اور اب یہاں آ کر معلوم ہوا ہے کہ وہ قتل کر دی گئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یعنی تمہاری نحوست تم سے پہلے یہاں تک پہنچ گئی اور بیچاری ایک خاتون کو لے ڈوبی“...... تنویر نے برجستہ جملہ کہا تو عمران سمیت سب ہی ہنسنے لگے۔ صرف جوزف ایسا تھا جو اس ہنسی میں شامل نہیں تھا۔

”میری معلومات کے مطابق میڈم روزا نے سمارٹ بننے کی کوشش کی۔ میری پرانی دوستی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے بلیک سیون کے چیف بلیک برڈ کو یہ اطلاع دی کہ میں بلیک سیون کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ بلیک برڈ نے اس کا خاتمہ کر دیا“...... عمران نے کہا۔

”ایسے کاموں کا نتیجہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے“...... خاور نے کہا۔

”عمران۔ اب کیا پروگرام ہے“...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

”میرا تو کب سے لیس کا پروگرام ہے لیکن تمہیں بھی تو قبول ہو“...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

”تم ساری عمر ترستے ہی رہو گے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو تنویر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

”عمران صاحب۔ آپ کناڈا کے متعلق پروگرام بتا رہے ہیں“۔ عمران کے بولنے سے قبل ہی صفدر نے کہا۔

”میں نئے ایکریمی کاغذات لے آیا ہوں۔ ان کاغذات کی رو سے ہم ماحول کی عالمی تنظیم کے رکن ہیں۔ یہ تنظیم بھی موجود ہے اور میرے پاس کاغذات بھی اصلی ہیں۔ ان کاغذات کے مطابق ہم نے میک اپ کرنے ہیں اور چار گھنٹے بعد کناڈا کے لئے ہماری فلائٹ ہے“...... عمران نے ان سے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور وہ لفافہ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”اس لفافے میں یہ کاغذات موجود ہیں“...... عمران نے جولیا سے کہا تو اس نے لفافہ لے لیا۔ ابھی اس نے لفافہ کھولا نہیں تھا کہ انہیں کمرے میں ایک نامانوس سی بو محسوس ہوئی۔ انہوں نے فوراً ہی اپنے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن یہ بو اس قدر تیز اثر تھی کہ ان کے سانس روکنے سے قبل ہی اس نے اپنا اثر کر دکھایا۔ ان سب کو ایسا محسوس ہوا جیسے کمرہ لٹو کی مانند گھوم رہا ہو اور پھر وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر لہرا کر گرے اور گرتے ہی ان کے دماغ پر سیاہ چادر پھیل گئی۔

لارڈ انتھونی کا اسسٹنٹ ٹائیگر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی تنظیم ڈارک نائٹ کو ریڈ الرٹ کر دیا تھا۔ چونکہ ڈارک نائٹ کا نیٹ ورک ایکریمیا کے تمام بڑے شہروں میں تھا اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ علی عمران اور اس کے ساتھی ایکریمیا میں آئے تو فوراً ہی ٹریس ہو جائیں گے۔ اس نے اپنے تمام آدمیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ افریقی حبشی جس گروپ کے ساتھ بھی دیکھیں اسے لازماً فوکس کریں۔ علی عمران کا نام اور اس کی عادات کے بارے میں بھی اس نے اپنے تمام آدمیوں کو بتا دیا تھا۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ علی عمران اور اس کے ساتھی ایکریمیا آتے۔ وہ ایکریمیا آئے بغیر بھی کناڈا جا سکتے تھے لیکن انہوں نے احتیاطاً خصوصی اقدامات کئے تھے۔

بلیک سیون سے ان کا بھی تعلق تھا اور اسی تعلق کی وجہ سے علی

عمران اور اس کے ساتھی ان سے بدلہ لینے کے لئے ایکریمیا آ سکتے تھے۔ علی عمران اور اس کے ساتھی نہایت ہی خطرناک لوگ تھے اس لئے محتاط رہنا ضروری تھا۔ ڈارک نائٹ کا ہیڈ آفس لی مارک میں تھا۔ میڈم روزا بھی لی مارک میں ہی رہتی تھی۔ ٹائیگر خود بھی لی مارک ایئرپورٹ کا چکر لگا کر آیا تھا ایئرپورٹ کے علاوہ اس نے کئی ہوٹلوں پر بھی انتظامات کا خود جائزہ لیا تھا اور ان انتظامات سے مطمئن ہونے کے بعد وہ اپنے آفس میں آ کر بیٹھا تھا۔ وہ شراب کا ایک گلاس پینے کے بعد ان انتظامات کی رپورٹ لارڈ انتھونی کو دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنی کرسی پر بیٹھنے کے دو تین منٹ بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”جولی سے کہو کہ وہ میرے لئے شراب لے آئے“...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں سیکرٹری سے کہا۔

”او کے باس“...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور جولی ایک ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی جولی تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی ایک سمارٹ، حسین، اور دلکش لڑکی تھی۔ ٹائیگر کو شراب پلانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے ہونٹوں پر نہایت ہی دلفریب

مسکراہٹ تھی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ دروازے پر ہی رک گئی۔

"آؤ۔ آؤ جولی۔ تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ تم تکلفات میں مت پڑا کرو"...... ٹائیگر نے اسے دروازے پر رکتے دیکھا تو مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس"...... جولی نے اپنی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور آگے بڑھی۔ ٹیبل کے قریب پہنچ کر اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔ ٹرے میں شراب کی بوتل، ایک گلاس اور ایک پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ پلیٹ میں برف کے ٹکڑے نظر آ رہے تھے۔ اس نے چمچ کے ساتھ برف کے ٹکڑے اٹھا کر گلاس میں ڈالے اور پھر شراب کی بوتل کھول کر شراب گلاس میں ڈالی اور گلاس ٹائیگر کو پیش کر دیا۔

"تھینک یو جولی۔ تمہارے ہاتھ کی بنی ہوئی شراب مجھے بہت سکون پہنچاتی ہے"...... ٹائیگر نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"اور میں خود باس"...... جولی نے ایک ادا کے ساتھ مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"تم تو مجھے بے خود کر دیتی ہو"...... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شراب کا گلاس منہ سے لگا لیا۔ ابھی اس نے ایک دو گھونٹ ہی لئے تھے کہ اس کی ٹیبل پر رکھے ہوئے بلیک کلر کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ جیسے ہی بیل بجی ٹائیگر چونک پڑا اور پھر اس نے شراب کا گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ بلیک ٹیلی فون پر

لارڈ انتھونی ہی اس سے بات کیا کرتا تھا۔ شراب کا گلاس میز پر رکھنے کے بعد اس نے ٹیلی فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"لارڈ انتھونی سپیکنگ"...... ٹائیگر نے جیسے ہی رسیور کان سے لگایا لارڈ انتھونی کی سخت آواز سنائی دی۔

"یس لارڈ"...... ٹائیگر نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے جو انتظامات کئے ہیں ان کا جائزہ لے لیا ہے"۔ لارڈ انتھونی کی سخت آواز سنائی دی۔

"یس می لارڈ۔ میں ابھی ابھی انتظامات کا جائزہ لے کر واپس آیا ہوں اور میں آپ کو فون کرنے ہی لگا تھا کہ آپ کا فون آ گیا"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ابھی پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے کہ علی عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایکریمیا کے لئے روانہ ہو چکا ہے اب تو وہ ایکریمیا پہنچنے والا بھی ہو گا اور اس کا حبشی ساتھی بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس لئے اب اسے پہچاننا مشکل نہیں ہو گا"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"یس لارڈ۔ واقعی اب انہیں پہچاننا مشکل نہیں ہو گا اور اگر یہ علی عمران اپنے حبشی ساتھی کے بغیر بھی آئے تو ہمارے آدمی اسے ٹریس کر لیں گے کیونکہ ہم نے یہاں اس کے استقبال کے لئے بھرپور انتظامات کئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب چونکہ رپورٹ مل گئی ہے کہ علی عمران اور اس کے ساتھی

ایکریمیا آرہے ہیں تو انہیں یہاں سے بچ کر آگے نہیں جانا چاہئے''...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''ایسا ہی ہوگا می لارڈ۔ وہ بچ کر نہیں جاسکیں گے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ یاد رکھنا کہ میں علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا تحفہ بلیک برڈ کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ اگر میں ان لوگوں کی لاشوں کا تحفہ بلیک برڈ کو نہ بھجوا سکا تو پھر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی لاشوں کا تحفہ بلیک برڈ کو بھجوا دوں گا''...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی سرد آواز سنائی دی اور یہ آواز اتنی سرد تھی کہ ٹائیگر کو اپنے پورے جسم میں سرد لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''لارڈ۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم برڈ صاحب کو علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا تحفہ ضرور بھیجیں گے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں لارڈ سے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع کر دی گئی۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے پھر شراب کا گلاس اٹھایا لیا اور جولی کی طرف دیکھا۔ جو ابھی تک وہاں موجود تھی اور مؤدبانہ انداز میں کھڑی ہوئی تھی۔

''بیٹھو جولی۔ تم ابھی تک کھڑی کیوں ہو''...... ٹائیگر نے جولی سے کہا تو وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

''باس آپ نے بیٹھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس لئے میں

کیسے بیٹھ سکتی تھی''...... جولی نے ٹائیگر سے کہا۔

''میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ تم ایسے تکلفات میں مت پڑا کرو۔ تم میری ماتحت نہیں ہو بلکہ میری زندگی ہو''...... ٹائیگر نے اسے لگاوٹ بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایسا تو آپ سمجھتے ہیں نا باس۔ میں خود کو آپ کی کنیز سمجھتی ہوں''...... جولی نے بدستور مؤدبانہ انداز میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ ٹائیگر کے گلاس میں شراب ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے جولی نے گلاس دوبارہ شراب سے بھر دیا۔ ٹائیگر کو اس وقت صرف علی عمران کی آمد کا انتظار تھا اور جب تک علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کی اطلاع نہ آتی وہ فارغ ہی تھا اور اس فارغ وقت میں وہ شراب پینے اور جولی سے باتیں کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کر سکتا تھا لہٰذا وہ شراب پیتا رہا اور جولی سے باتیں کرتا رہا۔ ایک بوتل ختم ہوگئی تو جولی دوسری بوتل اٹھا لائی۔ اس دوسری بوتل میں سے بھی وہ تقریباً آدھی بوتل پی چکا تھا کہ سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ہیلو۔ ٹائیگر سپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ ڈیڑھ بوتل شراب پی چکا تھا اس لئے اس کی آواز میں خمار پیدا ہوگیا تھا۔

''باس۔ میں والٹر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا بات ہے''...... ٹائیگر نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چل گیا ہے''...... دوسری طرف سے والٹر نے کہا۔

''کیا''...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس کا نشہ بھی دور ہو گیا۔

''یس باس۔ یہ لوگ اس وقت پرنس ہوٹل میں موجود ہیں''۔ والٹر کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ تم انہیں بے ہوش کر کے ہوٹل سے اس طرح لے آؤ کہ دوسرے لوگوں کو کانوں کان خبر نہ ہو''...... ٹائیگر نے والٹر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ کیا میں انہیں ہیڈ آفس لے آؤں''...... دوسری طرف سے والٹر نے پوچھا۔

''ہیڈ آفس نہیں لاؤ گے تو کیا اپنے گھر لے کر جاؤ گے۔ ایڈیٹ''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ سوری باس''...... دوسری طرف سے والٹر کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''کیسے کیسے ایڈیٹ لوگ اس دنیا میں موجود ہیں''...... ٹائیگر نے جولی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ کے دشمن پکڑے گئے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے''۔ جولی نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی خاطر کہا۔ جولی کی بات سن کر

واقعی اس کا غصہ ختم ہو گیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ یہ میرے دشمن نہیں ہیں بلکہ ڈارک نائٹ کے دشمن ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''باس۔ دشمن آپ کے ہوں یا ڈارک نائٹ کے انہیں تو چوہوں کی مانند مرنا ہوتا ہے''...... جولی نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں جولی۔ یہ دشمن نہایت ہی خطرناک اور عیار ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''کمال ہے۔ یہ کون لوگ ہیں باس۔ جن کی آپ تعریف کر رہے ہیں''...... جولی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان دشمنوں کے ہیڈ کا نام علی عمران ہے اور علی عمران دنیا بھر میں خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر مشہور ہے۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ ایکریمیا کی سرکاری سیکرٹ ایجنسیوں کے چیف بھی اس علی عمران کے نام سے خوف کھاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ ریئلی باس''...... جولی نے پہلے سے زیادہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''صرف یہی نہیں بلکہ میں نے تو یہاں تک بھی سنا ہے کہ اگر ایکریمی اور اسرائیلی حکمرانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ عمران ان کے ملک کا رخ کرنے والا ہے تو ان کی راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔ ٹائیگر کی بات سن کر جولی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسے ٹائیگر کی باتوں پر یقین بھی نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ

اس کی باتوں کو جھٹلانے کی جرأت بھی نہیں رکھتی تھی۔

''باس۔اگر وہ اتنے خطرناک لوگ ہیں تو کیا والٹر ان پر قابو پا لے گا''...... جولی نے ٹائیگر سے کہا۔

''وہ خطرناک لوگ ہیں لیکن ڈارک نائٹ بھی کسی سے کم نہیں۔ اسرائیلی اور ایکریمی حکام بزدل ہی ہیں جو ان سے ڈرتے ہیں لیکن ڈارک نائٹ کا ایک ایک کارکن بہادر اور نڈر ہے۔ ہمارے سینوں میں شیر کا دل دھڑکتا ہے اور ہم موت کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے لوگ ہیں لہٰذا دنیا کا خطرناک ترین انسان بھی ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا''...... ٹائیگر نے مغرور لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ڈارک نائٹ کا ہر آدمی ہی خطرناک ہے والٹر یقیناً دشمنوں پر قابو پا لے گا''...... اس مرتبہ جولی نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی سفید رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس۔ ٹائیگر سپیکنگ''...... ٹائیگر نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ والٹر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے والٹر کی پرجوش آواز سنائی دی۔

''والٹر۔تمہاری آواز سے لگ رہا ہے کہ تم نے کامیابی حاصل کر لی ہے''...... ٹائیگر نے والٹر سے کہا۔

''یس باس۔ ڈارک نائٹ کے پاکیشیائی دشمن اس وقت بے ہوشی کی حالت میں میرے سامنے وین میں پڑے ہوئے ہیں اور وین ہیڈ آفس کی طرف بڑھ رہی ہے''...... والٹر کی خوشی سے معمور آواز سنائی دی۔

''گڈ والٹر۔ ویری گڈ۔ کتنے لوگ ہیں یہ''...... ٹائیگر نے والٹر سے پوچھا۔

''باس۔ یہ چھ افراد کا گروپ ہے۔جن میں پانچ مرد اور ایک عورت شامل ہے''...... والٹر نے بتایا۔

''مردوں میں کوئی افریقی حبشی بھی ہے''...... ٹائیگر نے والٹر سے پوچھا۔

''یس باس۔ مردوں میں ایک افریقی حبشی موجود ہے''۔ دوسری طرف سے والٹر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم بالکل ٹھیک لوگوں تک پہنچے ہو''۔ ٹائیگر نے والٹر سے کہا۔

''باس۔ پرنس ہوٹل کے ویٹر نے علی عمران کا نام سن کی ہی مجھے رپورٹ دی تھی۔ اس گروپ کے ساتھ افریقی حبشی کو دیکھ کر وہ ان کی طرف سے مشکوک تو پہلے ہی ہو گیا تھا اور جب اس نے علی عمران کا نام سنا تو وہ کنفرم ہو گیا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔ اس کے بعد ہی اس نے مجھے اطلاع دی''...... والٹر نے کہا۔

''او کے۔تم ہیڈ آفس پہنچو۔ میں انہیں دیکھنے کے بعد لارڈ

صاحب کو رپورٹ کروں گا''...... ٹائیگر نے والٹر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور بھی کریڈل پر رکھ دیا۔

''باس۔ آپ بتا رہے تھے کہ یہ بہت ہی خطرناک لوگ ہیں اور جس طرح آپ نے ان کی تعریف کی تھی میں تو دل میں ڈر ہی گئی تھی لیکن اب والٹر نے تو انہیں نہایت ہی آسانی سے پکڑ لیا ہے''...... جولی نے کہا۔

''ڈرتم اس لئے جاتی ہو کہ تمہارا تعلق اس فیلڈ سے نہیں ہے۔ تم صرف آفس میں کام کرنے والی لڑکی ہو لیکن تمہاری یہ بات غلط ہے کہ یہ آسانی سے پکڑے گئے ہیں۔ ہم نے ان کے خلاف جال ہی ایسا بچھایا تھا کہ انہوں نے ہر حال میں ہمارے جال میں پھنسنا تھا لہٰذا یہ ہماری خوبی ہے کہ ہم نے انہیں آسانی سے گرفتار کر لیا۔ اگر ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو یہ لوگ اتنی آسانی سے نہ پکڑے جاتے''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ پھر مغرور لہجے میں کہا تو جولی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس کے انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔ اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''یس''...... ٹائیگر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں سیکورٹی انچارج سائمن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''ہاں سائمن۔ والٹر پہنچ گیا ہے''...... ٹائیگر نے بدستور سخت لہجے

میں کہا۔

''یس باس۔ والٹر صاحب وین میں چند بے ہوش افراد کو لائے ہیں اور اب ان بے ہوش افراد کو ڈارک روم میں لے جایا جا رہا ہے''...... دوسری طرف سے سائمن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں دیکھ لیتا ہوں انہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''جولی۔ اب تم اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھو''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

''یس باس''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد ٹائیگر بھی اپنی کرسی سے اٹھا اور ڈارک روم کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈارک روم میں پہنچ گیا۔ ڈارک روم میں والٹر اور اس کے دیگر آدمی چھ افراد کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ چکے تھے۔ چھ کے چھ افراد بے ہوش تھے۔ ان چھ افراد میں چار تو پاکیشیائی مرد تھے ایک افریقی حبشی تھا اور ایک سوئس نژاد لڑکی تھی۔ ٹائیگر چند لمحوں تک ان بے ہوش افراد کو غور سے دیکھتا رہا۔

''والٹر۔ انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے نا''...... ٹائیگر نے والٹر سے پوچھا۔

''یس باس۔ ان کے کمرے میں انتہائی سرعت سے اثر کرنے والی گیس چھوڑی گئی تھی''...... والٹر نے کہا۔

’’تم جانتے ہو ان میں سے علی عمران کون ہے‘‘...... ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

’’باس۔ ویٹر بتا رہا تھا کہ علی عمران کے ساتھی اس کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق باتیں کر رہے تھے علی عمران اس دوران کہیں چلا گیا تھا اور جو شخص کہیں باہر چلا گیا تھا وہ یہ ہے۔ لازماً یہی شخص علی عمران ہے‘‘...... والٹر نے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’یہ بات تو ایک لفظ میں بھی بتائی جا سکتی تھی۔ میں نے تم سے پوری تفصیل تو نہیں پوچھی تھی‘‘...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا تو اس نے سر جھکا لیا۔

’’میں لارڈ صاحب سے ان کے متعلق ہدایات لے لوں۔ ہم نے ان کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’الماری میں اینٹی گیس انجکشن موجود ہیں نا‘‘...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

’’یس باس۔ اینٹی گیس انجکشن وافر مقدار میں موجود ہیں‘‘۔ والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’تم انجکشن نکال کر رکھو۔ لیکن ابھی انہیں لگانے نہیں ہیں۔ میں لارڈ صاحب سے بات کر کے ابھی واپس آ تا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں والٹر سے کہا تو وہ ایک الماری کی طرف بڑھا جبکہ

ٹائیگر ڈارک روم سے نکل کر واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے بلیک کلر کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور لارڈ انتھونی کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

’’لارڈ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یس ٹائیگر۔ کیا علی عمران اور اس کے ساتھی پکڑے گئے ہیں‘‘۔ لارڈ انتھونی نے اس سے پوچھا۔

’’یس لارڈ۔ علی عمران اور اس کے ساتھی پرنس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہم نے انہیں نہایت آسانی سے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا ہے۔ اس وقت یہ ہمارے ہیڈ آفس کے ڈارک روم میں کرسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں لارڈ انتھونی سے کہا۔

’’کتنے افراد ہیں یہ‘‘...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی سخت آواز سنائی دی۔

’’باس۔ یہ کل چھ افراد ہیں۔ چار پاکیشیائی مرد ہیں، ایک افریقی حبشی اور ایک لڑکی ہے جو کہ سوئس نژاد لگتی ہے‘‘...... ٹائیگر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی کہ یہ چھ افراد کا گروپ ہے۔ گڈ۔ تمہاری کارکردگی بہت اچھی ہے‘‘...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی نے ٹائیگر کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ خوشی سے کھل

اٹھا۔

''تھینک یو می لارڈ۔ اب ان کا کیا کرنا ہے''...... ٹائیگر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''سنو ٹائیگر۔ ہماری سیکرٹ باتیں بلیک سیون اور ڈارک نائٹ میں بھی صرف دو تین افراد ہی جانتے ہیں۔ لہٰذا جب تم علی عمران اور اس کے ساتھیوں سے پوچھ گچھ کرو تو تمہارے ساتھ ڈارک نائٹ کے لوگ بھی نہ ہوں۔ ایک دو افراد کو اپنے ساتھ رکھ لینا اور پھر جب علی عمران اور اس کے ساتھیوں سے سوال و جواب کر چکو تو علی عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت اپنے ان آدمیوں کو بھی گولی مار دینا۔ جو اس دوران تمہارے ساتھ ہوں''...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی سرد آواز سنائی دی۔

''اوکے می لارڈ۔ ایسا ہی ہو گا''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کارروائی مکمل ہوتے ہی تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے اور ساتھ ہی علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو کناڈا بھجوانے کا بندوبست بھی کرنا ہے''...... لارڈ انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''یس می لارڈ۔ آپ کے حکم کے مطابق کارروائی ہو گی''۔ ٹائیگر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔ اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے مشین

پسٹل نکال لیا۔ مشین پسٹل ہاتھ میں پکڑتے ہی وہ ڈارک روم میں آ گیا۔ جہاں علی عمران اور اس کے ساتھی ابھی بے ہوشی کی حالت میں کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ اس کے ساتھی چوکس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''والٹر۔ انہیں انجکشن لگا دو۔ ہم نے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے''۔ ٹائیگر نے والٹر سے کہا۔ والٹر پہلے ہی اینٹی گیس انجکشن الماری سے نکال کر ایک میز پر رکھ چکا تھا۔ اس نے ٹائیگر کا حکم سنتے ہی ایک انجکشن تیار کیا اور پھر علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو لگانے لگا۔ سب سے پہلے اس نے عمران کو انجکشن لگایا تھا۔ والٹر جب سب کو انجکشن لگا چکا تو اس نے سوالیہ نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

''والٹر۔ تم ان کی زبان کھلوا لو گے نا''...... ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس باس۔ میرے سامنے تو پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔ انسانوں کی کیا مجال ہے کہ میرے سامنے زبان نہ کھولیں''...... والٹر نے فخریہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ آ گئی۔

''تمہیں۔ زیادہ بولنے کی بیماری ہے۔ مختصر الفاظ میں تو تم بات کر ہی نہیں سکتے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو والٹر اور دیگر افراد حیران رہ گئے کیونکہ ٹائیگر نے اس سے پہلے کبھی ان سے مسکرا کر بات نہیں کی تھی اور ٹائیگر نے بھی والٹر سے اس لئے مسکرا کر

بات کی تھی کہ لارڈ انتھونی کے حکم کے مطابق اب والٹر کی زندگی کے لمحات بہت مختصر سے رہ گئے تھے۔

"سوری باس۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ مختصر بات کیا کروں"۔ والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا جو کہ ہوش میں آ رہے تھے۔

"والٹر یہاں موجود رہے گا۔ باقی تمام لوگ ڈارک روم سے باہر چلے جاؤ"...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کمرے میں موجود اس کے ساتھی کمرے سے باہر چلے گئے۔ اس دوران علی عمران اور اس کے ساتھی مکمل ہوش میں آ گئے وہ ٹائیگر اور والٹر کو گھور رہے تھے۔

"والٹر۔ خار دار کوڑا اٹھا لاؤ اور ان سب پر اتنے کوڑے برساؤ کہ ان کے جسم قیمے میں تبدیل ہو جائیں"...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں والٹر سے کہا۔

"اوکے باس"...... والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ دیوار پر تشدد کے مختلف ہتھیار لٹکے ہوئے تھے۔ جن میں ایک خار دار کوڑا بھی تھا۔ والٹر نے وہ کوڑا اتار لیا اور اسے ہوا میں لہرانے لگا۔ کمرے میں شائیں شائیں کی آواز گونجنے لگی۔ جبکہ والٹر کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک پیدا ہو گئی تھی۔ وہ قدم بقدم علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کرسی پر بندھے ہوئے پایا۔ اس کے سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر ایک ایکریمی بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر، تنویر، خاور، جوزف اور جولیا اس کے دائیں بائیں موجود تھے۔ وہ بھی کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور اس وقت ہوش میں آ رہے تھے۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے علاوہ کمرے میں چند اور آدمی بھی موجود تھے۔ جو مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

"والٹر۔ تم ان کی زبان کھلوا لو گے نا"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

"یس باس۔ میرے سامنے تو پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔ انسانوں کی کیا مجال ہے کہ میرے سامنے زبان نہ کھولیں"...... والٹر نامی

نے فخریہ لہجے میں کہا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے باس کے چہرے پر عجیب سے مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہیں زیادہ بولنے کی بیماری ہے۔ مختصر الفاظ میں تو تم بات کر ہی نہیں سکتے"...... باس نے کہا۔

"سوری باس۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ مختصر بات کیا کروں"...... والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

"والٹر یہاں موجود رہے گا۔ باقی تمام لوگ ڈارک روم سے باہر چلے جاؤ"...... باس نے عمران اور صفدر وغیرہ کو غور سے دیکھنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا تو والٹر کے علاوہ باقی سب کمرے سے باہر چلے گئے۔

"والٹر۔ خار دار کوڑا اٹھا لاؤ اور ان سب پر اتنے کوڑے برساؤ کہ ان کے جسم قیمے میں تبدیل ہو جائیں"...... باس نے سخت لہجے میں والٹر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے باس"...... والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ عمران وغیرہ کی نظریں بھی دیوار کی طرف اٹھیں۔ دیوار پر تشدد کرنے کے مختلف ہتھیار لٹکے ہوئے تھے۔ ان ہتھیاروں میں ایک خار دار کوڑا بھی تھا۔ والٹر نے وہ کوڑا اتارا اور ہوا میں لہرانے لگا۔ کوڑا لہرانے کی آواز سے کمرہ گونجنے لگا۔ کوڑا لہرانے کے ساتھ ہی والٹر کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک پیدا ہو گئی۔

وہ کوڑا لہراتے ہوئے عمران اور صفدر وغیرہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ"...... جب وہ عمران سے تین چار قدم کے فاصلے پر پہنچا تو عمران نے اس سے کہا۔ عمران کی آواز سن کر والٹر واقعی رک گیا اور اس نے اپنے باس کی طرف دیکھا۔

"اب تم رک گئے ہو تو ٹھیک ہے میں اس علی عمران سے چند باتیں ہی کر لوں"...... باس نے اپنے ساتھی والٹر سے کہا اور اس کے بعد اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

"میں نے تمہارا نام ٹھیک لیا ہے نا۔ تم علی عمران ہو۔ دنیا تمہیں ایک خطرناک ایجنٹ کے طور پر جانتی ہے"...... باس نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"نام تو میرا علی عمران ہی ہے لیکن اپنے لئے خطرناک ایجنٹ کا لفظ میں پہلی بار سن رہا ہوں۔ میرے بھائی میں تو انتہائی معصوم اور سیدھا سادھا سا نوجوان ہوں"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو باس نے زور دار قہقہہ لگایا۔

"ابھی تو تم پر تشدد شروع بھی نہیں ہوا اور تم نے خود کو معصوم بھی بنا لیا"...... باس نے طویل قہقہہ لگانے کے بعد عمران سے کہا۔

"اگر تم میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو پھر میرا وعدہ ہے کہ تم پر تشدد نہیں ہو گا"...... باس نے عمران سے کہا انداز تسلی دینے والا ہی تھا۔

"میں تمہارے سوالوں کا جواب بھی دوں گا پہلے تم اپنا تعارف تو

کرا دو''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے اور میں لارڈ انتھونی کا اسسٹنٹ ہوں''۔ ٹائیگر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تم لارڈ انتھونی کے اسسٹنٹ ہو لیکن یہ لارڈ انتھونی کون ہے''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''تمہاری فضول باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے اور ویسے بھی سوال تم نے نہیں بلکہ میں نے تم سے پوچھنے ہیں۔ سمجھے تم''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں سمجھ گیا۔ پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کے بارے میں معلومات کہاں سے ملیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''بلیک سیون اور ڈارک نائٹ کا کیا مطلب ہے''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ ایسے نہیں مانیں گے۔ ان پر کوڑے برسانے پڑیں گے''...... والٹر نے ٹائیگر سے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے اوکے۔ تم ان پر کوڑے برساؤ اور اتنے برساؤ کہ ان کا جسم قیمہ قیمہ ہو جائے''۔ ٹائیگر نے سفاکانہ لہجے میں والٹر سے کہا۔

''اوکے باس۔ میں تو بس آپ کے حکم کا منتظر ہوں''...... والٹر

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر خاردار کوڑے کو ہوا میں لہرایا تو شائیں شائیں کی آواز پیدا ہونے لگی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس دوران اپنے ناخنوں میں لگے مخصوص کیمیکل لگے بلیڈوں کی مدد سے اپنی رسیاں کاٹ لی تھیں۔ جوزف نے اپنی رسیاں نہیں کاٹی تھیں۔ اور نہ ہی اسے ایسا کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ بس ایک جھٹکا دے کر رسی کو توڑ سکتا تھا۔

والٹر خار دار کوڑا لہراتے ہوئے مزید دو قدم آگے بڑھا۔ اب وہ عمران کے کافی قریب آ گیا تھا اور حرکت میں آنے کا وقت بھی یہی تھا۔ جیسے ہی وہ عمران کے قریب ہوا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اگلے ہی لمحے والٹر اڑتا ہوا ٹائیگر سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر کرسی سمیت نیچے گر پڑا اور پھر وہ ابھی اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ تنویر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ تنویر کے بوٹ کی ٹھوکر ٹائیگر کے سر پر لگی تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ تنویر کی دوسری ٹھوکر نے اس کے ذہن کو تاریکیوں میں ڈبو دیا۔

والٹر۔ ٹائیگر سے ٹکرانے کے بعد فرش پر جا گرا تھا۔ اس کے ہاتھ سے خار دار کوڑا نکل گیا تھا۔ ابھی والٹر اٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے جسم پر خار دار کوڑا لگا تو اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ خاور نے پلک جھپکنے سے قبل ہی کوڑا اٹھا کر اس پر برسایا تھا اور پھر خاور کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اس کے ہاتھ کی

حرکت کے ساتھ والٹر کی چیخ بلند ہو رہی تھی۔ چند ہی لمحوں میں والٹر کی چیخیں معدوم ہوگئیں۔ اس کی آنکھیں بھی بند ہوگئی تھیں۔ وہ یا تو بے ہوش ہو گیا تھا یا مر چکا تھا۔ جیسے ہی والٹر کی چیخیں معدوم ہوئیں خاور نے اپنا ہاتھ روک لیا اور عمران کی طرف دیکھا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ٹائیگر سے کچھ پوچھنا ہے''۔ خاور نے عمران سے کہا۔

''اب پوچھ ہی لیتے ہیں''...... عمران نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو فرش سے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور رسی سے اچھی طرح جکڑ دیا۔ ٹائیگر کو کرسی پر بٹھانے کے بعد خاور نے دوبارہ کوڑا اٹھایا اور ٹائیگر پر برسانے لگا۔ دوسری ہی ضرب لگنے پر ٹائیگر چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ رسی سے بندھا ہوا تھا اس لئے اٹھ نہ سکا۔

''تم ہم پر کوڑا برسانا چاہتے تھے۔ لیکن اب یہ کوڑا تم پر برسے گا اور تمہارے جسم کو قیمے میں بدل دے گا۔ جیسا کہ اس کوڑے نے والٹر کو قیمے میں بدل دیا ہے۔ ادھر دیکھو اس کی لاش پڑی ہوئی ہے''...... خاور نے غراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے والٹر کی لاش کی طرف دیکھا۔ خار دار کوڑے نے والٹر کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیئے تھے۔ والٹر کی خراب حالت دیکھ کر ٹائیگر کی آنکھوں میں تشویش ابھر آئی۔

''ٹائیگر۔ انتھونی کہاں ملے گا''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''لارڈ انتھونی کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہے''...... ٹائیگر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کے جتنے بھی ٹھکانے ہیں ان کی تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میں ان کے تمام ٹھکانوں سے واقف نہیں ہوں''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خاور۔ یہ کوڑا مجھے دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کتنا جی دار ہے''...... تنویر نے خاور سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خاور کے ہاتھ سے کوڑا لے لیا اور کمرے میں شائیں شائیں کی آواز گونجی پھر کمرے میں ٹائیگر کی تیز اور اذیت ناک چیخ گونجی۔ تنویر کے مارے ہوئے کوڑے نے اس کے منہ اور سینے پر کئی جگہ زخم ڈال دیئے تھے۔ دوسرے لمحے تنویر نے پھر کوڑا لہرایا اور ٹائیگر کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ ٹائیگر کی قوت برداشت بس اتنی ہی تھی کیونکہ جیسے ہی تنویر نے تیسری مرتبہ اسے کوڑا مارنے کے لئے ہاتھ بلند کیا۔ وہ چیخ پڑا۔

''رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ تم تو بہت ظالم انسان ہو''...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

''یہی کام تم کرو تو ٹھیک ہے۔ ہم کریں تو ہم ظالم ہو گئے''۔ تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر۔ وقت ضائع مت کرو“...... عمران نے سخت لہجے میں ٹائیگر سے کہا۔

”لارڈ کالونی میں لارڈ انتھونی کے تین بنگلے ہیں۔ اے ون ہنڈرڈ، اے ون ٹن اور اے ون ٹو ون۔ یہ تینوں لارڈ صاحب کے مخصوص بنگلے ہیں اور ان تینوں کے سیکورٹی انتظامات ایسے ہیں کہ ایکریمین آرمی بھی ان بنگلوں میں داخل نہیں ہوسکتی“...... ٹائیگر نے کہا۔

”عمران۔ تم نے اس سے کچھ اور بھی پوچھنا ہے“...... جیسے ہی ٹائیگر خاموش ہوا تنویر نے عمران سے پوچھا تو اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر فرش پر گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔ یہ مشین پسٹل ٹائیگر کے ہاتھ میں تھا اور جب ٹائیگر کرسی سے گرا تھا تو یہ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل اٹھانے کے بعد اس کا رخ ٹائیگر کی طرف کیا تنویر کے چہرے کے تاثرات اور مشین پسٹل کا رخ اپنی طرف دیکھ کر ٹائیگر کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ سینکڑوں آدمیوں کو موت کے حوالے کرنے والے ٹائیگر کو جب اپنی موت سامنے دکھائی دی تو اس کی آنکھیں خوف سے ابل پڑیں۔ تنویر نے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ کی اور ٹریگر دبا دیا۔ بیک وقت کئی گولیاں ٹائیگر کے سینے میں پیوست ہوگئیں۔ وہ کرسی سے جکڑا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے جسم کو جھٹکا لگا۔

”عمران۔ اب وقت برباد نہیں کرنا۔ یہاں سے نکلو۔ اور کناڈا کے لئے روانگی اختیار کرو“...... جولیا نے عمران سے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر صفدر وغیرہ بھی دروازے کی طرف بڑھے لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یکدم کمرہ تیز بو سے بھر گیا اور اس بو کی وجہ سے ان سب کو اپنے سانس گھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔ چند ہی لمحوں بعد ان سب کے ذہن تاریک ہو گئے اور وہ دروازے کے قریب گرتے چلے گئے۔

"مس۔ باس کو ڈارک روم میں بہت دیر ہو گئی ہے"...... ڈارک نائٹ کے ہیڈ آفس کے سیکورٹی انچارج سائمن نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ٹائیگر کی سیکرٹری کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ سیکرٹری کے کمرے میں ٹیبل پر ایک انٹرکام، ایک ٹیلی فون سیٹ، ایک کمپیوٹر کے علاوہ ٹی وی اور ایک مشین بھی رکھی ہوئی تھی۔

"باس ان سے طویل گپ شپ کر رہے ہوں گے اور پھر ان افراد میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تو ہے ہو سکتا ہے کہ باس مردوں کو ہلاک کرنے کے بعد اس لڑکی کا خصوصی انٹرویو کر رہے ہوں"...... ٹائیگر کی سیکرٹری نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو سائمن کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"یقیناً یہی بات ہو گی۔ ورنہ تو اتنی دیر نہیں لگ سکتی"۔ سائمن نے کہا۔

"تسلی کے لئے ڈارک روم پر ایک نظر ڈال لیتے ہیں"۔ ٹائیگر کی سیکرٹری نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس مس ماریا۔ یہ بہتر رہے گا"...... سائمن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سیکرٹری نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر انگلیاں چلانے لگی۔ چند لمحوں بعد ڈارک روم کا منظر نظر آیا تو وہ دونوں ہی کرسیوں سے اچھل پڑے۔ حیرت اور خوف سے ان کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ ڈارک روم کا منظر ان کی توقع کے برعکس تھا۔ ڈارک روم میں دشمنوں کی لاشوں کی بجائے والٹر کی لاش دکھائی دے رہی تھی اور باس ٹائیگر ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اور باقی جسم زخمی دکھائی دے رہا تھا۔ تمام دشمن آزاد کھڑے ہوئے تھے اور ان مردوں میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جس کا رخ باس ٹائیگر کی طرف تھا۔

کرسیوں سے اچھلنے کے بعد سائمن اور ماریا واپس کرسیوں پر بیٹھ تو گئے لیکن یہ منظر دیکھ کر وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ حیرت کی شدت کی وجہ سے وہ ساکت ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ہی سائمن کو ایک جھٹکا لگا اور اس نے کمپیوٹر کے ساتھ رکھی ہوئی مشین کے بٹنوں پر ہاتھ مارا۔ اس کی انگلی پاور بٹن سے ٹکرائی تو مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور اسی لمحے سائمن کی چیخ بھی نکل گئی کیونکہ اس نے ٹائیگر کے سینے میں گولیاں لگتے ہوئے دیکھ لی تھیں۔ گولیاں کھا کر ٹائیگر کے جسم کو جو جھٹکا لگا تھا وہ بھی سائمن نے دیکھ لیا تھا۔

"مس۔ مس ماریا۔ ہوش میں آیئے۔ ہم نے ان دشمنوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ ورنہ یہ دشمن ہمارا خاتمہ کر دیں گے"...... سائمن نے ماریا کو ہلاتے ہوئے کہا تو وہ بھی یکدم ہوش میں آ گئی۔

"لل۔لل۔لیکن ہم یہاں سے ان کا خاتمہ تو نہیں کر سکتے"۔ ماریا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ ہم یہاں سے ان کا خاتمہ تو نہیں کر سکتے لیکن ہم انہیں بے ہوش تو کر سکتے ہیں"...... سائمن نے کہا۔

"اوہ۔ یس"...... ماریا نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں اور ساتھ والی مشین کے بٹنوں میں سے سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبنے کے بعد انہوں نے کمپیوٹر کی سکرین کی طرف دیکھا۔ ڈارک روم میں موجود افراد ٹائیگر کا خاتمہ کرنے کے بعد دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ لہراتے ہوئے فرش پر گرتے ہوئے دکھائی دیئے تو سائمن اور ماریا نے طویل سانس لیا۔

"تھینک گارڈ۔ یہ بے ہوش ہو گئے ورنہ نجانے کیا ہو جاتا"۔ ماریا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ان کے بارے میں سنا تھا کہ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ واقعی یہ خطرناک لوگ ثابت ہوئے"...... سائمن نے کہا۔

"انہوں نے باس ٹائیگر کو ختم کر دیا ہے اب کیا ہو گا"...... ماریا نے سائمن سے کہا۔

"لارڈ صاحب کو رپورٹ دینی پڑے گی۔ وہ جو حکم دیں گے اس کے مطابق ہم عمل کریں گے"...... سائمن نے کہا۔

"ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں آپ کو لارڈ صاحب کا نمبر ملا دیتی ہوں۔ آپ ان سے بات کر لیں"...... ماریا نے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور لارڈ انتھونی کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ جیسے ہی دوسری طرف بیل گئی۔ اس نے رسیور سائمن کی طرف بڑھا دیا۔

"بیل جا رہی ہے"...... ماریا نے سائمن سے کہا تو اس نے رسیور لے لیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد لارڈ انتھونی کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میں ہیڈ آفس سے سیکورٹی انچارج سائمن بول رہا ہوں۔ مجھے لارڈ صاحب سے بات کرنی ہے۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی"۔ سائمن نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور لائن خاموش ہو گئی۔

"لارڈ انتھونی سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"می لارڈ۔ میں سائمن بول رہا ہوں۔ ہیڈ آفس سے"۔ سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے سیکرٹری نے بتایا ہے۔ تم نے فون کیوں کیا ہے۔ ٹائیگر کہاں ہے"...... لارڈ انتھونی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"لارڈ۔ باس ٹائیگر ہلاک ہو چکے ہیں"...... سائمن نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کہیں تم نشے میں تو نہیں ہو"...... لارڈ انتھونی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"می لارڈ۔ کچھ دیر پہلے ہی انہیں خطرناک پاکیشائی ایجنٹوں نے ہلاک کیا ہے"...... سائمن نے بدستور سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسے ہلاک ہوا ہے ٹائیگر اور تم لوگ کہاں تھے"...... اس مرتبہ لارڈ انتھونی نے نارمل آواز میں کہا۔

"لارڈ۔ باس ٹائیگر نے پاکیشائی ایجنٹوں سے معلومات حاصل کرنی تھیں۔ اس لئے انہوں نے والٹر صاحب کے علاوہ باقی ہم سب کو ڈارک روم سے باہر بھیج دیا۔ میں ڈارک روم سے باہر آ کر مس ماریا کے کمرے میں بیٹھ گیا اور جب باس ٹائیگر کو ڈارک روم میں غیر معمولی تاخیر ہوئی تو میں نے مس ماریا سے گزارش کی کہ وہ ڈارک روم کو کمپیوٹر پر چیک کریں۔ مس ماریا نے ڈارک روم چیک کیا تو باس ٹائیگر کرسی پر مردہ حالت میں دکھائی دیئے جبکہ دشمن ایجنٹ کمرے کے دروازے پر موجود تھے اور دوروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے مس ماریا کو مشورہ دیا کہ کمرے میں گیس پھیلا دی جائے۔ لہٰذا مس ماریا نے ایسا ہی کیا۔ اب وہ

خطرناک افراد ڈارک روم میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"۔ سائمن نے لارڈ انتھونی کو پورے واقعے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹائیگر کو ہلاک کر کے انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب یہ سب اذیت ناک موت کا شکار ہوں گے"...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی سرد آواز سنائی دی تو سائمن کو اپنے جسم میں سرد لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"لارڈ۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"...... سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں لارڈ انتھونی سے پوچھا۔

"تم ماریا کے کمرے میں بیٹھ کر ہی ان پر نظر رکھو۔ میں خود ہیڈ آفس آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے لارڈ انتھونی کی سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ سائمن نے ایک بار پھر طویل سانس لیا اور اس نے ٹیلی فون کا رسیور ماریا کی طرف بڑھایا۔ ماریا نے رسیور اس سے لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور ساتھ ہی اس نے سوالیہ انداز میں سائمن کی طرف دیکھا۔

"لارڈ خود ہیڈ آفس آ رہے ہیں"...... سائمن نے ماریا سے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ ماریا نے انٹر کام سیٹ اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے انٹر کام لے کر اپنے ساتھ رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر گیٹ پر موجود سیکورٹی کیبن کا نمبر پریس کر دیا۔

"شیفورے۔ چوکس ہو جاؤ۔ لارڈ صاحب آ رہے"...... سائمن

نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا۔

"اوکے سر"...... دوسری طرف سے شیفورے کی آواز سنائی دی تو سائمن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے کمپیوٹر کی سکرین پر نظریں دوڑائیں۔ کمپیوٹر سکرین پر ابھی تک ڈارک روم کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ڈارک روم میں موجود تمام دشمن افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ انہیں بے ہوش دیکھ کر سائمن کو اطمینان محسوس ہوا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد انٹرکام کی بیل بجی تو سائمن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سائمن نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ لارڈ صاحب کی گاڑی پہنچ گئی ہے"...... دوسری طرف سے شیفورے کی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... سائمن نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کھڑا ہو گیا۔

"لارڈ صاحب تشریف لا چکے ہیں"...... سائمن نے ماریا سے کہا تو ماریا بھی اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی اور پھر سائمن دروازے کی طرف بڑھا اور دوروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد اسے لارڈ انتھونی نظر آ گیا۔ جس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دو درجن مسلح افراد موجود تھے۔

مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور وہ انتہائی چوکس دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے ہی لارڈ انتھونی سائمن کے قریب پہنچا سائمن

نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔ لارڈ انتھونی کو دیکھ کر ماریا پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے بھی مؤدبانہ انداز میں لارڈ انتھونی کو سلام کیا۔ لارڈ انتھونی نے ان دونوں کے سلام کو نظرانداز کر دیا تھا۔ وہ اکڑی ہوئی گردن کے ساتھ ماریا کی کرسی کی طرف بڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے مسلح گارڈز کمرے میں پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے جبکہ سائمن اور ماریا اس کے قریب مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد لارڈ انتھونی نے کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھا۔ جہاں ابھی تک ڈارک روم کا منظر ہی نظر آ رہا تھا اور ڈارک روم میں موجود افراد فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

لارڈ انتھونی انہیں چند لمحوں تک دیکھتا رہا۔

"ڈارک روم میں اینٹی گیس انجکشن موجود ہیں نا"...... لارڈ انتھونی نے سائمن سے پوچھا۔

"یس لارڈ"...... سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے ان میں سے صرف علی عمران کو ہوش میں لانا ہے باقی سب کو اسی بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیاں مار دینی ہیں"۔ لارڈ انتھونی نے کہا۔

"اوکے لارڈ۔ جو آپ کا حکم"...... سائمن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ لڑکی بہت ہی خوبصورت ہے۔ ایسا مکمل حسن میں نے اپنی زندگی میں بہت کم دیکھا ہے۔ میرے آدمی اس لڑکی کو

میری رہائش گاہ پر لے جائیں گے اور کل صبح اسے بھی گولی مار دی جائے گی''...... اس مرتبہ لارڈ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سائمن بھی خوشامدانہ انداز میں مسکرانے لگا۔

''یس لارڈ۔ ایسے حسن پر تو صرف اور صرف آپ ہی کا حق ہے''۔ سائمن نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے پاس وقت کم ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً ہی ڈارک روم چلنا ہے''...... لارڈ انتھونی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے سیکورٹی گارڈز اور سائمن بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ وہ سب ماریا کے آفس سے باہر آ گئے البتہ ماریا اپنے کمرے میں رہ گئی۔ وہ بہت ہی پریشان تھی۔ پریشانی کی وجہ سے اس نے کمپیوٹر بھی آف کر دیا تھا۔ وہ سب افراد چند ہی سیکنڈوں کے بعد ڈارک روم پہنچ گئے دروازے کے قریب ہی پاکیشیائی باشندے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''سائمن۔ تم جانتے ہو کہ ان میں سے علی عمران کون ہے''۔ لارڈ انتھونی نے بے ہوش افراد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس لارڈ۔ یہ علی عمران ہے''...... سائمن نے ایک نوجوان کو ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اسے چھوڑ کر باقی سب کو گولیوں سے بھون دو''۔ لارڈ انتھونی نے اس مرتبہ اپنے سیکورٹی گارڈز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو انہوں نے اپنی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

کمرے میں تیز بو پھیلتے ہی ان سب نے اپنے سانس روک لئے تھے۔ کمرے میں تیز بو کا پھیلنا ظاہر کر رہا تھا کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا عمران نے آئی کوڈ میں انہیں حکم دیا کہ وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑیں۔ لہٰذا عمران کا اشارہ پاتے ہی وہ سب فرش پر گرتے چلے گئے۔ عمران خود بھی فرش پر گر گیا۔ اب جبکہ انہیں کہیں دیکھا جا رہا تھا کمرے سے باہر نکلنا ان کے لئے خطرناک تھا اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ کمرے میں رہ کر انتظار کیا جائے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا تو اسے بو محسوس نہ ہوئی جس کا مطلب تھا کہ بو ختم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد اس نے نارمل انداز میں سانس لینا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی بھی اب نارمل انداز میں سانس لے رہے ہوں گے۔ اب عمران کو انتظار تھا کہ کمرے میں کوئی آئے اور اس کا یہ انتظار

طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔ جس سے اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ ٹائیگر کے ساتھی کسی کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور شاید وہ آنے والا لارڈ انتھونی ہی ہو۔

کافی دیر انتظار کے بعد ڈارک روم کا دروازہ کھلا اور دو درجن سے بھی زیادہ افراد اندر آ گئے۔ عمران کن انکھیوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے دو افراد تو خالی ہاتھ دکھائی دے رہے تھے جبکہ باقی تمام مشین گنوں سے مسلح تھے۔ خالی ہاتھ والوں میں سے ایک انتہائی متکبر دکھائی دے رہا تھا اور باقی افراد جس طرح سے اس کے سامنے مؤدب دکھائی دے رہے تھے اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ لارڈ انتھونی وہی ہے۔ پھر عمران کے خیال کی تصدیق بھی ہو گئی۔

''سائمن۔ تم جانتے ہو کہ ان میں سے علی عمران کون ہے''۔ عمران کو متکبر آدمی کی آواز سنائی دی۔

''یس لارڈ۔ یہ علی عمران ہے''...... سائمن نے اسے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اسے چھوڑ کر باقی سب کو گولیوں سے بھون دو''۔ لارڈ انتھونی نے اس مرتبہ تحکمانہ انداز میں مسلح آدمیوں سے کہا تو انہوں نے اپنی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔ لیکن ابھی ان کی انگلیاں ٹریگر پر بھی نہیں گئی تھیں کہ صفدر، تنویر، خاور، جوزف اور جولیا یکدم اسپرنگ کی مانند اچھلے اور مسلح افراد پر جا پڑے۔ جبکہ عمران بھی اچھل کر لارڈ انتھونی سے جا ٹکرایا۔ وہ دونوں ایک ساتھ ہی فرش پر گرے اور

عمران نے اسے قابو کر کے دو تین کروٹیں بدلیں۔ اس اثنا میں صفدر وغیرہ لارڈ انتھونی کے آدمیوں سے مشین گنیں چھین چکے تھے اور پھر انہوں نے نہایت ہی محتاط انداز میں فائر کھول دیا۔ چند ساعتوں میں ہی لارڈ انتھونی کے ساتھ آئے ہوئے تمام افراد فرش پر گر کر تڑپ رہے تھے اور ان کے جسموں سے نکلنے والے خون کی وجہ سے ڈارک روم خون کے تالاب میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔

لارڈ انتھونی کی آنکھیں پھٹی جا رہی تھیں۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ جو منظر دیکھ رہا ہے حقیقت ہے یا خواب۔ اس کے مطابق تو خواب میں بھی ایسا ممکن نہیں تھا۔ اس کے جو سیکورٹی گارڈز تھے وہ انتہائی تیز، پھرتیلے اور تربیت یافتہ تھے۔ ایک ایک سیکورٹی گارڈ دس کمانڈوز پر بھاری تھا۔ اس نے ان گارڈز کی تربیت پر کثیر سرمایہ خرچ کیا تھا اور وہی سیکورٹی گارڈز ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اس طرح ختم ہو گئے تھے جیسے زہریلی دوائی سے مچھر ختم ہوتے تھے۔ اپنے سیکورٹی گارڈز کو خون میں لت پت دیکھ کر لارڈ انتھونی کو سکتہ ہو گیا اور اس کے اس سکتے کو تنویر کے تھپڑ نے توڑا۔

''تت۔ تت۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا۔ لارڈ انتھونی کو''...... لارڈ انتھونی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارے ایک کتے نے عمران کو ٹھوکر ماری تھی اور عمران کی حیثیت کے سامنے تمہاری حیثیت تو صفر ہے''...... تنویر نے غراتے

ہوئے لہجے میں لارڈ انتھونی سے کہا اور ساتھ ہی اس نے لارڈ انتھونی کے پہلو میں ایک ٹھوکر مار دی۔ لارڈ انتھونی کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور وہ درد سے دوہرا ہو گیا۔ تنویر کی بات سن کر اس کے تمام ساتھیوں نے اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھا۔ جوزف بھی اسے عقیدت سے دیکھنے لگا۔ جبکہ عمران نے شرما کر سر جھکا لیا۔

''عمران۔ تم نے اس سے کوئی گپ شپ کرنی ہے''...... تنویر نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ ڈارک نائٹ کا تمام سیٹ اپ پوچھنا ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سنا تم نے۔ عمران نے کیا کہا ہے۔ اب شروع ہو جاؤ''۔ تنویر نے سرد لہجے میں لارڈ انتھونی سے کہا۔

''مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... لارڈ انتھونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ابھی اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی۔ تنویر کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے ایک ساتھ ہی کئی گولیاں نکلی تھیں لیکن صرف ایک گولی اس کے کان کو لگی تھی اور اس کا کان اڑ گیا تھا۔ چیخ مار کر لارڈ انتھونی فرش پر گر گیا اور اس نے اپنا ہاتھ کان پر رکھ لیا۔ جیسے ہی وہ فرش پر گرا تنویر نے ایک مرتبہ پھر اس کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ لارڈ انتھونی کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔

''اٹھو۔ بزدل انسان''...... تنویر نے اس کے پہلو میں ایک اور ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ یہ ٹھوکر کھا کر بھی وہ چیخا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا پھر بڑی جدوجہد کے بعد وہ اٹھنے میں کامیاب ہوا۔ جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا کمرے میں شائیں شائیں کی خوفناک آواز گونجی کیونکہ تنویر نے خار دار کوڑا اٹھا کر لہرانا شروع کر دیا تھا۔ لارڈ انتھونی نے اس مرتبہ خوفزدہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں وحشت رقص کرنے لگی تھی۔

تنویر نے کوڑا اس پر برسایا تو اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی اور اس کا جسم کئی جگہ سے پھٹ گیا اور اس کے جسم کا گوشت جلد سے باہر لٹکنے لگا۔ کوڑے کی دوسری ضرب نے اسے زمین پر گرا دیا اور وہ ذبح ہوئے مرغے کی مانند تڑپنے لگا۔ تنویر نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ بلند کیا لیکن اسی لمحے لارڈ انتھونی چیخ پڑا۔

''رکو۔ رکو۔ بتاتا ہوں۔ سب کچھ بتاتا ہوں''...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو تنویر نے ہاتھ روک لیا۔

''ہاں۔ بولو''...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کی طرف بھی دیکھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو تنویر دل ہی دل میں خوشی محسوس کرنے لگا۔

بلیک برڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے والی کرسی پر ٹیگورا بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہی اس وقت شراب پینے میں مصروف تھے۔

''باس۔ پاکیشائی ایجنٹوں کے بارے میں تو مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ وہ ابھی تک کناڈا نہیں آئے۔ کیا آپ کو ان کے بارے میں کوئی اطلاع ملی''...... ٹیگورا نے شراب سپ کرتے ہوئے بلیک برڈ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ ان کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔ اس لئے تو میں اطمینان سے بیٹھا ڈرنک کر رہا ہوں''...... بلیک برڈ نے بڑے مطمئن انداز میں کہا تو ٹیگورا کو بھی اطمینان ہوا۔

''کیا اطلاع ملی ہے باس''...... ٹیگورا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے گلاس میں مزید شراب ڈالی۔

''وہ ایکریمیا پہنچے ہیں اور لارڈ انتھونی کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ لارڈ انتھونی جلد ہی ان کی لاشیں ہمیں بھیج دے گا''...... بلیک برڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ان کے بارے میں تو نجانے کیسے کیسے قصے مشہور تھے اور ان قصوں کی وجہ سے میں تو پریشانی کا شکار تھی''...... ٹیگورا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''جب تک میں زندہ ہوں تمہیں پریشان تو نہیں ہونا چاہئے''۔ بلیک برڈ نے ٹیگورا سے کہا۔

''میں صرف اپنی طرف سے ہی پریشان نہیں تھی باس بلکہ مجھے آپ کی طرف سے بھی پریشانی تھی''...... ٹیگورا نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک برڈ نے ایک طویل قہقہہ لگایا۔

''بلیک سیون تو ایک ایسی ایجنسی کا نام ہے ٹیگورا۔ اس سے عام ایجنٹ کو بھی کسی سے پریشان نہیں ہونا چاہئے اور تم تو بلیک سیون کی سیکنڈ باس ہو''...... قہقہہ کے بعد بلیک برڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ علی عمران اور اس کے ساتھی مافوق الفطرت مخلوق کے طور پر مشہور ہیں۔ اس لئے مجھے تھوڑی سی پریشانی تو محسوس ہو رہی تھی''...... ٹیگورا نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں تمہارا بھی قصور نہیں ہے۔ علی عمران کے بارے میں ایسی ہی باتیں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ میں بھی ان

کی طرف سے فکر مند تو تھا کہ وہ کس وقت کناڈا پہنچتے ہیں اور کس طرح پکڑے جاتے ہیں۔ اب لارڈ انتھونی نے ان کے پکڑے جانے کی اطلاع دی ہے تو میری یہ فکر ختم ہوگئی ہے''...... بلیک برڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''باس۔علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں یہاں پہنچیں تو ہم ایک بڑے جشن کا اہتمام کریں گے''...... ٹیگورا نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ بالکل۔علی عمران جیسے دشمن کی موت پر جشن منانا چاہئے''...... بلیک برڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹیگورا بھی مسکرانے لگی اور ساتھ ہی اس نے بلیک برڈ کا گلاس بھی دوبارہ شراب سے بھر دیا۔

''تھینک یو ٹیگورا ڈارلنگ''...... بلیک برڈ نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا ابھی اس نے ایک گھونٹ ہی بھرا تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے گلاس میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''بلیک برڈ سپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں ایکریمیا سے ٹیلر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہاں ٹیلر۔کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے''...... بلیک برڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ ڈارک نائٹ تنظیم پوری ختم ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے ٹیلر کی آواز سنائی دی تو بلیک برڈ کرسی پر سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''کیا۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ کہیں نشے میں تو نہیں ہو تم''...... بلیک برڈ نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ ٹیلی فون کا لاؤڈر آن نہیں تھا اس لئے ٹیگورا کو معلوم نہیں ہوا تھا کہ بلیک برڈ کو کیا اطلاع ملی ہے لیکن بلیک برڈ کے چہرے پر موجود تاثرات اور بلیک برڈ کے کرسی سے اچھلنے سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ بلیک برڈ کو اچھی خبر نہیں ملی ہے۔

''میں صحیح کہہ رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹیلر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیسے کیسے۔ یہ ممکن ہے''...... بلک برڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ ڈارک نائٹ کا سیکنڈ چیف ٹائیگر چند خطرناک پاکیشیائی افراد کو ایک ہوٹل سے اغوا کر کے اپنے ہیڈ آفس لے گیا تھا ان خطرناک افراد نے ٹائیگر کا خاتمہ کر دیا اور ہیڈ آفس سے فرار ہونے لگے لیکن ہیڈ آفس کے سیکورٹی انچارج نے بروقت ان افراد کو بے ہوش کر دیا اور لارڈ انتھونی کو اطلاع کر دی۔ لارڈ انتھونی ان افراد سے پوچھ گچھ کرنے خود ہیڈ آفس پہنچ گئے۔ جہاں ان خطرناک افراد نے انہیں بھی ہلاک کر دیا اور ہیڈ آفس میں موجود دیگر تمام افراد کو بھی مار دیا''...... دوسری طرف سے ٹیلر نے بلیک برڈ

کو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جب لارڈ انتھونی ہیڈ آفس گیا تھا تو اس کے سیکورٹی گارڈز کہاں تھے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''باس۔ سیکورٹی گارڈز لارڈ انتھونی کے ساتھ تھے وہ بھی مارے گئے''...... ٹیلر نے کہا۔

''لارڈ انتھونی ہمارے دوست اور مددگار تھے۔ انہوں نے کئی موقعوں پر ہماری مدد کی تھی۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے ہمیں بہت افسوس ہے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''یس باس۔ لارڈ انتھونی صاحب بہت اچھے انسان تھے''۔ ٹیلر کی آواز سنائی دی۔

''جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ تم اپنی ڈیوٹی دیتے رہو''...... بلیک برڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

''باس۔ کیا لارڈ صاحب فوت ہو گئے ہیں''...... ٹیگورا نے پریشان لہجے میں بلیک برڈ سے پوچھا۔

''ہاں ٹیگورا۔ اب ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے مزید انتظامات کرنے ہوں گے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''اوہ۔ کیا لارڈ صاحب کی موت میں عمران کا ہاتھ ہے''۔ ٹیگورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لارڈ انتھونی اس کے گارڈز اور ڈارک نائٹ کا پورا ہیڈ آفس علی عمران نے ختم کر دیا ہے اور اب ایکریمین پولیس ڈارک نائٹ کے خلاف گرینڈ آپریشن کر رہی ہے۔ سمجھو کہ ڈارک نائٹ اب مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''وری سیڈ باس۔ وری سیڈ''...... ٹیگورا نے افسوس بھرے لہجے میں بلیک برڈ سے کہا۔

''میں اعلیٰ حکام کو اطلاع دے دوں''...... بلیک برڈ نے کہا اور پھر اس نے گرین کلر کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔ اس نے تین مختلف ٹیلی فون کئے اس دوران ٹیگورا خاموش بیٹھی رہی۔

''تم اپنے انتظامات مزید سخت کر دو اور خود بھی فیلڈ میں رہو۔ میں بھی فیلڈ میں رہتا ہوں اور جب تک علی عمران اور اس کے ساتھی پکڑے نہیں جاتے نیند ہم پر حرام ہے''...... بلیک برڈ نے خشک لہجے میں ٹیگورا سے کہا تو وہ اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ اب جب تک علی عمران اور اس کے ساتھی پکڑے نہیں جاتے میں سکون سے نہیں بیٹھوں گی''...... ٹیگورا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''تم موبائل فون پر مجھ سے رابطہ رکھنا۔ اوکے وش یو گڈ لک''۔ بلیک برڈ نے ٹیگورا سے کہا۔ ٹیگورا نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ ٹیگورا کے چلے جانے کے

بعد بلیک برڈ چند لمحے تو کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔ ٹیلی فون کرنے کے بعد اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور اس کے بعد کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ ٹیگورا نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے جو انتظامات کئے تھے اور خود ان انتظامات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

اپنے آفس روم سے باہر آ کر وہ پارکنگ کی طرف بڑھا پارکنگ میں اس کی شاندار اور بلٹ پروف گاڑی کھڑی تھی۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور پھر اس کی گاڑی روڈ پر آ گئی۔ سب سے پہلے وہ ایئر پورٹ گیا۔ علی عمران نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بائی ایئر ہی کناڈا آنا تھا۔ اس لئے ایئر پورٹ پر خصوصی انتظامات کرنے کی ضرورت تھی۔ اس نے ایئر پورٹ پر انتظامات کا جائزہ لیا۔ ایئر پورٹ کے داخلی دروازے پر بلیک برڈ نے میک اپ چیک کرنے کے لئے خصوصی کیمرے لگا دیئے تھے۔ میک اپ کئے ہوئے کوئی بھی آدمی ان کیمروں سے بچ کر نہیں جا سکتا تھا۔ ان کیمروں کے علاوہ بلیک سیون کے کئی اہلکار ایئر پورٹ پر مختلف جگہوں پر موجود تھے۔ ان کی نظروں سے بھی کوئی مشکوک آدمی بچ کر نہیں جا سکتا تھا۔ ٹیگورا نے کسٹم ڈیوٹی پر بھی بلیک سیون کے آدمی لگا دیئے تھے اور انہیں جی مشین بھی دے دی تھی۔ یہ مشین بھی میک اپ میں موجود انسان کی نشان دہی کر دیتی تھی۔ ان انتظامات کو دیکھنے کے بعد بلیک برڈ مطمئن ہو گیا تھا۔ اب علی عمران اور اس کے ساتھی

جتنے بھی جدید میک اپ میں کیوں نہ آتے ان کی نشان دہی ہو جاتی تھی۔

ایئر پورٹ پر انتظامات دیکھنے کے بعد بلیک برڈ نے چند ہوٹلوں پر بھی انتظامات دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ ایئر پورٹ پر انتظامات کے باوجود بھی اگر علی عمران اور اس کے ساتھی کناڈا کے دارالحکومت کاٹووا میں داخل ہو جاتے تو پھر انہیں ہوٹلوں میں ٹریس کرنے کے انتظامات کئے گئے تھے۔ بلیک برڈ تین چار گھنٹے ان ہوٹلوں میں انتظامات کا جائزہ لیتا رہا۔ ہوٹلوں کے داخلی دروازے پر بھی میک اپ چیک کرنے کے لئے خصوصی کیمرے خفیہ جگہ نصب کر دیئے گئے تھے۔ ان کیمروں کے علاوہ ہوٹلوں کے داخلی دروازے پر سیکورٹی گارڈ کے طور پر بلیک سیون کا ہی آدمی بیٹھا تھا اور اسے جی مشین بھی دی گئی تھی۔ ان انتظامات کے بعد ممکن نہیں تھا کہ علی عمران اور اس کے ساتھی ٹریس نہ ہوتے۔ ان انتظامات نے بلیک برڈ کو پوری طرح مطمئن کر دیا تھا۔

کئی ہوٹلوں میں انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد بلیک برڈ اب واپس اپنے ہیڈکوارٹر جا رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس کا موبائل فون ڈیش بورڈ پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے موبائل فون میں لگا ہوا ہینڈ فری اٹھا کر کان سے لگایا۔ کناڈا میں ڈرائیونگ کے دوران ہینڈ فری کے بغیر موبائل فون استعمال کرنا خلاف قانون تھا۔ وہ بلیک سیون جیسی با اختیار ایجنسی کا چیف ہونے کے باوجود

کوئی قانون شکنی نہیں کر سکتا تھا۔ ہینڈ فری کان میں لگانے کے بعد اس نے موبائل فون کا کال اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔

''بلیک برڈ سپیکنگ''...... کال اوکے کا بٹن پریس کرنے کے بعد اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس میں ٹیگورا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے ٹیگورا کی آواز سنائی دی۔

''ٹیگورا۔ میں تمہارے انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد واپس ہیڈکوارٹر جا رہا ہوں تم نے بہت شاندار انتظامات کئے ہیں''۔ بلیک برڈ نے ٹیگورا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو باس''...... دوسری طرف سے ٹیگورا کی خوشی سے معمور آواز سنائی دی۔

''ہاں ٹیگورا۔ تم نے فون کیوں کیا ہے''...... بلیک برڈ نے ٹیگورا سے پوچھا۔

''باس۔ مجھے شیران ہوٹل سے واٹسن نے اطلاع دی ہے کہ اس نے دو مشکوک افراد کو چیک کیا ہے''...... دوسری طرف سے ٹیگورا کی آواز سنائی دی۔

''دو مشکوک افراد۔ لیکن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی تعداد تو چھ ہے۔ جن میں پانچ مرد اور ایک سوئس نژاد لڑکی شامل ہے''۔ بلیک برڈ نے ٹیگورا سے کہا۔

''باس۔ وہ لوگ ایک ایک اور دو دو ہو کر بھی کناڈا آ سکتے

ہیں۔ الجھن کی بات یہ ہے کہ اگر وہ مشکوک ہیں تو پھر انہیں میک اپ میں ہونا چاہئے تھا اور اگر وہ میک اپ میں ہوتے تو انہیں ایئر پورٹ پر یا شیران ہوٹل کے داخلی دروازے پر مخصوص کیمرے یا جی مشین چیک کر لیتی لیکن ایسی بات نہیں ہوئی''...... ٹیگورا کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم صحیح کہہ رہی ہو۔ پھر واٹسن کی نظروں میں وہ دو افراد مشکوک کیوں ہیں''...... بلیک برڈ نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس۔ اس نے بس اتنا ہی کہا ہے کہ اس نے دو مشکوک آدمیوں کو چیک کیا ہے۔ جو کہ شیران ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہیں''...... ٹیگورا نے کہا۔

''اوکے۔ تم واٹسن سے کہو کہ وہ ان دو افراد کو بے ہوش کر کے روز کالونی کی کوٹھی میں پہنچا دے اس کے بعد تم انہیں جا کر چیک کر لو۔ اگر وہ واقعی مشکوک ہوں تو پھر مجھے بتا دینا۔ میں بھی روز کالونی آ جاؤں گا''...... بلیک برڈ نے ٹیگورا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے''...... ٹیگورا کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... بلیک برڈ نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی اور ہینڈ فری کان سے نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور سوچنے لگا کہ واٹسن نے ان دو افراد کو مشکوک کیوں کہا ہے۔

"عمران، صفدر، تنویر، جولیا، خاور اور جوزف تین گروپوں کی صورت میں کاٹووا پہنچے تھے۔ عمران نے ایئر پورٹ پر ہی ایک کسٹم آفیسر کے ہاتھ میں جی مشین دیکھ لی تھی۔ یہ جدید ترین مشین تھی جو اسلحہ چیک کرنے والی مشین جیسی تھی۔ اسے دیکھ کر لوگ سمجھ بھی یہی رہے تھے کہ اسلحہ چیک کیا جا رہا ہے لیکن عمران اس جدید مشین سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جی مشین ہے جو جدید سے جدید میک اپ کو بھی چیک کر لیتی ہے۔ اس مشین کو دیکھ کر بھی عمران مطمئن تھا کیونکہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو میک اپ کیا ہوا تھا وہ عمران کا بنایا ہوا تھا اور اسے کوئی بھی مشین چیک نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ مطمئن انداز میں کسٹم سے فارغ ہو کر ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آیا۔

صفدر اس کے ساتھ تھا۔ شیران ہوٹل پہنچنے کا فیصلہ انہوں نے

پہلے ہی کر لیا تھا۔ اس لئے صفدر اور عمران شیران ہوٹل پہنچ گئے۔ اپنے کاغذات کی رو سے وہ ایکریمین تھے۔ شیئرز کا بزنس کرتے تھے اور ورلڈ ٹورازم سوسائٹی کے باقاعدہ ممبر تھے۔ سوسائٹی کے اوریجنل ممبرز کارڈز ان کے پاس موجود تھے۔ ان کارڈز کو دیکھ کر ہوٹل میں ان سے زیادہ سوال و جواب بھی نہ کئے گئے۔ کمرے ان کے نام سے پہلے ہی ریزرو ہو چکے تھے۔ جولیا اور تنویر کے الگ الگ کمرے تھے۔ تین سو پانچ اور تین سو چھ، خاور اور جوزف کا تین سو دس، عمران اور صفدر کا تین سو پندرہ۔

شیران ہوٹل کے کمرے میں آ کر انہوں نے سب سے پہلے اپنے بیگ میز پر رکھ دیئے۔ ان کے پاس ورلڈ ٹورازم سوسائٹی کے ہی دو سیاحتی بیگ تھے۔ بیگ میز پر رکھنے کے بعد عمران نے ہوٹل کی روم سروس کو اپنے کمرے میں کافی بھجوانے کا آرڈر دیا۔ ان کے باقی ساتھی فی الحال ان کے کمرے میں نہیں آ سکتے تھے۔ کیونکہ عمران نے انہیں اکٹھے ہونے سے منع کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ جب تک وہ نہ کہے وہ ایک دوسرے کے کمرے میں نہ جائیں اور ایک دوسرے سے لاتعلق ہی رہیں۔ عمران کو کافی کا آرڈر دیئے تقریباً پانچ منٹ گزرے تھے کہ ان کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... عمران نے بلند آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ویٹر اندر آ گیا۔ ویٹر کے ہاتھ میں کافی کے برتن تھے۔ اس نے وہ برتن میز پر رکھے اور واپس چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو سنجیدہ رہتے ہوئے کافی دیر گزر گئی ہے۔ کیا آپ کو اختلاج قلب نہیں ہوا''...... جب ویٹر کافی کے برتن رکھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کافی کا ایک کپ بھی عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے کپ لے لیا۔

''تنویر ہمارے ساتھ نہیں ہے تو میری حسِ مزاح بھی آرام کر رہی ہے''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کی مسکراہٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ بیچارہ ٹھیک ہی گلہ کرتا ہے کہ آپ صرف اسے ہی مذاق کا نشانہ بناتے ہیں''...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب یہ میرا قصور تو نہیں ہے۔ میری حسِ مزاح کا قصور ہے''...... عمران نے اس سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ لوگ بھی ہوٹل پہنچ چکے ہوں گے''۔ صفدر نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ انہیں بھی پہنچ تو جانا چاہئے تھا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں ہاتھ لے لوں۔ پھر آپ بھی ہاتھ لے لیجئے گا۔ اس کے بعد کھانا منگوائیں گے۔ کیونکہ مجھے تو بھوک محسوس ہونے لگی ہے''...... صفدر نے کہا اور پھر کھڑا ہو گیا۔

''بھوک کے ذکر پر مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے''...... عمران نے کہا۔ صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ باتھ روم میں چلا گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ دونوں نہا کر فریش ہو چکے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ اب میں کھانے کا آرڈر دے دوں''۔ صفدر نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر نے ٹیلی فون اٹھا کر روم سروس کو اپنے کمرے میں کھانا بھجوانے کو کہا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ان کے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس کم ان''...... اس مرتبہ صفدر نے بلند آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ویٹر ایک بڑی ٹرے میں کھانا لے آیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور جس خاموشی سے وہ اندر آیا تھا اسی خاموشی سے واپس چلا گیا۔ وہ دونوں میز کے قریب رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے اور انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ ابھی انہوں نے آدھا کھانا ہی کھایا تھا کہ ان کا سر چکرانے لگا۔ پھر کمرہ انہیں گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ انہیں اندازہ ہو گیا کہ انہیں کھانے میں بے ہوشی کی دوا دی گئی ہے۔

دونوں نے کھانا چھوڑ دیا اور کرسیوں سے اٹھنے لگے جیسے ہی وہ کرسیوں سے اٹھنے لگے ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور وہ لہراتے ہوئے نیچے قالین پر گر پڑے۔ پھر عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کرسی پر پایا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز لگے

ہوئے تھے اور وہ ان راڈز کی وجہ سے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہیں دے سکتا تھا۔ خود کا جائزہ لینے کے بعد اس نے دائیں بائیں دیکھا اس کی بائیں جانب صفدر موجود تھا اور صفدر بھی عمران جیسی پوزیشن میں تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ عمران ہوش میں آ گیا تھا جبکہ صفدر ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔

صفدر کو دیکھنے کے بعد عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا۔ ان کی کرسیاں ایک دیوار کے ساتھ فٹ تھیں۔ ان دو کرسیوں کے علاوہ اسی قطار میں دو مزید کرسیاں تھیں اور ان چاروں کرسیوں کے سامنے ایک اور کرسی بھی رکھی ہوئی تھی۔ سامنے کی دیوار میں ایک الماری بھی نظر آ رہی تھی اور الماری کے ساتھ دیوار پر تشدد کرنے کے کئی آلات لٹکے ہوئے تھے۔ جن میں ایک خار دار کوڑا، ایک عام کوڑا، دو عدد لمبے پھل والے چاقو، جسم کو کسنے والا شکنجہ، ناخن اتارنے والا پلاس، بال کھینچنے والی مشین اور جسم میں سوراخ کر دینے والی ڈرل مشین شامل تھیں۔ عمران ابھی ان ہتھیاروں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یکدم چونک پڑا۔

”تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو کہ کمرہ نمبر تین سو پندرہ کے افراد مشکوک ہیں“...... واٹسن نے ویٹر سے پوچھا۔ کچھ دیر پہلے ویٹر نے واٹسن کو اطلاع دی تھی کہ اس نے شیران ہوٹل میں دو مشکوک افراد کو چیک کیا ہے۔ واٹسن نے یہ اطلاع ٹیگورا کو دی اور ٹیگورا نے اسے ہدایت کی کہ وہ ان مشکوک افراد کو روز کالونی کی کوٹھی نمبر سی ففٹی میں لے آئے۔ روز کالونی کی یہ کوٹھی بلیک سیون کا ایک خاص مرکز تھا۔ اب ٹیگورا کی ہدایت کے مطابق واٹسن ویٹر سے معلومات حاصل کر رہا تھا۔

”سر۔ یہ دونوں افراد ایکریمی ہیں لیکن جب میں انہیں کافی دے کر ان کے کمرے سے باہر آیا تو ابھی دروازے کے قریب ہی تھا کہ مجھے ان کی باتوں کی آواز سنائی دی۔ گو کہ ان کی آوازیں بہت ہی دھیمی تھیں لیکن مجھے محسوس ہو گیا کہ یہ ایکریمی زبان میں

بات نہیں کر رہے۔ میں چند لمحوں کے لئے دروازے پر رک گیا اور ان کی باتیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ مجھے صرف چند الفاظ سنائی دیئے جو ایکریمی ہرگز نہیں تھے بلکہ کافرستانی زبان کے تھے“۔ ویٹر نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کافرستانی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ کیا تم کافرستانی زبان جانتے ہو“...... واٹسن نے کہا۔

”سر۔ میں کافرستانی فلمیں دیکھتا رہتا ہوں۔ اس لئے کچھ کچھ اس زبان سے واقف ہوں“...... ویٹر نے کہا۔

”پھر تو یہ واقعی مشکوک لوگ ہیں۔ اب ہم نے انہیں اس طرح ہوٹل سے نکالنا ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگنا چاہئے“...... واٹسن نے ویٹر سے کہا۔

”اس کی تو ایک ہی صورت ہوسکتی ہے سر کہ ہم انہیں بے ہوش کر دیں اور پھر پچھلے دروازے سے انہیں باہر نکال دیں“...... ویٹر نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”میرے پاس گیس پسٹل ہے۔ میں ان کے کمرے میں گیس پھیلا دیتا ہوں۔ جس سے یہ بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر ہم انہیں کمرے سے نکال سکیں گے“...... واٹسن نے جیب میں سے گیس پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

”سر۔ کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملا کر دی جائے تو یہ زیادہ بہتر رہے

گا“...... ویٹر نے کہا تو واٹسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہونہہ۔ تمہارے پاس ہے بے ہوشی کی دوا“...... واٹسن نے اس سے پوچھا۔

”یس سر۔ میرے پاس بے ہوشی کی دوا موجود ہے“...... ویٹر نے جواب دیا۔

”اگر انہوں نے کھانا کمرے میں نہ منگوایا اور ہال میں بیٹھ کر کھانا کھایا تو پھر تم انہیں بے ہوشی کی دوا کیسے دو گے“...... واٹسن نے ویٹر سے پوچھا۔

”پھر تو مجبوری ہوگی سر۔ پھر ان کے کمرے میں گیس پھیلا کر انہیں بے ہوش کرنا پڑے گا“...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں واٹسن سے کہا۔

”اوکے۔ تم اپنی ڈیوٹی پر جاؤ۔ میں ادھر ہی سپیشل روم میں بیٹھا ہوا ہوں“...... واٹسن نے ویٹر سے کہا۔ ویٹر نے اسے سلام کیا اور پھر وہ سپیشل روم سے باہر چلا گیا۔ واٹسن کے سامنے شراب کی ایک بوتل، سوڈا واٹر کی ایک بوتل اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ ویٹر کی اگلی رپورٹ تک وہ فارغ ہی تھا۔ اس لئے اس نے شراب کا گلاس تیار کیا اور شراب سپ کرنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ویٹر اس کے سامنے آیا تو اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے۔

”کیا ہوا کیا تم نے ان مشکوک افراد کو بے ہوش کر دیا“۔ واٹسن نے ویٹر کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ وہ دونوں اس وقت آپ کے کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... ویٹر نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں مس ٹیگورا اور باس سے تمہاری تعریف کر کے تمہیں انعام دلاؤں گا"...... واٹسن نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا تو ویٹر خوش ہو گیا۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو۔ میرے لئے تو آپ ہی باس ہیں"۔ ویٹر نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کو کمرے سے باہر نکالنے کا انتظام بھی تم نے کیا ہے"...... واٹسن نے ویٹر سے پوچھا۔

"یس سر۔ ہم انہیں کمرے کی پچھلی کھڑکی سے کمرے سے باہر نکالیں گے۔ پچھلی سائیڈ پر تنگ سی گیلری ہے اور اس گیلری کے اختتام پر ہی پچھلا دروازہ پھر سیڑھیاں ہیں اور سیڑھیاں گلی کے دروازے پر ختم ہو جاتی ہیں اور یہ تمام راستہ تقریباً سنسان ہی رہتا ہے اور کسی ایمرجنسی کے لئے یہ دروازہ بنایا گیا ہے"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں پچھلے راستے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی محفوظ طریقہ ہے۔ میں اپنی کار کو عقبی گلی میں لے آتا ہوں تم اس دوران عقبی دروازہ کھول دو"...... واٹسن نے ویٹر سے کہا اور پھر وہ سپیشل روم سے باہر آ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ شیران ہوٹل کی پارکنگ میں آ کر اس نے اپنی کار پارکنگ سے باہر نکالی اور پھر کار کو ہوٹل کی عقبی سمت میں لے آیا۔

گلی اتنی کشادہ نہیں تھی کہ کار اندر داخل ہو کر موڑ کاٹ سکتی لہٰذا اس نے بیک کر کے کار گلی میں داخل کر دی اور پھر اندازے کے مطابق وہ ہوٹل کے عقبی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس نے کار روکی عقبی دروازہ کھلا اور ویٹر کی صورت دکھائی دی۔

"سر۔ ادھر سے آ جائیں"...... ویٹر نے اس سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکال کر اپنی جیب میں ڈالا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور ویٹر کے ساتھ ہوٹل کے عقبی دروازے میں داخل ہو گیا۔

ویٹر کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ تیسری منزل تک پہنچا۔ اوپر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہ کمروں کی عقبی سمت میں تھا۔ یہاں چھوٹی سی گیلری تھی جو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلی گئی تھی۔ ویٹر اسے ساتھ لے کر آگے بڑھنے لگا۔ پھر ایک کھڑکی کے قریب پہنچ کر ویٹر رک گیا اور اس نے کھڑکی پر دباؤ ڈالا۔ کھڑکی کھل گئی۔ اس نے اندر جھانکا اور پھر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

واٹسن نے اس کی پیروی کی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ دو افراد بے ہوش فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ واٹسن نے جیب میں سے رسی کا بنڈل نکالا اور پھر اس نے ایک نوجوان کے ہاتھ رسی سے اپنے مخصوص طریقے سے باندھ دیئے۔ اب یہ رسی بڑے سے بڑا فنکار بھی نہیں کھول سکتا تھا۔ ایک آدمی کو

باندھنے کے بعد واٹسن دوسرے آدمی کی طرف بڑھا۔ اور اس نے دوسرے آدمی کو بھی باندھ دیا۔

''اب ذرا دونوں سائیڈوں سے باہر کا جائزہ لے لو''...... واٹسن نے ویٹر سے کہا تو اس نے پہلے دروازے سے باہر نکل کر دیکھا اور پھر واپس کمرے میں آ کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔ کھڑکی سے اس نے سر باہر نکال کر دائیں بائیں دیکھا۔

''آل اوکے ہے سر''...... ویٹر نے واٹسن سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایک آدمی کو تم اٹھا لو اور دوسرے آدمی کو میں اٹھا لیتا ہوں''۔ واٹسن نے ویٹر سے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا جبکہ دوسرے آدمی کو ویٹر نے اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ کمرے کی کھڑکی سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں کار تک پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے دونوں بے ہوش آدمیوں کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ ایک تو کار کی پچھلی سیٹ پر گرا اور دوسرا سیٹ سے نیچے گر گیا۔

''اب تم واپس جاؤ اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ ہوٹل سے دو گیسٹ اغوا ہو چکے ہیں''...... واٹسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں سمجھتا ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں اور ہاں باس۔ کیا آپ ان دو آدمیوں کو ہیڈکوارٹر لے جا رہے ہیں''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں انہیں روز کالونی لے جا رہا ہوں''...... واٹسن نے کہا اور پھر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا جبکہ ویٹر واپس ہوٹل کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا واٹسن نے کار اسٹارٹ کی اور پھر وہ گلی سے باہر نکل آیا۔ پھر کچھ دیر بعد اس کی کار روز کالونی پہنچ گئی۔ سی ففٹی کے گیٹ پر پہنچ کر واٹسن نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی دکھائی دیا۔ واٹسن کو دیکھ کر اس نے کھڑکی بند کر دی اور پھر اگلے ہی لمحے گیٹ کھل گیا۔ واٹسن نے کوٹھی میں داخل ہو کر کار ایک طرف کھڑی کر دی اور خود کار سے نیچے اترا۔

''کار میں دو بے ہوش افراد پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اٹھا کر ٹارچنگ روم میں پہنچا دو۔ میں مس ٹیگورا کو اطلاع کرتا ہوں''۔ واٹسن نے قریب آنے والے ایک سیکورٹی گارڈ سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو واٹسن ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ سیکورٹی گارڈ نے اپنے ایک اور ساتھی کو بلا لیا اور وہ کار کا دروازہ کھول کر بے ہوش افراد کو اٹھانے لگے۔ واٹسن آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک لڑکی میز کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میز پر انٹرکام سفید اور اورنج کلر کے دو فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی واٹسن کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اپنی کرسی پر سے

کھڑی ہو گئی۔

''ہیلو سر''...... لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں واٹسن کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

''ہائے''...... واٹسن نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''فلورا۔ مس ٹیگورا کا فون نمبر ملا کر رسیور مجھے دو''...... واٹسن نے لڑکی سے کہا جس کا نام فلورا تھا۔

''اوکے سر''...... فلورا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ٹیگورا کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ جب دوسری طرف بیل جانے لگی تو اس نے رسیور واٹسن کی طرف بڑھا دیا۔

''سر۔ بیل جا رہی ہے''......فلورا نے واٹسن سے کہا تو اس نے رسیور لے لیا۔

''ٹیگورا سپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد ٹیگورا کی آواز سنائی دی۔

''مس۔ میں واٹسن بول رہا ہوں''...... واٹسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس واٹسن۔ کیسا رہا''...... دوسری طرف سے ٹیگورا نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

''مس۔ وہ دونوں اس وقت روز کالونی پہنچ چکے ہیں''۔ واٹسن

نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں خود روز کالونی آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے ٹیگورا کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی تو واٹسن نے بھی رسیور فلورا کو دے دیا۔

''مس ٹیگورا یہاں آ رہی ہیں''...... واٹسن نے فلورا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کوٹھی کے سیکورٹی کیبن کا نمبر پریس کر دیا۔

''ماسٹر۔ مس ٹیگورا یہاں تشریف لا رہی ہیں''...... رابطہ ملنے پر اس نے صرف اتنا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا ماسٹر اس کوٹھی کا سیکورٹی انچارج تھا اور اسے اس لئے کال کی تھی تاکہ وہ اور اس کے ساتھی انتہائی چوکس ہو جائیں۔ پھر تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد فلورا کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ٹیگورا ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ دو مسلح آدمی تھے۔ ٹیگورا کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر فلورا اور واٹسن ادب سے کھڑے ہو گئے جبکہ فلورا نے تو اپنی سیٹ بھی چھوڑ دی۔ ٹیگورا اس کی سیٹ پر جا بیٹھی۔

''ہاں واٹسن۔ تم دوبارہ بتاؤ کہ تمہاری نظر میں وہ دو افراد کیوں مشکوک ہیں''...... ٹیگورا نے واٹسن سے پوچھا تو اس نے اپنی باتیں دوہرا دیں۔

''اگر یہ آدمی میک اپ میں ہوتے تو مخصوص کیمروں اور جی

مشین نے ان کی نشاندہی کر دینی تھی۔ بہرحال ان سے پوچھ گچھ تو کرتے ہیں کہ وہ کافرستانی زبان کیوں بول رہے تھے''...... ٹیگورا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فلورا کی طرف دیکھا۔

''فلورا۔ سیکورٹی آفس کا نمبر کیا ہے''...... ٹیگورا نے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو فلورا نے نمبر بتا دیا۔ ٹیگورا نے فلورا کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا اور رسیور کان سے لگا لیا۔

''یس سر۔ سیکورٹی آفس''...... دوسری طرف سے ماسٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ماسٹر صاحب۔ میں ٹیگورا بول رہی ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ قیدیوں کی کیا پوزیشن ہے''...... ٹیگورا نے کہا۔

''مس۔ دونوں قیدی بے ہوش ہیں اور ہم نے انہیں راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا ہے۔ اب وہ معمولی سی حرکت کرنے سے بھی قاصر ہیں''...... دوسری طرف سے ماسٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آپ اپنے دو تین مسلح ساتھیوں کے ساتھ ٹارچنگ روم پہنچیں میں وہاں آ رہی ہوں''...... ٹیگورا نے ماسٹر سے کہا۔

''اوکے مس''...... ماسٹر نے کہا تو ٹیگورا نے انٹرکام کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''واٹسن۔ تم بھی میرے ساتھ آؤ''...... ٹیگورا نے تحکمانہ لہجے میں واٹسن سے کہا۔

''اوکے مس''...... واٹسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ٹیگورا کرسی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

''میرے لئے کیا حکم ہے مس''...... فلورا نے ٹیگورا کو دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا۔

''تم اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ریسٹ کرو''...... ٹیگورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ واٹسن بھی اس کے ساتھ ہی فلورا کے کمرے سے باہر آ گیا اور پھر چند لمحوں میں ہی وہ دونوں ٹارچنگ روم میں پہنچ گئے۔ ٹارچنگ روم میں ایک ہی قطار میں چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ راڈز والی کرسیاں تھیں۔ ان چار کرسیوں میں سے دو کرسیوں پر دو ایکریمین نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پورے جسم راڈز سے جکڑے ہوئے تھے اور ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہیں۔ ٹیگورا چند لمحے تو انہیں غور سے دیکھتی رہی لیکن اسے اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ نوجوان میک اپ میں ہیں یا نہیں۔ جب کافی دیر تک وہ یہ اندازہ نہ لگا سکی تو اس نے ماسٹر کی طرف دیکھا۔

''انہیں۔ ہوش میں لے آؤ''...... ٹیگورا نے تحکمانہ انداز میں ماسٹر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ الماری کی طرف بڑھا۔

''مس۔ انہیں کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملا کر بے ہوش کیا تھا اس لئے یہ انجکشن کے بغیر ہوش میں آ سکتے ہیں''...... واٹسن نے ماسٹر کو الماری کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔ اس کی بات سن کر ماسٹر

رک گیا۔

"ہونہہ۔ تو پھر تم ہی انہیں ہوش میں لاؤ"...... ٹیگورا نے واٹسن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس مس"...... ٹیگورا نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر وہ ایک آدمی کی طرف بڑھا۔ اس نے اس آدمی پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ تقریباً ساتویں آٹھویں تھپڑ پر اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو وہ دوسرے آدمی کی طرف بڑھا اور اس نے وہی سلوک اس دوسرے آدمی کے ساتھ کیا اور جب اس کے جسم میں بھی حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ ٹیگورا نے اطمینان میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ان دونوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ ان کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات دیکھ کر ٹیگورا کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھرے۔ علی عمران اور اس کے ساتھی اس طرح خوفزدہ نہیں ہو سکتے تھے۔

"کک۔ کک کون ہو تم اور تم نے ہمیں اس طرح باندھا ہوا کیوں ہے اور ان آدمیوں کے ہاتھوں میں اتنی خوفناک گنیں کیوں ہیں"...... ان میں سے ایک آدمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا تو ٹیگورا کی مایوسی مزید بڑھ گئی۔ اس نے تو سنا تھا کہ علی عمران مشکل سے مشکل حالات میں بھی نہیں گھبراتا اور اگر موت اس کے سامنے آ جائے تو وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے لیکن یہ تو دونوں ہی نوجوان خوف زدہ ہو گئے تھے اور خوف کی وجہ

سے ان کے بدن بھی کپکپانے لگے تھے۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھی ہو"...... ٹیگورا نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر ان کا تعلق علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا تو یہ علی عمران کا نام سن کر حیرت کا اظہار کریں گے لیکن ٹیگورا کا جملہ سن کر ان کی آنکھوں میں حیرت کی معمولی سی رمق بھی پیدا نہ ہوئی۔

"پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران۔ یہ کون ہے"...... ایک آدمی نے پہلے سے بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹیگورا بلیک سیون کی سیکنڈ چیف تھی۔ وہ آنکھوں اور چہرے کے معمولی تاثرات سے بھی سچ اور جھوٹ میں تمیز کر لیتی تھی اس نوجوان کے جملے سے بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

"واٹسن۔ تمہارے پاس میک اپ واشر موجود ہے"...... ٹیگورا نے اس مرتبہ واٹسن سے کہا۔

"یس مس۔ جدید میک اپ واشر اسی کمرے میں موجود ہے"۔ واٹسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ لے آؤ۔ ان کا جھوٹ اور سچ ابھی ثابت ہو جائے گا۔ یہ کس وقت تک جھوٹ بولتے رہیں گے"...... ٹیگورا نے واٹسن سے کہا۔ وہ مخاطب تو واٹسن سے تھی لیکن اس کی تیز نظریں ان دونوں کی آنکھوں میں تھیں۔ اس کی بات سن کر بھی ان دونوں کے

چہروں پر کوئی تاثر نہ ابھرا۔ تو وہ مزید تذبذب کا شکار ہو گئی۔ جبکہ وائسن ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک جدید ترین میک اپ واشر نکال لیا۔

پھر وہ دونوں افراد کی طرف بڑھا۔ میک اپ واشر میں ایک تار لگی تھی اور تار کے دوسرے سرے پر لیزر کی ٹوپی لگی ہوئی تھی۔ وائسن نے ٹوپی ایک آدمی کے منہ پر چڑھا دی اور ٹوپی میں لگے ہوئے بٹن بند کر دیئے۔ پھر اس نے مشین میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ایسی آواز ابھری جیسے ڈرل مشین کے چلنے کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ تقریباً ایک منٹ تک یہ آواز آتی رہی۔ پھر وائسن نے بٹن دبایا تو آواز بند ہو گئی اور وائسن نے اس آدمی کے سر سے ٹوپی اتار لی۔ ٹوپی اتارنے کے بعد اس آدمی کا چہرہ دیکھ کر ٹیگورا مزید مایوس ہو گئی اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ افراد اس کے مطلوبہ افراد نہیں ہیں۔ شیران ہوٹل کے ویٹر کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ اس میک اپ واشر کے سامنے کوئی بھی میک اپ برقرار نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ جدید ترین میک اپ واشر تھا اور صرف دو ماہ پہلے ہی ان کے اپنے سائنس دانوں نے اسے متعارف کرایا تھا اور انہوں نے اس میک اپ واشر کے بارے میں دعویٰ کیا تھا کہ یہ ہر قسم کے جدید سے جدید میک اپ کو بھی واش کر دے گا۔

''اس دوسرے آدمی کا بھی میک اپ چیک کرو''...... ٹیگورا نے وائسن سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مس''...... وائسن نے کہا اور پھر اس نے دوسرے آدمی کو بھی پہلے جیسے عمل سے گزارا۔ جب دوسرے آدمی کے چہرے سے ٹوپی اتاری گئی تو اس کا چہرہ بھی پہلے جیسا ہی تھا۔

''اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم ہوٹل میں کافرستانی زبان کیوں بول رہے تھے''...... ٹیگورا نے چند لمحے مایوس رہنے کے بعد ان دونوں آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کافرستانی زبان ہماری پسندیدہ زبان ہے۔ ہم سال میں ایک مہینہ کافرستان میں گزارتے ہیں کیونکہ کافرستان کی وادی مشکبار بہت ہی خوبصورت ہے۔ ہم ہر سال وہاں جاتے ہیں اور اب کناڈا کے بعد بھی ہم نے وہاں جانا ہے اس لئے ہم آپس میں کبھی کبھی کافرستانی بول کر اس زبان کی پریکٹس کرتے ہیں۔ کیا یہ کوئی سنگین جرم ہے''...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔ ٹیگورا سے زیادہ تر باتیں وہی کر رہا تھا۔

''اچھا۔ تمہارے نام کیا ہے''...... ٹیگورا نے اس سے پوچھا۔ اس مرتبہ اس کا لہجہ بہت نرم تھا۔

''ہم رائٹ برادرز ہیں۔ میرا نام جان رائٹ اور اس کا نام جان ریڈ ہے''...... زیادہ بولنے والے نے کہا۔

''رائٹ برادرز۔ اب تم اسی طرح ریسٹ کرو۔ میں تمہارے بارے میں اپنے باس سے ہدایات لے لوں۔ اگر انہوں نے کہا کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تو پھر تمہیں بے ہوش کر کے کسی سڑک

پر پھینک دیا جائے گا اور اگر انہوں نے تمہارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے تو پھر بھی تمہیں سڑک پر ہی پھینک دیا جائے گا لیکن گولی مارنے کے بعد“...... ٹیگورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

”ہم نے تو اپنا مکمل تعارف کرا دیا ہے لیکن تم نے اپنا نام نہیں بتایا“...... اس مرتبہ جان رائٹ نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا نام ٹیگورا ہے ویسے مجھے موت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ میں انسانوں کو عبرت ناک موت مارتی ہوں“۔ ٹیگورا نے موبائل فون کے کی پیڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”باس۔ ٹیگورا بول رہی ہوں“...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی تو ٹیگورا نے کہا۔

”ہاں ٹیگورا۔ ان مشکوک آدمیوں نے اپنی اصلیت بتائی“۔ دوسری طرف سے باس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ میں نے جدید ترین میک اپ واشر سے ان کے میک اپ چیک کئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سائنس دانوں نے انتہائی جدید میک اپ واشر بنایا ہے جو ہر قسم کے میک اپ کو واش کر دیتا ہے۔ میک اپ واشر سے نِل رپورٹ ملی ہے باس اور میں نے ان سے پوچھ گچھ بھی کی ہے۔ یہ ہمارے مطلوبہ آدمی نہیں ہیں“...... ٹیگورا نے مؤدبانہ انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”پھر شیران ہوٹل کے ویٹر نے غلط رپورٹ کیوں دی“۔ دوسری طرف سے بلیک برڈ کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”باس۔ اس کا قصور بھی نہیں ہے۔ یہ دونوں افراد کافرستانی زبان میں بھی بات کر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے شیران ہوٹل کا ویٹر ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا“...... ٹیگورا نے ویٹر کا دفاع کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ ویٹر کا دفاع نہ کرتی تو بلیک برڈ نے ابھی اس کی موت کا حکم دے دینا تھا۔

”یہ ایکریمین ہو کر کافرستانی زبان میں کیوں بات کرتے ہیں“۔ دوسری طرف سے بلیک برڈ نے کہا۔

”باس۔ یہ بھی میں نے تسلی کر لی ہے۔ یہ دونوں ورلڈ ٹورازم سوسائٹی کے لائف ممبر ہیں اور یہ کافرستان جاتے رہتے ہیں کیونکہ کافرستان ان کا پسندیدہ ملک ہے اس لئے یہ کافرستانی زبان بھی بولتے ہیں“...... ٹیگورا نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم نے اپنا اطمینان کر لیا ہے کہ یہ مشکوک افراد نہیں ہیں“...... دوسری طرف سے بلیک برڈ نے کہا۔

”یس باس۔ میں مکمل انوسٹی گیشن کر چکی ہوں اور مطمئن ہوں کہ یہ ہمارے مطلوبہ افراد نہیں ہیں“...... ٹیگورا نے اطمینان بھرے لہجے میں بلیک برڈ سے کہا۔

”اوکے۔ پھر انہیں ابھی گولیاں مار دو اور ان کی لاشیں فٹ پاتھ پر پھینک دو“...... بلیک برڈ نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ٹیگورا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کال منقطع ہوگئی تو اس نے بھی موبائل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

"باس نے تمہارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے ہیں"...... ٹیگورا نے ان دونوں افراد سے اس طرح مخاطب ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ انہیں موت کی خبر نہیں بلکہ انہیں ترقی کی خبر سنا رہی ہو۔

"لیکن ہمارا قصور۔ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... جان رائٹ نے خوفزدہ لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا قصور یہ ہے کہ تم ایکریمین ہو کر کافرستانی زبان میں بات کر رہے تھے"...... ٹیگورا نے سفاکانہ انداز میں کہا تو ان دونوں کے چہروں پر زلزلے کے سے آثار نمودار ہو گئے۔

"ہم ورلڈ ٹورازم سوسائٹی کے ممبر ہیں اور ایکریمی شہری ہیں۔ جب ہماری لاشیں فٹ پاتھ پر ملیں گی تو ہماری تنظیم اور ہمارا ملک ایک ہنگامہ کھڑا کر دے گا اور تمہیں اس وقت بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا اس جرم پر تمہیں ایکریمیا طلب بھی کر لے"...... جان رائٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں ٹیگورا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہم کوئی ایشیائی ملک نہیں ہیں کہ تمہاری حکومت ہمارا کوئی آدمی طلب کر لے گی اور ہماری حکومت ہاتھ باندھ کر وہ آدمی تمہاری حکومت کے حوالے کر دے گی"...... ٹیگورا نے طنزیہ لہجے

میں کہا۔

"لیکن ہماری لاشیں ملنے پر ہماری حکومت اور ورلڈ ٹورازم ایک ہنگامہ ضرور کرے گی۔ ہم اپنی تنظیم کو اپنا ٹور پروگرام دے کر آئیں ہیں"...... جان رائٹ نے ٹیگورا سے کہا تو وہ سوچنے لگی۔

"اوکے۔ اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ ہم تمہاری لاشوں کو فٹ پاتھ پر پھینکنے کی بجائے برقی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ جہاں تمہاری ہڈیاں بھی جل کر کوئلے میں بدل جائیں گی۔ پھر نہ تو تمہاری لاشیں ملیں گی اور نہ ہی تمہاری حکومت اور تمہاری سوسائٹی کوئی شور مچائے گی۔ ہماری حکومت سمیت کسی کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ تم کہاں ہو"...... اس مرتبہ ٹیگورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ریوالور ہاتھ میں آتے ہی اس کی آنکھوں میں سفاکانہ چمک بھی پیدا ہو گئی۔

''خاور صاحب۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں ذرا باس کے کمرے کا چکر لگا آؤں''...... جوزف نے خاور سے کہا۔

''لیکن عمران صاحب نے منع کیا ہوا ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے نہیں ملنا''...... خاور نے جوزف سے کہا۔

''میں باس سے ملنے تو نہیں جا رہا۔ بس اسے ایک نظر دیکھنے جا رہا ہوں''...... جوزف نے معصومیت سے کہا۔ جوزف بھی اس وقت ایکریمین میک اپ میں ہی تھا۔ وہ دیوہیکل تو تھا لیکن افریقی حبشی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

''اچھا۔ تمہارا دل چاہتا ہے تو ہو آؤ لیکن اپنی ذمہ داری پر۔ اگر عمران صاحب نے مجھ سے پوچھا تو میں انہیں کہہ دوں گا کہ میں نے تمہیں منع کیا تھا''...... خاور نے جوزف سے کہا۔

''خاور صاحب۔ نجانے کیا بات ہے۔ اس وقت میرا دل شدت

سے چاہتا ہے کہ میں باس کو دیکھوں۔ میں بس ان کے کمرے کا دروازہ کھول کر انہیں دیکھوں گا اور واپس آ جاؤں گا اور اس دوران یہ بھی دھیان رکھوں گا کہ کوئی مجھے دیکھ نہ لے''...... جوزف نے منت بھرے لہجے میں خاور سے کہا۔ وہ سبھی جوزف کی عمران سے دلی وابستگی جانتے تھے اس لئے جوزف نے اصرار کیا تو خاور نے اسے منع نہ کیا۔

''اوکے۔ ہو آؤ۔ لیکن ارد گرد کا خیال رکھنا''...... خاور نے جوزف سے کہا۔

''اوکے خاور صاحب۔ تھینک یو''...... جوزف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے کمرے سے باہر آ گیا۔ کمرے دو قطاروں میں تھے اور درمیان میں کشادہ سی گیلری تھی۔ اسے معلوم تھا کہ صفدر اور عمران کے کمرے کا نمبر تین سو پندرہ ہے۔ اس لئے وہ کمرہ نمبر تین سو پندرہ کی طرف بڑھا چلتے چلتے اس نے اپنے آگے پیچھے نظر دوڑائی۔ گیلری میں اس وقت کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جوزف کمرہ نمبر تین سو پندرہ کے دروازے پر پہنچا اور اس نے ایک بار پھر آگے پیچھے دیکھا۔ اب بھی وہاں کوئی نہیں تھا اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے اندر جھانکا اندر نہ عمران تھا اور نہ صفدر۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسے بے ہوش کر دینے والی دوا کی بو محسوس ہوئی اور یہ بو بھی صرف وہی محسوس کر سکتا تھا وہ جلدی سے کھانے کے برتنوں کی طرف بڑھا اور اسے یہ بو

کھانے میں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ صفدر اور عمران کو کھانے میں بے ہوشی کی دوائی دی گئی ہے۔ کھانے کے برتن چیک کرنے کے بعد جوزف تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ خاور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''کیا بات ہے جوزف۔ تم پریشان لگ رہے ہو''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں جوزف سے پوچھا۔

''خاور صاحب۔ باس اور صفدر صاحب اغوا ہو چکے ہیں''۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیسے''...... خاور نے چونکتے ہوئے لہجے میں جوزف سے پوچھا۔

''باس اور صفدر صاحب اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں''۔ جوزف نے خاور سے کہا۔

''اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ اغوا ہو چکے ہیں۔ وہ خود بھی تو کہیں جا سکتے ہیں''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خاور صاحب۔ وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے اور کھانا انہوں نے ادھورا چھوڑ دیا اور ان کے کھانے میں سے بے ہوش کر دینے والی دوا کی بو آ رہی ہے''...... جوزف نے کہا تو اس مرتبہ خاور خاموش رہا۔ کیونکہ وہ بھی جوزف کی اس صلاحیت سے واقف تھا کہ جو خوشبو یا بو عام انسانوں کو محسوس نہیں ہوتی تھی وہ جوزف

محسوس کر لیتا تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ انہیں ویٹر کی مدد سے اغوا کیا گیا ہے''...... خاور نے سوچتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ خاور صاحب۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ باس اور صفدر کو ویٹر نے اغوا کرایا ہے''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ یکدم ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے کندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا۔ جس نے ویٹر کی وردی پہنچ رکھی تھی۔

''خاور صاحب۔ یہ باس کے کمرے میں تھا اور کھانے کے برتن اٹھا رہا تھا''...... جوزف نے خاور سے کہا۔

''اس کا مطلب تو یہی ہے کہ اسی نے صفدر اور عمران صاحب کو اغوا کرایا ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ اسی کمبخت نے باس کو اغوا کرایا ہے۔ میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو فرش پر پٹخ دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ بیٹھتے ہی جوزف نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا۔ یہ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ ویٹر کا گال پھٹ گیا اور خون رسنے لگا۔ ساتھ ہی اسے ہوش بھی آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے چیخ بھی مارنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے چیخ اس کے حلق میں ہی دب گئی۔

''میرے سوال کا جواب سر ہلا کر صرف ہاں یا ناں میں دینا۔ یہ بتاؤ کہ کمرہ نمبر تین سو پندرہ کے مسافروں کو تم نے اغوا کرایا ہے''...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا۔

''اس نے آہستہ سے انداز میں انکار کی صورت میں سر ہلا دیا تو جوزف کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔ اس نے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالا اور جیب میں سے ایک خنجر نکال لیا۔

''جب تمہاری دونوں آنکھیں نکل جائیں گی تو پھر تم سچ بتاؤ گے''...... جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔ جوزف کا جارحانہ لہجہ اور انداز دیکھ کر ویٹر کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات تو ابھرے لیکن اس نے اثبات میں سر نہ ہلایا۔ جوزف نے وہ خنجر ویٹر کی ایک آنکھ میں اتار دیا۔ ویٹر کی آنکھ باہر نکل آئی اور اس نے تڑپنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اسے تڑپنے نہ دیا اس نے ویٹر کو اچھی طرح قابو کر لیا تھا۔ ویٹر چند لمحے تو تڑپنے کی کوشش کرتا رہا پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا جوزف نے پہلے سے بھی زیادہ زور دار تھپڑ اس کے دوسرے گال پر مارا۔ ویٹر چیخ مار کر ہوش میں آ گیا لیکن یہ چیخ بھی جوزف کی ہتھیلی میں دب گئی کیونکہ جوزف نے ابھی تک اس کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور ایسا اس نے اس لئے کیا ہوا تھا کہ اس ہوٹل کے کمرے اسے ساؤنڈ پروف نہیں لگ رہے تھے۔

''اب تمہیں ہوش آ گیا ہے تو دیکھو کہ میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال رہا ہوں''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے خنجر ایک بار پھر بلند کیا۔ ویٹر کی اکلوتی آنکھ خوف سے پھٹنے لگی۔ تو جوزف سفاکانہ انداز میں مسکرایا۔

''اندھے ہونے سے بہتر ہے کہ بتا دو۔ سچ سچ بتا دو''۔ جوزف نے سرد لہجے میں کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''گڈ۔ اب میں تمہارے منہ سے ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔ تم نے اتنا بتانا ہے کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے لیکن اگر تم نے چیخنے کی کوشش کی تو یہ خنجر تمہاری گردن میں اتر جائے گا اور اگر تم نے چیخے بغیر بتا دیا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں ہلاک نہیں کیا جائے گا''۔ جوزف نے اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ بتاؤ کہ انہیں اغوا کر کے کون لے گیا ہے اور کہاں لے گیا ہے''...... جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ویٹر کے منہ سے معمولی سا ہاتھ ہٹایا۔

''انہیں بلیک سیون کا آدمی واٹسن لے گیا ہے۔ روز کالونی کی کوٹھی نمبر ففٹی میں''...... ویٹر نے جواب دیا جوزف نے خنجر واپس جیب میں رکھ لیا اور اس نے دوبارہ ویٹر کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا

''دیکھو۔ میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں اور تمہیں خنجر نہیں مار رہا۔ ہم جیسے وعدے کے پکے تم نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے ہوں گے''...... اس مرتبہ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ

ہی اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے ویٹر کی گردن پکڑی اور جھٹکا دے دیا۔ ویٹر کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ ویٹر کی گردن کی ہڈی توڑنے کے بعد جوزف نے اسے چھوڑ دیا تو وہ تڑپنے لگا۔

''میں تنویر اور مس جولیا کو بلا لاتا ہوں''...... خاور نے جوزف سے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ جوزف نے تڑپتے ہوئے ویٹر کو اٹھایا اور پھر گیلری میں آ گیا۔ اس نے ویٹر کو گھمایا اور زور سے دور پھینک دیا اور پھر واپس کمرے میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ واپس کمرے میں آیا خاور تنویر اور جولیا کو بلا لایا تھا اور اس نے انہیں حالات بھی بتا دیئے تھی۔

''ویٹر کی لاش کہاں ہے''...... خاور نے جوزف سے پوچھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اس کی لاش کہیں دور سڑک پر جا گری ہے۔ اب کوئی اینگل سے بھی اندازہ نہیں لگا سکے گا کہ کس کمرے سے پھینکا گیا ہے''۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو باقی سب بھی مسکرانے لگے۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں جلد از جلد روز کالونی پہنچنا چاہئے۔ کہیں وہ لوگ عمران اور صفدر کو نقصان نہ پہنچا دیں''...... جولیا نے فکر مند لہجے میں ان سے کہا۔

''صفدر اور عمران ان کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں کہ وہ انہیں نقصان پہنچا دیں''......تنویر نے کہا۔

''کچھ بھی ہو ہمیں تو کوشش جلد کرنی چاہئے''...... خاور نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں مشین پسٹل کی موجودگی کا بھی اطمینان کیا۔ اسے دیکھ کر سب نے ہی مشین پسٹل چیک کئے۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں گیس پسٹل بھی لے لینے چاہئے۔ دن کا وقت ہے اور ہمیں اسی سے کام لینا چاہئے''...... جولیا نے کہا تو تنویر اور خاور نے بھی اثبات میں سر ہلائے اور پھر خاور نے اپنے بیگ میں سے گیس پسٹل بھی نکال کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر چند لمحوں بعد وہ ایک ایک کر کے ہوٹل سے باہر پہنچ چکے تھے۔ کچھ فاصلے پر ہی انہیں ٹیکسی سٹینڈ نظر آ رہا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں میں ہی روز کالونی پہنچنا چاہئے''...... جولیا نے ان سے کہا۔

''مس جولیا۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں''...... خاور نے جولیا سے کہا۔

''ہاں۔ یہی بہتر رہے گا''...... جولیا نے کہا تو وہ پہلے کی طرح دو گروپ بن گئے۔ تنویر اور جولیا الگ ہو کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھے جبکہ خاور اور جوزف ان سے الگ ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ خاور اور جوزف دھیمے قدموں سے چل رہے تھے۔ انہوں نے جولیا اور تنویر کو ایک ٹیکسی میں بیٹھتے اور پھر ٹیکسی کو آگے بڑھتے دیکھا تو وہ بھی ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچ گئے۔ وہ لائن میں لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھے تو ٹیکسی آگے بڑھی اور اسٹینڈ سے باہر نکل

آئی۔

''سر۔ آپ کہاں جائیں گے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے پوچھا۔

''روز کالونی چلو''...... خاور نے اسے اپنی منزل کے بارے میں بتایا تو ٹیکسی تیز ہو گئی اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ہی ٹیکسی آہستہ ہو گئی۔

''سر۔ روز کالونی آ گئی ہے۔ آپ کہاں اتریں گے''...... ٹیکسی آہستہ کرنے کے بعد ڈرائیور نے ان سے پوچھا۔

''بس۔ پہلے ہی چوک پر اتار دو''...... خاور نے ڈرائیور سے کہا تو چند لمحوں بعد ٹیکسی رک گئی۔ خاور نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اترے۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو خاور اور جوزف کوٹھیوں کی قطار کی طرف بڑھے۔ کچھ فاصلے پر انہیں تنویر اور جولیا بھی نظر آ گئے۔ تنویر اور جولیا کے علاوہ دوسرے لوگ بھی آ جا رہے تھے اور سڑک پر ٹریفک کا بہاؤ بھی جاری تھا۔ تنویر اور جولیا آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔ انہوں نے عقابی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیا لیکن کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس علاقے میں صرف وہی ایکریمی ہی نظر نہیں آ رہے تھے بلکہ چند اور ایکریمی بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''سامنے کی طرف سے تو رش ہے ہمیں بیک سائیڈ کا جائزہ لینا ہو گا''...... جولیا نے خاور سے کہا۔ خاور نے زبان سے تو کوئی

جواب نہ دیا البتہ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہم نے پچاس نمبر کا جائزہ لے لیا ہے اور اب اس کی عقبی طرف جا رہے ہیں''...... اس مرتبہ تنویر نے کہا۔ پھر تنویر اور جولیا ایک طرف بڑھ گئے۔ خاور اور جوزف چند قدم آگے بڑھے اور پھر آگے بڑھنے کے بعد وہ واپس مڑے اور تنویر اور جولیا کے پیچھے چلنے لگے۔ اس دوران وہ تیز نظروں سے اپنے چاروں طرف کا جائزہ لے رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی انہیں اپنی طرف متوجہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جلد ہی وہ کوٹھیوں کی عقبی طرف آ گئے تھے۔ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ یہ سات آٹھ فٹ کی گلی تھی اور کوٹھیوں کی دیواریں بہت بلند تھیں۔ ایک یا دو افراد کا انہیں کراس کرنا ممکن نہیں تھا۔ گلی میں زیادہ تر گٹروں کے ڈھکن دکھائی دے رہے تھے۔

''خاور۔ ہم تمہیں دیوار پر چڑھاتے ہیں۔ تم گیس کیپسول اندر فائر کر دو اور پھر مین گیٹ کھولو۔ ہم مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہیں''...... جولیا نے خاور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر سب سے نیچے جوزف بیٹھا۔ جوزف کے کندھوں پر تنویر اور تنویر کے کندھوں پر خاور چڑھ گیا۔ اب جوزف اٹھا تو خاور دیوار کا سہارا لے کر تنویر کے کندھوں پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اندر کا جائزہ لیا۔ جولیا کی نظریں اردگرد کا طواف کر رہی تھیں۔ لیکن ابھی تک وہاں کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ گو کہ یہاں کسی کے آنے کا امکان بھی نہیں

تھا لیکن اس کے باوجود وہ محتاط تھے۔

خاور نے اندر کا جائزہ لینے کے بعد گیس پسٹل سے اندر تین کیپسول فائر کر دیئے۔ خاور کو گیس پسٹل سیدھا کرتے ہوئے دیکھ کر ان تینوں نے بھی اپنے سانس روک لئے تھے۔ دومنٹ تک وہ دم سادھے کھڑے رہے پھر دو منٹ بعد انہوں نے آہستہ آہستہ سانس لئے۔ خاور اندر کود گیا۔ جبکہ وہ تینوں واپس روڈ پر آ گئے۔ انہیں یقین تھا کہ تین کیپسول کے فائر ہونے کے بعد صرف پچاس نمبر کوٹھی کے مکین ہی نہیں بلکہ ساتھ والی کوٹھیوں میں رہنے والے بھی بے ہوش ہو گئے ہوں گے۔

چند لمحوں بعد وہ روڈ پر پہنچے اور پھر مزید چند لمحوں بعد وہ کوٹھی نمبر پچاس کے مین گیٹ پر پہنچ گئے۔ تنویر نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا۔ وہ تینوں ہی اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ہی خاور کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ گیٹ کے قریب تقریباً پانچ افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کی مشین گنیں بھی ان کے قریب ہی گری پڑی تھیں۔

تنویر نے اپنے پیچھے کوٹھی کا گیٹ بند کر دیا اور پھر وہ چاروں آگے بڑھنے لگے۔ سامنے ہی اصل عمارت نظر آ رہی تھی۔ راستے میں انہیں چند اور بھی افراد دکھائی دیئے جو کہ بے ہوش تھے اور زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے قریب ہی ان کا اسلحہ گرا ہوا تھا۔ انسانوں کے علاوہ انہیں خوفناک نسل کے کتے بھی دکھائی دیئے وہ بھی بے ہوش تھے۔ وہ ان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے

بڑھتے رہے اور کمروں تک پہنچ گئے۔ کمرے کافی تعداد میں تھے۔ وہ ان کی تلاشی لینے لگے۔ کئی کمروں میں انہیں آدمی نظر آئے لیکن وہ سب بے ہوش تھے۔ ایک کمرے میں انہیں کمپیوٹرز بھی دکھائی دیئے۔ کمپیوٹرز تو آن تھے لیکن انہیں آپریٹ کرنے والی لڑکیاں کرسیوں پر ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔

تلاشی لیتے لیتے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ اس کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر عمران اور صفدر جکڑے ہوئے تھے اور بے ہوش تھے۔ ان کے سامنے ایک کرسی پر ایک لڑکی بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ اس کے قدموں میں ایک ریوالور پڑا تھا جس سے انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ لڑکی عمران اور صفدر کو گولیاں مارنا چاہتی تھی کہ ان کے گیس فائر کرنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس لڑکی کے علاوہ دو مرد بھی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

''یہاں۔ اینٹی گیس انجکشن ہوں گے وہ تلاش کرو''...... جولیا نے تنویر، خاور اور جوزف سے کہا۔

''میرے پاس گیس کا توڑ موجود ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جو کہ عطر جیسی شیشی کے برابر تھی۔ اس نے اس شیشی کا ڈھکن کھولا اور عمران اور صفدر کی ناک سے لگائی اور پھر چند قدم دور ہٹ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر

وہ ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی انہوں نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز سے جکڑے ہونے کی وجہ سے اٹھ نہ سکے۔

''ظالمو۔ یہ راڈز تو ہٹا دو''...... عمران نے پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد کہا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے راڈز کا جائزہ لیا پھر جولیا سوئچ بورڈ کی طرف بڑھی اور اس نے دو آن بٹنوں کو آف کیا تو راڈز غائب ہو گئے۔

''عمران۔ تم تو ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خودبخود ہوش میں آ جاتے ہو اب ہوش میں خود کیوں نہیں آئے''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''ہوش میں آنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اگر میں گیس سے بے ہوش ہو جاؤں تو فوراً ہی تو ہوش میں نہیں آ سکتا۔ کم از کم بیس پچیس منٹ تو لگتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے اگر تمہیں بے ہوش ہی رہنے دیا جاتا تو بہتر تھا۔ اب تمہاری زبان ٹرٹر شروع کر دے گی''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ گیس کیپسول تم نے فائر کئے تھے جس کی وجہ سے ہم سب بے ہوش ہو گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ ہمارا ہی کام تھا''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں بر وقت بھیج دیا۔ اگر تم چند لمحے اور لیٹ ہو جاتے تو پھر ہماری موت یقینی تھی کیونکہ ہم راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور راڈز کے بٹن ہماری پہنچ سے دور تھے اور یہ مس ٹیگورا ہم سے رعایت کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھی۔ اس نے تو ریوالور کا رخ بھی ہماری طرف کر لیا تھا اور اسی لمحے میں نے دل میں اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ ہماری مدد فرما اور اللہ نے مدد بھیج دی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا تھا''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ کاش میں اس وقت ایک اور دعا بھی مانگ لیتا''۔ عمران نے جولیا کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ یکدم گلنار ہو گیا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں''۔ عمران نے ان سے پوچھا۔ خاور نے تمام تفصیل بتائی تو عمران نے ستائشی نظروں سے جوزف کی طرف دیکھا اور پھر جوزف کے کندھے پر تھپکی بھی دی۔ عمران کے اس عمل سے نہ صرف جوزف کی آنکھیں اور چہرہ چمک اٹھا بلکہ اس کا سینہ بھی پھول گیا۔ عمران کی شاباش اس کے لئے کئی خزانوں سے بڑھ کر تھی۔

''عمران۔ تم بتا رہے تھے کہ یہ ٹیگورا ہے اور ٹیگورا بلیک سیون کی ڈپٹی چیف ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ ہماری فائل کہاں ہے''۔

"ہاں۔ اسے معلوم ہونا تو چاہئے۔ اسے بھی ہوش میں لاؤ۔ اس کا انٹرویو کر لیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر خاور آگے بڑھا۔ اس نے ٹیگورا کو عام کرسی سے اٹھا کر راڈز والی کرسی پر بٹھایا۔ جبکہ جولیا نے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ کر سوئچ پریس کر دیا تو ٹیگورا راڈز میں جکڑی گئی۔ جب وہ راڈز میں جکڑی جا چکی تو خاور نے اسے بھی شیشی کی خوشبو سونگھا دی۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی۔ پھر اس کا شعور مکمل طور پر بیدار ہوا تو اس نے حیرت سے ان سب کو دیکھا۔

"اوہ۔ تم تو پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہو۔ میں تمہیں پہچان ہی نہیں سکی"...... مکمل ہوش میں آنے کے بعد اس نے کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ ہم پاکیشیائی ہیں"...... عمران نے اس سے کہا۔

"ہمیں رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ چھ افراد پر مشتمل ہے جن میں ایک لڑکی اور ایک افریقی حبشی بھی ہے۔ گو کہ یہ طویل القامت اور دیو زاد آدمی ایکریمی نظر آ رہا ہے لیکن یقیناً یہ میک اپ میں ہے۔ در اصل یہ افریقی حبشی ہی ہے"...... ٹیگورا نے جوزف کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم میک اپ میں ہوتے تو ایئر پورٹ پر لگے مخصوص کیمرے اور کسٹم آفیسرز کے ہاتھ میں خصوصی میک اپ واش مشین ہمارے میک اپ کو تلاش کر لیتی۔ اگر ہم وہاں سے بھی بچ نکلے تھے تو ہوٹل کے گیٹ پر بیٹھے ہوئے سیکورٹی گارڈ کے ہاتھ میں موجود مشین تو ہماری نشاندہی کر دیتی"...... عمران نے کہا۔

"یہ سائنس کی ترقی کا دور ہے۔ اگر ہم کوئی ہتھیار ایجاد کرتے ہیں تو دوسرے اس کا توڑ بھی بنا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ حیرت کی بات نہیں ہے"...... ٹیگورا نے نارمل لہجے میں کہا۔

"تم تو بہت ہی سیانی اور حقیقت پسند ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ اس کوٹھی میں موجود آدمیوں کا تم نے کیا کیا ہے"۔ ٹیگورا نے عمران سے پوچھا۔

"تم لوگ مجرم نہیں ہو بلکہ ایک سرکاری ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو۔ اس لئے تمہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو حکم ملتا ہے تم اس پر عمل کرنے پر مجبور ہوتے ہو۔ اس لئے ہم نے تمہارے کسی بھی ساتھی کو گولی نہیں ماری صرف بے ہوش کیا ہے۔ ہم نے اپنی فائل واپس لینی ہے۔ تم ہمیں اس فائل کے بارے میں بتا دو۔ ہم انسانوں کا ضیاع کم سے کم کرتے ہوئے اپنی فائل واپس لے جائیں گے۔ لیکن اگر تم نے ہماری مدد نہ کی تو پھر جتنی بھی لاشیں گریں گی ان میں ہمارا نہیں بلکہ تمہاری حکومت کا قصور ہو گا"......

عمران نے اس مرتبہ نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''فائل۔ ہماری ایجنسی نے اڑائی ضرور ہے لیکن اس وقت وہ فائل کہاں ہے۔ یہ ہم نہیں جانتے۔ کیونکہ بلیک برڈ نے وہ فائل اعلیٰ حکام کے سپرد کر دی تھی''...... ٹیگورا نے کہا۔

''ہم یہاں پانچ مرد موجود ہیں لیکن ہم میں سے کوئی بھی مرد عورت پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہے۔ اس لئے ہم ایک لڑکی کو بھی ساتھ لے کر آئے ہیں اور جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ اسی طرف ایک لڑکی دوسری لڑکی پر تشدد کر سکتی ہے اور یقین جانو کہ یہ لڑکی ہم پانچ مردوں سے بھی زیادہ تشدد کرنا جانتی ہے''...... عمران نے ٹیگورا سے کہا تو اس نے طنزیہ انداز میں جولیا کو دیکھا۔ جولیا کو اس کے اس انداز پر غصہ آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک بھرپور تھپڑ ٹیگورا کے منہ پر مارا۔ جولیا کی پانچوں انگلیوں کے نشان ٹیگورا کے رخسار پر ثبت ہو گئے۔

''تم کیا سمجھتے ہو کہ تم نے مجھ پر قابو پر لیا تو بلیک سیون پر قابو پا لیا۔ بلیک سیون صرف میرا یا بلیک برڈ کا نام نہیں ہے بلیک سیون تو ایک سمندر ہے۔ تم اس میں ڈوب جاؤ گے لیکن اس کے دوسرے کنارے پر پہنچ نہیں سکو گے''...... ٹیگورا نے نفرت اور طنز کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا تو جولیا نے اس کے دوسرے رخسار پر بھی ایک تھپڑ جڑ دیا۔ تھپڑ کی آواز کمرے میں گونجی اور ٹیگورا کے دوسرے رخسار پر بھی جولیا کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے۔ اس نے

نفرت آمیز نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا تو جولیا کو مزید غصہ آ گیا۔ اس نے ٹیگورا کے سر کے بال پکڑے اور اس کے منہ پر تھپڑوں کی برسات کر دی۔ ٹیگورا کے رخسار کئی جگہ سے پھٹ گئے اور وہاں سے خون رسنے لگا۔

''جولیا۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ تم جوزف سے خنجر لو اور اس کا حسین و جمیل چہرہ بگاڑ دو۔ اس کا چہرہ اتنا بگڑ جانا چاہئے کہ بچے دیکھ کر ڈر جائیں اور بڑے اس کے منہ پر تھوتھو کریں''۔ عمران نے سرد لہجے میں جولیا سے کہا تو جولیا جوزف کی طرف بڑھی۔ جوزف نے اسے خنجر دے دیا۔ وہ خنجر لے کر ٹیگورا کی طرف بڑھی۔ ٹیگورا عمران کا سرد لہجہ سن کر ہی پریشان ہو گئی تھی۔ اب جولیا کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔ جولیا کے انداز سے لگ رہا تھا کہ عمران نے جو کچھ کہا ہے جولیا اس پر عمل کرے گی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں''...... ٹیگورا نے ہزیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اگر اس کا خوبصورت چہرہ ہی خراب ہو جاتا تو وہ اپنی زندگی کیسے گزار سکتی تھی۔ دن رات تعریفیں کرنے والے بلیک برڈ نے بھی اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دینا تھا۔ یا پھر اپنے ہاتھ سے ہی گولی مار دینی تھی۔ اس لئے اس کا چہرہ اس کے لئے زیادہ اہم تھا اور اس نے ہر حال میں اپنے چہرے کی حفاظت کرنی تھی۔ ٹیگورا چیخی تو جولیا اس کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

"ہاں بولو۔ کہاں ہے وہ فائل"...... جولیا نے سرد لہجے میں اس سے پوچھا۔

"بلیک برڈ نے وہ فائل سیکرٹری دفاع اور سیکرٹری خارجہ کی موجودگی میں سیکرٹری سائنس کے حوالے کر دی تھی لیکن سیکرٹری سائنس نے وہ فائل فی الحال سیکرٹری دفاع کو دے دی ہے۔ چند دن بعد سیکرٹری سائنس، سیکرٹری دفاع جان رائٹ سے فائل واپس لے لے گا۔ کیونکہ یہ فائل جس سائنس دان کے حوالے کی جانی ہے وہ ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے باچان گیا ہوا ہے۔ جہاں اسے ایک ہفتہ لگ جائے گا"...... ٹیگورا نے بولنا شروع کیا تو مسلسل بولتی چلی گئی۔

"تمہاری بلیک سیون بھی سیکرٹری دفاع کے ماتحت ہی ہے"۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ بلیک سیون بھی سیکرٹری دفاع کے ماتحت ہی ہے"۔ ٹیگورا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ہیڈکوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے ٹیگورا سے دوسرا سوال پوچھا۔

"سیکرٹریٹ روڈ پر بلیک سیون کا ہیڈکوارٹر ہے"...... ٹیگورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں مزید سوالات بلیک برڈ اور جان رائٹ

سے پوچھنے ہیں"...... عمران نے کہا۔ جیسے ہی عمران کی بات مکمل ہوئی ٹیگورا کے منہ سے اذیت ناک چیخ نکل گئی۔ عمران نے چونک کر ٹیگورا کی طرف دیکھا تو اس کی گردن میں خنجر پیوست تھا اور گردن سے خون بہہ رہا تھا۔

"جولیا۔ یہ تم نے کیا کیا"...... عمران نے خشک لہجے میں جولیا سے کہا۔

"انہوں نے پاکیشیا کی ایک اہم فائل اڑائی اور پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان کو ہلاک کیا اس کی سزا تو انہیں ملنی چاہئے تھی"...... جولیا نے عمران سے بھی زیادہ خشک لہجے میں کہا۔ تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ محتاط انداز میں چلتے ہوئے کوٹھی کے صحن میں پہنچے ہی تھے کہ کان پھاڑ دینے والا ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ فضا میں اڑتے چلے گئے۔

بلیک برڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظریں بار بار وال کلاک کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ ٹیگورا نے ابھی تک اسے رپورٹ نہیں دی تھی۔ جبکہ روز کالونی اسے گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی تھی۔ اتنی دیر میں تو اسے رپورٹ دے دینی چاہئے تھی۔ اس نے چند منٹ مزید انتظار کیا اور پھر خود ہی ٹیگورا کو فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ٹیگورا کے سیل فون نمبرز پریس کرنے لگا۔ بلیک سیون کے تمام ایجنٹوں کے پاس مخصوص سیل فون تھے اور یہ گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ ان مخصوص نمبرز کو کناڈا کے سائنس دانوں نے ناقابل شناخت بنا دیا تھا۔ لہٰذا ان فونز پر آنے والی تمام کالیں اور ان فونز سے کی جانے والی تمام کالیں انتہائی محفوظ تھیں کیونکہ یہ مخصوص سیٹلائٹ موبائل فون تھے۔ اس لئے یہ

دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک سیون کے تمام ایجنٹ ان موبائل فونز کو بے خطر استعمال کرتے تھے۔

ٹیگورا کے موبائل فون کے نمبرز پریس ہوئے تو فوراً ہی کمپیوٹر کی آواز سنائی دی۔ کمپیوٹر میسج دے رہا تھا کہ مطلوبہ فون نمبر کا سوئچ آف ہے۔ بلیک برڈ نے دوبارہ کوشش کی۔ دوسری بار بھی یہی جواب ملا تو اس نے کریڈل پر انگلی ماری اور ٹون آنے کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون میں ٹون آ گئی تو وہ روز کالونی کی کوٹھی کے کمپیوٹر سیکشن کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ نمبرز مکمل ہونے کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی لیکن کال رسیو نہ کی گئی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ کال رسیو کیوں نہیں ہو رہی'' ...... بلیک برڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے روز کالونی کی اپنی کوٹھی کے سیکورٹی کیبن کے نمبرز پریس کئے۔ یہاں بھی بیل جانے لگی لیکن کسی نے کال رسیو نہ کی تو اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور کریڈل پر رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔ اس نے انٹرکام کے دو نمبرز پریس کئے۔

''یس بلیکی سپیکنگ'' ...... جلد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''بلیکی۔ فوراً میرے آفس میں آؤ'' ...... بلیک برڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ صرف دس سیکنڈ بعد اس

کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آ گیا۔ وہ نوجوان کسرتی جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ لمبوترا اور آنکھیں سرخ تھیں۔ بالوں کی رنگت براؤن تھی۔ اس نے بغیر بازوؤں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ یہ بلیک سیون کے ایکشن گروپ کا انچارج تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں بلیک برڈ کو سلام کیا اور اس کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بلیکی۔ مس ٹیگورا روز کالونی والی کوٹھی پر گئی ہوئی ہے۔ جہاں اس نے دو مشکوک افراد سے پوچھ گچھ کرنی تھی لیکن اب روز کالونی والی کوٹھی مکمل طور پر رابطے سے آؤٹ ہے۔ تم انتہائی تیز رفتاری سے روز کالونی جاؤ اور وہاں کا جائزہ لو۔ اگر ٹیگورا کو مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو۔ تم اپنا پورا گروپ ساتھ لے جاؤ اور اپنی مکمل تیاری کے ساتھ جاؤ"...... بلیک برڈ نے تیز لہجے میں بلیکی سے کہا۔

"او کے باس۔ میں چند سیکنڈوں میں ہی روانہ ہو رہا ہوں اور تیاری تو ہماری ہر وقت ہی مکمل رہتی ہے"...... بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک برڈ نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بات چیت کرنے سے منع کیا اور ساتھ ہی اسے روانگی کا بھی اشارہ کیا تو اس نے بلیک برڈ کو ادب سے سلام کیا اور پھر وہ تیزی سے باہر جانے لگا۔

"وہاں پہنچتے ہی تم نے مجھے فون پر حالات بتا دینے ہیں"۔ جیسے ہی بلیکی نے باہر جانے کے لئے دروازہ کھولا تو بلیک برڈ نے اس سے کہا۔ وہ صرف ایک لمحہ رکا اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا اور پھر نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ انٹرکام کی بیل بج اٹھی۔ اسے انٹرکام کی بیل بجنے کی امید نہیں تھی اس لئے بیل بجتے ہی وہ چونک پڑا اور اس نے جھپٹ سے رسیور اٹھا لیا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے"...... اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ پولیس کمشنر کا فون ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کی پی اے نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے کیا تکلیف ہو گئی ہے۔ اچھا کراؤ میری بات"...... بلیک برڈ نے ناگوار سے لہجے میں کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا اور اگلے ہی لمحے فون کی بیل بجی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"سر۔ میں پولیس کمشنر بول رہا ہوں"...... جیسے ہی اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ مجھے سیکرٹری نے بتا دیا ہے۔ تم بتاؤ تم نے کس لئے فون کیا ہے"...... بلیک برڈ نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ روز کالونی کی کوٹھی نمبر پچاس آپ ہی کا ذیلی آفس ہے نا"...... دوسری طرف سے پولیس کمشنر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو

بلیک برڈ کا غصہ تیز ہو گیا۔

''ایڈیٹ۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری طویل تمہیدیں سنتا رہوں۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے جلدی بکو''...... بلیک برڈ نے غصیلے لہجے میں پولیس کمشنر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ اس کوٹھی سے فائرنگ کی آوازیں آ رہی ہیں اور بموں کے دھماکے بھی ہو رہے ہیں اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے پولیس کمشنر کی بھی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''احمق آدمی۔ وہ ایک سیکرٹ ایجنسی کا ذیلی آفس ہے۔ وہاں سے فائرنگ کی آوازیں نہیں آئیں گی تو کیا ڈھول باجوں کی آوازیں آئیں گی۔ خبردار جو آئندہ اس طرح مجھے فون کیا تو، نہ صرف تمہاری وردی اتار دوں گا بلکہ تمہاری کھال بھی اتار کر اس میں بھس بھر دوں گا۔ نانسنس۔ دوسروں کے وقت کا خیال ہی نہیں کرتے''...... بلیک برڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور بھی کریڈل پر پٹخ دیا۔ ٹینشن میں تو وہ پہلے ہی تھا اب پولیس کمشنر کے فون سے اسے غصہ بھی آ گیا تھا۔ جس نے اس کا اتنا قیمتی وقت ضائع کر دیا تھا۔ کوٹھی میں ہونے والی فائرنگ کا سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ فائرنگ بلیکی اور اس کے گروپ نے کی ہو گی۔ جس کا واضح مطلب یہی تھا کہ ان کے ذیلی آفس میں گڑ بڑ تھی اور جس دھماکے کا ذکر پولیس کمشنر نے کیا تھا وہ

لازماً بلیکی نے کیا ہو گا۔ بلیکی بے دریغ ہینڈ گرنیڈ استعمال کرنے کا عادی تھا۔ اب اسے زیادہ بے چینی سے بلیکی کے فون کا انتظار تھا۔ پولیس کمشنر کے فون نے اسے زیادہ پریشان کر دیا تھا۔ اس انتظار میں بھی نجانے کتنا وقت گزرا ہو گا کہ یکدم ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ بے خیالی میں یکدم اپنی کرسی سے اچھلا۔ پھر وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''بلیک برڈ سپیکنگ''...... اس نے بہت حد تک لہجے کو نارمل بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ بلیکی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں بلیکی۔ کیا پوزیشن ہے ذیلی آفس کی''...... بلیک برڈ نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ یہاں حالات بہت ہی ابتر ہیں''...... بلیکی کی دھیمی آواز سنائی دی اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔

''آگے بکو۔ حالات کس طرح ابتر ہیں''...... بلیک برڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مس ٹیگورا اور یہاں ذیلی آفس میں موجود تمام افراد مارے جا چکے ہیں''...... بلیکی کی آواز سنائی دی۔

''کیا۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم''...... بلیک برڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں صحیح کہہ رہا ہوں باس۔ سب آفس میں موجود دشمن مس ٹیگورا اور دوسرے افراد کو ہلاک کرنے کے بعد فرار ہو رہے تھے کہ میں وہاں پہنچ گیا۔ میں نے فوراً ہی ان پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا جس کی وجہ سے ان میں سے اکثر کے جسموں کے چیتھڑے اڑ گئے اور اکا دکا جو زخمی ہو کر فرش پر گر پڑے میں نے اور میرے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور اب ان کا مکمل خاتمہ کرنے کے بعد میں آپ کو فون کر رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیکی نے مؤدبانہ انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وری بیڈ۔ مس ٹیگورا کا مارا جانا بلیک سیون کے لئے بہت بڑا نقصان ہے''...... بلیک برڈ نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی طاری رہی۔

''اب کیا پوزیشن ہے وہاں''...... چند لمحوں بعد بلیک برڈ نے بلیکی سے پوچھا۔

''باس۔ اب تو تمام ایجنٹ مارے جا چکے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیکی کی آواز سنائی دی۔

''کتنے افراد تھے یہ''...... بلیک برڈ نے سوچتے ہوئے لہجے میں بلیکی سے پوچھا۔

''باس۔ یہ کل چھ افراد تھے۔ جن میں ایک عورت اور پانچ مرد شامل ہیں''...... بلیکی نے اس سے کہا۔

''مردوں میں کوئی افریقی حبشی بھی ہے''...... بلیک برڈ نے بلیکی

سے پوچھا۔

''باس۔ افریقی شکل کا تو کوئی آدمی ان میں شامل نہیں ہے البتہ افریقی خد و خال والی ایک لاش یہاں موجود ہے''...... شاید یہی افریقی حبشی ہو اور اس پر ایکریمین میک اپ کر دیا گیا ہو''...... بلیکی کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ چلو یہ خطرناک لوگ مارے تو گئے اور انہیں مارنے کا کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کر کے تمہیں گرانقدر انعامات دلاؤں گا''...... اس مرتبہ بلیک برڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔ ٹیگورا کی موت کا سن کر اسے جو افسوس ہوا تھا وہ اب دور ہو گیا تھا۔ وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا تھا کہ اسے ٹیگورا جیسی کوئی اور لڑکی مل ہی جائے گی۔

''باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا میں ان دشمنوں کی لاشیں ہیڈکوارٹر لے آؤں''...... بلیکی نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان لاشوں کو ہیڈکوارٹر لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ان لاشوں کی ویڈیو بنانی ہے اور پھر ان لاشوں کو پاکیشیا روانہ کر دینا ہے تا کہ دنیا بھر کو یقین ہو جائے کہ علی عمران مارا جا چکا ہے اور اسے مارنے کا عظیم کارنامہ بلیک سیون نے سر انجام دیا ہے''...... بلیک برڈ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ درست فرما رہے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیکی کی خوشامدانہ آواز سنائی دی۔

"تم وہیں رکو اور ویڈیو کیمرے کا بندوبست کرو۔ میں اپنے سامنے ان لاشوں کی ویڈیو بنواؤں گا"...... بلیک برڈ نے تحکمانہ لہجے میں بلیکی سے کہا۔

"یس باس۔ لیکن باس"...... دوسری طرف سے بلیکی کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"ہاں ہاں بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... بلیکی خاموش ہوا تو بلیک برڈ نے اس سے کہا۔

"باس۔ یہ سب تو میک اپ میں ہیں"...... دوسری طرف سے بلیکی کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"احمق ہو تم۔ یہ میک اپ میں ہیں تو کیا لاشوں کے میک اپ واش نہیں کئے جا سکتے"...... بلیک برڈ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا لیکن انداز سخت نہیں تھا اور انداز اس نے سخت اس لئے نہیں اپنایا تھا کہ بلیکی نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا تھا اور بلیکی کے اس کارنامے کی وجہ سے گورنمنٹ نے اس پر بھی انعامات کی بارش کر دینی تھی۔

"یس باس۔ واقعی لاشوں کا میک اپ بھی واش کیا جا سکتا ہے۔ سوری باس"...... دوسری طرف سے بلیکی نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا تو بلیک برڈ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"او کے۔ تم میرا انتظار کرو۔ میں روز کالونی آ رہا ہوں"۔ بلیک برڈ نے بلیکی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر

رکھ دیا اور ایک طویل انگڑائی لی۔ وہ چند دنوں سے بہت ٹینشن میں تھا اور خود کو تھکا تھکا محسوس کر رہا تھا لیکن اب علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا سن کر اس کی ساری تھکان دور ہو گئی تھی۔ پریشانی کا نام و نشان نہیں رہا تھا۔ اور وہ خود کو یکدم فریش محسوس کر رہا تھا۔ اس نے خوشی کے عالم میں ہونٹوں سے سیٹی بجائی اور پھر وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اب اس کا ارادہ روز کالونی جانے کا تھا۔ تا کہ وہ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا میک اپ بھی واش کر سکے اور اس کارروائی کی ویڈیو بھی بنا سکے۔

ان سب نے ہی ہینڈ گرنیڈ کو ہوا میں دیکھ لیا تھا لہٰذا ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں انہوں نے زمین سے جمپ لگائے اور وہ دور دور جا گرے۔ ہینڈ گرنیڈ کا دھماکہ بھی ہوا تھا لیکن وہ سب ہی اس دھماکے سے محفوظ رہے۔ البتہ صحن میں موجود جو بے ہوش افراد پڑے ہوئے تھے ان میں سے اکثر اس دھماکے کا شکار ہو گئے اور کئی افراد کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے۔ صحن میں انہیں ایک بڑی جیپ نظر آئی تھی جو غالباً اسی لمحے کوٹھی میں داخل ہوئی تھی۔ جیپ کا پچھلا حصہ اوپن تھا اور اس اوپن حصے میں دس مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے جبکہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے بغیر آستینوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کا جسم کسرتی تھا۔ اس کے سر کے بال براؤن کلر کے تھے اور چہرہ لمبوترا تھا۔

عمران اور صفدر وغیرہ دور دور جا گرے تھے اور زمین پر کرالنگ کرنے لگے تھے۔ کیونکہ جیپ میں کھڑے ہوئے مسلح افراد نے ان پر فائرنگ بھی کر دی تھی۔ کرالنگ کرنے کی وجہ سے وہ فائرنگ سے بچ گئے۔ پھر صفدر، تنویر، خاور اور جولیا یکدم ربڑ کی فٹ بال کی مانند اچھلے اور وہ فضا میں کافی بلندی پر پہنچ گئے۔ ان کے ہاتھ میں بھی مشین گنیں تھیں۔ وہ فضاء میں ہی تھے کہ ان کی مشین گنوں سے شعلے نکلے اور جیپ کے پچھلے حصے میں کھڑے ہوئے تمام افراد ایک ہی بار کی فائرنگ سے ہٹ ہو گئے۔ وہ جیپ میں ہی گرے اور تڑپنے لگے۔ ان کے جسم سے نکلنے والے خون نے جیپ کے پچھلے حصے کو خون کا تالاب بنا دیا۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے یہ صورت حال دیکھی تو اس کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات نمودار ہوئے اور اس نے جیپ کو بیک کرنا چاہا۔ لیکن عمران نے اس کے ارادے کو بھانپ لیا۔ لہٰذا اس کی مشین گن سے بھی شعلے نکلے اور جیپ کے اگلے دونوں ٹائر برسٹ ہو گئے اور جیپ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔

”ہاتھ سر پر رکھ کر باہر آ جاؤ۔ ورنہ مارے جاؤ گے“ عمران نے سرد لہجے میں جیپ ڈرائیور سے کہا۔ اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ اب وہ سب کے نرغے میں تھا اور کئی مشین گنوں کے رخ اس کی طرف تھے۔ لہٰذا عمران کا حکم ماننے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے اور جیپ

سے نیچے اتر آیا۔

''تم لوگ باہر رہو۔ میں کمرے میں جا کر اس کا انٹرویو کرتا ہوں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے۔

''کیا نام ہے مسٹر تمہارا''...... عمران نے اس مرتبہ جیپ ڈرائیور سے پوچھا۔

''میرا نام بلیکی ہے اور میں بلیک سیون کے ایکشن گروپ کا انچارج ہوں''...... اس نے عمران سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تمہارا گروپ تو ختم ہو گیا۔ اب ذرا تم کمرے میں چلو تا کہ میں تم سے کچھ گپ شپ کر لوں''...... عمران نے بلیکی سے کہا تو وہ آگے بڑھا۔ عمران اس کے پیچھے چلنے لگا۔

چونکہ عمران کے ہاتھ میں مشین گن تھی اس لئے بلیکی مشین گن کی موجودگی میں کوئی غلط حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

''یہاں تم نے بم دھماکہ کیا ہے اور اتنی زبردست فائرنگ ہوئی ہے۔ پولیس ابھی تک کیوں نہیں آئی''...... عمران نے بلیکی سے کہا۔

عمران کے مطابق تو پولیس کو اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا۔

''پولیس جانتی ہے کہ یہ کوٹھی بلیک سیون کا ایک ٹھکانہ ہے جب تک باس اجازت نہیں دے گا پولیس یہاں نہیں آئے گی''...... بلیکی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''مجھے باس بلیک برڈ نے بھیجا ہے۔ وہ مس ٹیگورا کی طرف سے بہت فکر مند ہے اور میں مس ٹیگورا کی پوزیشن دیکھنے کے لئے یہاں آیا ہوں''...... بلیکی نے عمران سے کہا۔

''ٹیگورا تو ماری جا چکی ہے۔ اب تم بلیک برڈ کو کیسے اطلاع دو گے''...... عمران نے کہا۔

''میں اپنے موبائل فون سے فون کر کے باس کو یہاں کی صورت حال کے بارے میں بتاؤں گا''...... بلیکی نے کہا۔

''تمہاری جیب میں جو کچھ بھی ہے وہ نکال کر میز پر رکھ دو''۔ عمران نے بلیکی سے کہا۔ اس نے عمران کے کہنے پر عمل کیا اور اس نے اپنی تمام جیبیں خالی کر دیں۔ اس کی جیبوں سے ایک موبائل فون، ایک مشین پسٹل، کناڈا کی کرنسی اور چند چھوٹی چھوٹی چیزیں برآمد ہوئیں۔

''تمہارے باس بلیک برڈ کا نمبر کیا ہے''...... جب بلیکی اپنی جیبوں میں موجود تمام چیزیں میز پر رکھ چکا تو عمران نے اس سے بلیک برڈ کے فون کا نمبر پوچھا۔

''میرے موبائل فون میں برڈ باس کے نام سے نمبر محفوظ ہے''۔ بلیکی نے عمران سے کہا۔

''اوکے۔ پھر اب تم چھٹی کرو''...... عمران نے بلیکی سے کہا تو

وہ عمران کے چہرے کے تاثرات سے ہی اس کے ارادے کو بھانپ گیا۔ عمران کے ارادے کو بھانپتے ہی اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے اور اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا لیکن عمران نے اس کی اس حالت پر کوئی توجہ نہ دی اور اس نے مشین گن کا رخ بلیکی کی طرف کر دیا۔

''مم۔ مم۔ مجھے ۔ مم۔ مت مارو'' ...... اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں عمران سے کہا۔ عمران نے اس کی ظاہری حالت پر بالکل توجہ نہ دی۔ اس نے مشین گن کا ٹریگر دبایا۔ ایک ساتھ درجنوں گولیاں نکلیں جو بلیکی کے جسم میں پیوست ہو گئیں اور وہ اپنی جگہ پر گھومنے لگا اور پھر گھومتے گھومتے نیچے گر پڑا۔ اسی لمحے جولیا بھی کمرے میں آ گئی۔ اس نے خاموشی کے ساتھ بلیکی کو گولیوں کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھا۔ فرش پر گرنے کے بعد چند لمحوں تک تو بلیکی تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر بلیکی کی تمام چیزیں اٹھا لیں موبائل فون تو اس نے ہاتھ میں رہنے دیا باقی چیزیں جیب میں ڈال لیں۔ اور پھر اس نے موبائل فون بک میں جا کر برڈ باس کا نمبر سرچ کیا جو جلد ہی سکرین پر ظاہر ہو گیا۔ نمبر کے ظاہر ہوتے ہی عمران نے کال اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے بیل جانے لگی۔

''بلیک برڈ سپیکنگ'' ...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد بلیک برڈ کی آواز سنائی دی۔ گو کہ بلیک برڈ نے لہجے کو

نارمل رکھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ دوسری طرف بلیک برڈ بہت ہی بے چین ہے۔

''باس۔ بلیکی بول رہا ہوں'' ...... عمران نے مؤدبانہ انداز میں بلیکی کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں بلیکی۔ کیا پوزیشن ہے ذیلی آفس کی'' ...... دوسری طرف سے بلیک برڈ کی بے چین آواز سنائی دی۔ اس کے بعد عمران اور بلیک برڈ کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔ عمران بلیکی کی آواز میں باتیں کرتا رہا اور پھر اس نے بلیک برڈ کو اس بات پر رضا مند کر لیا کہ وہ روز کالونی کی کوٹھی نمبر پچاس پر خود آ جائے۔ جو کہ بلیک سیون کا ذیلی آفس تھا۔

''او کے۔ تم میرا انتظار کرو۔ میں روز کالونی آ رہا ہوں''۔ گفتگو کے اختتام پر بلیک برڈ کی تحکمانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ عمران نے کال اینڈ کا بٹن دبانے کے بعد بلیکی کا موبائل فون بھی اپنی جیب میں رکھ لیا۔

''تمام ساتھیوں کو بتا دو کہ بلیک سیون کا چیف بلیک برڈ آ رہا ہے۔ تمام ساتھی ہوشیار رہیں۔ ہم نے بلیک برڈ کو زندہ پکڑنا ہے''۔ عمران نے جولیا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

بلیک برڈ کو یہاں آنے میں وقت لگ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اس دوران کوٹھی کی مکمل تلاشی لینے کا ارادہ کیا اور پھر وہ کوٹھی کی

تلاشی لینے لگا۔ مکمل تلاشی میں تقریباً پندرہ منٹ صرف ہو گئے۔ اس کے بعد وہ واپس پہلے والے کمرے میں آ گیا جہاں بلیکی کی لاش بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس کمرے میں واپس آئے ابھی اسے ایک منٹ ہی گزرا تھا کہ جولیا اور تنویر کمرے میں آ گئے تنویر کے کندھے پر ایک بے ہوش آدمی موجود تھا۔ تنویر نے اسے فرش پر پٹخ دیا۔

"یہ بلیک برڈ ہے اور یہ اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا۔ اس کے چاروں ساتھی تو مارے گئے ہیں لیکن تنویر اسے بے ہوش کر کے لے آیا ہے"...... جولیا نے عمران سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کی ٹائی اتار کر اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو"...... عمران نے تنویر سے کہا۔ تنویر نے چپ چاپ عمران کی ہدایت پر عمل کیا۔ بلیک برڈ کے ہاتھ باندھنے کے بعد وہ کھڑا ہو گیا۔

"تنویر۔ تم نے اسے ہوش میں بھی تو لانا ہے"...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دوبارہ بلیک برڈ کے قریب بیٹھ گیا۔ قریب بیٹھتے ہی تنویر نے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ پانچویں یا چھٹے تھپڑ پر وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

"چیختے کیوں ہو بزدل آدمی۔ تم نے بھی تو تشدد کر کے کئی لوگوں کو قتل کیا ہو گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو بلیک برڈ کی زبان کو فوراً ہی بریک لگ گئی۔

"تت۔ تت تم۔ وہ بلیکی کہاں ہے۔ جس نے مجھے آل او کے کی رپورٹ دی تھی"...... بلیک برڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اس طرف دیکھو گے تو تمہیں بلیکی کی لاش بھی نظر آ جائے گی"...... عمران نے بلیکی کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بلیک برڈ نے چونک کر اس طرف دیکھا۔

"ہوں۔ تو تم نے مجبور کر کے بلیکی سے فون کرایا تھا"...... بلیک برڈ نے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو۔ سمجھ لو۔ بلیکی اور تمہارے دیگر تمام ساتھی مارے گئے ہیں اب تمہاری باری ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے مرنے سے بلیک سیون تو ختم نہیں ہو جائے گی۔ ہم سے بہتر لوگ آ جائیں گے۔ بلیک سیون میں"...... عمران کے طنز پر بلیک برڈ نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں جینے کا موقع دے سکتا ہوں"...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر تم یہ مہربانی کیوں کرو گے"...... بلیک برڈ نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ تم نے ہمارے اور شوگران کے سائنس دان کے علاوہ دیگر افراد کو بھی مروایا ہے۔ پورا مسافر طیارہ تباہ کرایا ہے۔ جس میں

تمام افراد ہی بیگناہ تھے۔ لیکن ہم ایسا کام نہیں کر سکتے۔ تم ہماری فائل واپس کرا دو تو نہ صرف تمہارے سائنس دان محفوظ رہیں گے بلکہ ہم تمہیں بھی زندہ چھوڑ دیں گے''...... عمران نے بلیک برڈ سے کہا۔

''تمہاری فائل سیکرٹری دفاع کے پاس تھی لیکن اب وہ وہاں سے بھی آگے چلی گئی ہے۔ کہاں۔ یہ میں بھی نہیں جانتا۔ اس لئے فائل کو تم بھول جاؤ''...... بلیک برڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ گولی مارو اسے۔ فائل ہم خود ہی حاصل کر لیں گے''۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں تو تمہیں زندہ چھوڑنا چاہتا تھا لیکن تمہاری مرضی''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ بلیک برڈ کی طرف کر دیا۔

''اب بھی وقت ہے بلیک برڈ۔ فائل کی واپسی کی ہامی بھر لو''۔ عمران نے بلیک برڈ سے کہا۔

''فائل کے بارے میں، میں جو کچھ کہہ چکا ہوں وہی حقیقت ہے''...... بلیک برڈ نے کہا۔

''تنویر۔ اس کے ہاتھ کھول دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے کہا تو تنویر نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔ جیسے ہی تنویر اس کے ہاتھ کھول کر پیچھے ہٹنے لگا۔ بلیک برڈ نے اسے قابو کرنا چاہا اس کا ارادہ تھا کہ تنویر کو اٹھا کر عمران پر پھینک دے گا لیکن تنویر

اس سے غافل نہیں تھا۔ اس لئے جیسے ہی بلیک برڈ کا ہاتھ اس کی طرف بڑھا وہ تڑپ کر پیچھے ہٹا اور اس نے بلیک برڈ کے ہاتھ پکڑے اور اس کے ہاتھوں کو ایک جھٹکا دیا۔ تنویر کا خیال تھا کہ اس کے جھٹکے سے بلیک برڈ کی کلائیوں کے جوڑ ٹوٹ جائیں گے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ بلیک برڈ کے ہاتھ یکدم ہی سخت ہو گئے اور ساتھ ہی اس کا گھٹنا تنویر کے پیٹ میں لگا تھا۔ یہ کافی کاری ضرب تھی۔ تنویر کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور بلیک برڈ کے ہاتھ پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بلیک برڈ نے اپنے ہاتھ چھڑا کر تنویر کے منہ پر مکا مارنا چاہا لیکن تنویر نے اپنے سر کو چند انچ پیچھے کیا اور ساتھ ہی اس کا ایک پنچ بلیک برڈ کی ناک پر لگا۔ جس کی وجہ سے اس کی نکسیر پھوٹ گئی۔

''تنویر۔ ہمیں جلدی بھی ہے''...... عمران کی آواز نے تنویر پر جادوئی اثر کیا۔ وہ یکدم ہی اچھلا اور پھر اس کا فولادی مکا بلیک برڈ کے سر پر پڑا۔ بلیک برڈ کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے۔ تنویر نے اس پر دوسرا وار کرنا چاہا لیکن اس نے جھکائی دی اور ساتھ ہی اس کا ایک مکا تنویر کے سینے پر پڑا۔ تنویر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے پر ہتھوڑا آ لگا ہو اور اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اسے اپنا سانس بھی سینے میں اٹکتا ہوا سا محسوس ہوا۔ تنویر ابھی اپنے حواس مجتمع ہی کر رہا تھا کہ اس کی کمر میں بلیک برڈ کی ٹھوکر لگی اور وہ اوندھے منہ فرش پر گر پڑا۔

"کتنے افسوس کی بات ہے تنویر۔ ایک معمولی سا آدمی تم پر حاوی ہو رہا ہے"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور جولیا کے اس فقرے نے تنویر میں پارہ بھر دیا۔ بلیک برڈ، تنویر کے سر پر ٹھوکر مارنے کے لئے ٹانگ حرکت میں لاچکا تھا۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور بلیک برڈ کا پاؤں اس کے قریب سے گزرنے لگا۔ تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے بلیک برڈ کا پاؤں پکڑ کر گھما دیا۔ پاؤں کے گھومتے ہی بلیک برڈ بھی گھوم گیا اور وہ چکرا کر فرش پر آ گرا۔ تنویر ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں اٹھا۔ بلیک برڈ بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ رہا تھا لیکن تنویر اس دوران اٹھ چکا تھا اور اس کا پاؤں بھی حرکت میں آ چکا تھا۔ جو اٹھتے ہوئے بلیک برڈ کی پسلیوں پر لگا اور بلیک برڈ واپس زمین پر گرا اور اس کے منہ سے چیخ بھی بلند ہوئی۔

اس ٹھوکر کے بعد تنویر کا پاؤں ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس مرتبہ اس کے بوٹ کی نوک بلیک برڈ کی کنپٹی پر لگی۔ بلیک برڈ کو یوں محسوس ہوا کہ اس کے کان پر ہتھوڑا آ لگا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ تنویر نے ایک دوسری ٹھوکر اسے مارنے کی کوشش کی لیکن اس نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل لی۔ تنویر کا پاؤں ہوا میں ہی لہرا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی تنویر فضا میں اچھلا اور پھر بلیک برڈ کی گردن تنویر کے ہاتھوں میں آ گئی۔ تنویر نے ایک سیکنڈ بھی نہ لگایا اور اس کی گردن

کو جھٹکا دے دیا۔ بلیک برڈ کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز جولیا اور عمران نے بھی سنی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ بلیک برڈ کی ایک چیخ بھی بلند ہوئی تھی۔ اس چیخ کے ساتھ ہی تنویر فاتحانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"تنویر۔ تم نے اتنی دیر لگا دی"...... جیسے ہی تنویر کھڑا ہوا جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"بلیک برڈ کوئی عام لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ بلیک سیون جیسی ایجنسی کا چیف تھا۔ اس جیسے فائٹر دنیا میں خال خال ہی ملتے ہیں۔ یہ تنویر ہی کا کام ہے کہ اس نے بلیک برڈ جیسے فائٹر کو شکست فاش دی اور اسے موت سے ہمکنار کر دیا۔ ویل ڈن تنویر"...... عمران نے پہلے جولیا سے کہا اور پھر تنویر کو شاباش دی۔ جولیا کی بات سن کر تنویر کا موڈ خراب ہو گیا تھا جبکہ عمران کی بات سن کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"بلیک سیون کے تمام اہم ایجنٹ چیف اور ڈپٹی چیف سمیت مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں اپنی فائل واپس حاصل کرنی ہے۔ یہ کوٹھی بھی جلد از جلد چھوڑنی ہے۔ لہٰذا آؤ چلیں"...... عمران نے جولیا اور تنویر سے کہا اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔

کناڈا کے پریذیڈنٹ آفس میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہو رہا تھا اجلاس میں سیکرٹری اطلاعات، سیکرٹری دفاع جان رائٹ، سیکرٹری خارجہ، سیکرٹری سائنس وٹیکنالوجی، سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل اور بلیک سیون کے ایکریمین ایجنٹ مائیکل ہڈ شریک تھے۔ مائیکل ہڈ کو ایمرجنسی میں طلب کیا گیا تھا اور وہ چارٹرڈ طیارے سے کناڈا پہنچا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت کناڈا کے صدر صاحب کر رہے تھے۔

''کناڈا کے جو حالات آج ہیں وہ پہلے کبھی نہیں تھے''...... صدر صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے سے مایوسی اور پریشانی صاف عیاں ہو رہی تھی۔ پریشانی ان کے چہرے سے بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

''صدر محترم۔ حیرت ہے کہ ہماری اتنی اہم ایجنسی کو چند افراد

نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک ایسی ایجنسی جس نے دوسرے ملکوں میں جا کر بے شمار کارنامے سر انجام دیئے۔ وہ نہ صرف اپنے ملک میں ناکام ہو گئی بلکہ اس کا چیف اور سیکنڈ چیف اور دیگر اہم ترین ایجنٹ بھی مارے گئے''...... سیکرٹری خارجہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے ملک میں جو ایجنٹ داخل ہوئے ہیں ان کی شہرت ایسی ہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سیکرٹ فیلڈ میں دہشت کی علامت ہے اور پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو تو خوفناک بھوت سمجھا جاتا ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اس کے کارنامے قصے کہانیاں لگتے تھے لیکن اب جبکہ اس نے ہمارے ملک میں کارروائی کی ہے تو ہمیں احساس ہوا ہے کہ اس کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں وہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سچائیاں ہے''...... سیکرٹری اطلاعات نے بھی اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''صدر محترم۔ یہ سچ ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کی کامیابیوں کی فہرست طویل ہے لیکن اس کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ پہلے دوسروں کی کمزوریوں کے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے اور پھر ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنا کام کر جاتا ہے۔ اگر اس نے بلیک سیون کے مقابلے میں بھی کامیابی حاصل کی ہے تو اس نے صرف بلیک برڈ صاحب کی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہو گا''...... اس مرتبہ مائیکل ہڈ نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے

مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن ہماری معلومات یہ ہیں کہ اس علی عمران سے ایکریمی سیکرٹ ایجنسیاں، ایکریمی حکام اسرائیلی حکام اور اسرائیلی سیکرٹ ایجنسیوں کے چیف بھی خوفزدہ ہیں''...... سیکرٹری خارجہ نے مائیکل ہڈ سے کہا۔

''ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ اگر ان ممالک کے حکام میں سے دو چار افراد ذاتی طور پر علی عمران سے خوفزدہ ہوں تو دوسری بات ہے۔ لیکن ایجنسیوں کے لوگ کسی سے بھی خوفزدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ فیلڈ ایسی ہے کہ جو بھی سیکرٹ ایجنٹ کسی بھی لمحے خوفزدہ ہو گا وہ لمحہ اس کی زندگی کا آخری لمحہ ہو گا''...... مائیکل ہڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''آپ مستقل طور پر ایکریمیا میں رہتے ہیں کیا علی عمران نے ایکریمیا میں کامیابیاں حاصل نہیں کیں''...... سیکرٹری خارجہ نے کہا۔

''علی عمران نے ایکریمیا میں چند مشن کامیابی سے مکمل کئے ہیں''...... مائیکل ہڈ نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی آپ علی عمران کو اتنا ایزی لے رہے ہیں''...... اس مرتبہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

''میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ علی عمران دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ان مشنز پر اگر میں کام کر رہا ہوتا تو میں بھی کامیاب ہوتا''...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

''مائیکل ہڈ صاحب۔ ہم آپ کی صلاحیتوں اور اعلیٰ کارکردگی سے واقف ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ بلیک برڈ سے کسی طرح کم نہیں۔ ایکریمیا میں رہتے ہوئے آپ نے بلیک سیون کی کامیابیوں میں نہایت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا اس وقت سے ہم آپ کو بلیک سیون کا چیف بنا رہے ہیں اور آپ کو ایکریمیا سے فوری بلانے کا ہمارا مقصد بھی یہی ہے''...... صدر صاحب نے کہا تو مائیکل ہڈ کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

''تھینک یو صدر محترم۔ میں آپ کی توقعات پر ہمیشہ پورا اتروں گا''...... مائیکل ہڈ نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''مائیکل ہڈ صاحب۔ علی عمران نے ایکریمیا میں بھی تو ڈارک نائٹ کے خلاف بہت بڑا آپریشن کیا ہے اور ہماری اس ذیلی تنظیم کا خاتمہ کرا دیا ہے۔ آپ نے ایکریمیا میں ڈارک نائٹ کا تحفظ کیوں نہیں کیا''...... سیکرٹری خارجہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اسے مائیکل ہڈ کا بلیک سیون کا چیف بننا شاید اچھا نہیں لگا تھا۔

''مجھے اس معاملے سے بالکل ہی بے خبر رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ میں اس دوران بلیک سیون کے ایک اور پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ مجھے تو اس معاملے کا اس وقت پتہ چلا جب پانی سر سے اونچا ہو چکا تھا''...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

''آپ کو مبارک ہو مائیکل ہڈ صاحب۔ آپ بلیک سیون کے چیف بن چکے ہیں۔ اب آپ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کیا

حکمت عملی اختیار کریں گے“...... اس مرتبہ سیکرٹری سائنس وٹیکنالوجی نے مائیکل ہڈ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

”بلیک سیون نے جو فائل شوگران کے سیکرٹری خارجہ چاؤچنگ سے حاصل کی تھی وہ اس وقت سیکرٹری دفاع جان رائٹ صاحب کے پاس ہے“...... مائیکل ہڈ نے جان رائٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ میرے پاس ہے۔ دو دن کے بعد سر بگ جان آ رہے ہیں۔ میں یہ فائل ان کے حوالے کر دوں گا“...... جان رائٹ نے کہا۔

”آپ فوری طور پر وہ فائل سیکرٹری سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے کر دیں اور خود انڈر گراؤنڈ ہو جائیں کیونکہ پاکیشائی ایجنٹوں کو معلوم ہو گا کہ فائل آپ کے پاس ہے۔ لہٰذا وہ آپ کو ٹریس کرنے اور آپ سے فائل حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کوشش میں وہ آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کے علاوہ سیکرٹری سائنس وٹیکنالوجی سر جانسن بھی انڈر گراؤنڈ ہو جائیں۔ ہم اس دوران علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرتے ہیں۔ جیسے ہی ان کا خاتمہ ہو گیا میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ آپ پھر اپنے معمولات کے مطابق کام کیجئے گا“۔ مائیکل ہڈ نے کہا۔ انداز اس کا ہدایت دینے والا تھا۔ اس لئے میٹنگ میں شریک کئی لوگوں کو اس کا یہ انداز اچھا نہ لگا اور انہوں

نے شکایتی نظروں سے صدر کی طرف دیکھا۔

”مائیکل ہڈ صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں اس میں کناڈا کا مفاد اور آپ لوگوں کی بہتری ہے۔ لہٰذا ان کی ہدایت پر عمل کرنا بہت ضروری ہے“...... صدر صاحب نے ان کی نظروں کو مطلب سمجھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اب مائیکل ہڈ کی بات کو کوئی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا سب خاموش ہو گئے۔

”سر۔ مجھے یقین ہے کہ میں چند گھنٹوں میں ہی اس علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دوں گا اور پھر کسی کے لئے کوئی خطرہ نہیں رہے گا“...... مائیکل ہڈ نے صدر صاحب سے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہمیں یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا اور اس کے ساتھ ہی ہم بلیک سیون کے اختیارات میں اضافہ بھی کر رہے ہیں۔ اب یہ ایجنسی کسی وزارت کے انڈر نہیں ہو گی بلکہ براہ راست ہمیں جوابدہ ہو گی“...... صدر صاحب نے مائیکل ہڈ سے کہا۔

”اوکے سر۔ تھینک یو سر“...... مائیکل ہڈ نے مؤدبانہ لہجے میں صدر صاحب سے کہا۔

”آج کی میٹنگ برخاست کی جاتی ہے“...... صدر صاحب نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باوقار انداز سے چلتے ہوئے میٹنگ روم سے باہر چلے گئے۔

صدر صاحب کے میٹنگ روم سے چلے جانے کے بعد باقی افراد بھی اپنی کرسیوں سے کھڑے ہوئے اور میٹنگ روم سے باہر چلے گئے۔ مائیکل ہڈ بلیک سیون کے نئے ہیڈکوارٹر میں آ گیا۔ نئے ہیڈکوارٹر میں چیف کے آفس کے لئے ایک کمرہ مخصوص تھا اور اس کمرے کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ وہ چیف کی سیٹ پر بیٹھا تو اسے بہت زیادہ خوشی محسوس ہوئی۔ اس کی ٹیبل پر تین مختلف کلرز کے ٹیلی فون سیٹ، ایک انٹرکام اور دیگر دفتری سامان رکھا ہوا تھا۔ فائل باسکٹ میں ایک فائل بھی رکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ فائل اٹھا کر دیکھی۔ فائل میں بلیک سیون کے متعلق چند بنیادی معلومات تھیں۔ فائل پڑھ لینے کے بعد اس نے فائل واپس باسکٹ میں رکھی اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنی پی اے کا نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارلے کو میرے آفس بھیج دو"...... مائیکل ہڈ نے تحکمانہ لہجے میں اپنی پی اے سے کہا۔

"اوکے سر"...... پی اے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو مائیکل ہڈ نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد کا لیکن کسی ہوئی جسامت کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں کی رنگت سرخ تھی اور چہرے پر سختی کے تاثرات تھے۔ وہ اندر داخل ہو کر دروازے پر

ہی رک گیا۔

"باس۔ میں حاضر ہو سکتا ہوں"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں مائیکل ہڈ سے کہا۔

"ہاں۔ آ جاؤ"...... مائیکل ہڈ نے سخت لہجے میں کہا تو وہ ٹیبل کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... مائیکل ہڈ نے کہا تو وہ مائیکل ہڈ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مارلے بلیک سیون کا بہت پرانا ایجنٹ تھا اور بہت ہی تیز طرار اور ہوشیار ایجنٹ تھا۔

"مارلے۔ تم جانتے ہو کہ چند پاکیشیائی ایجنٹوں نے بلیک سیون کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے"...... مائیکل ہڈ نے مارلے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... مارلے نے مؤدبانہ لہجے میں مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب کے ساتھ میری میٹنگ تھی اور میں ابھی اسی میٹنگ سے واپس آیا ہوں"...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

"باس۔ آپ کا غلام یہ بات بھی جانتا ہے"...... مارلے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم یہ بات نہیں جانتے کہ میٹنگ کے شرکاء نے بلیک سیون کو خوب تنقید کا نشانہ بنایا ہے"...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

"باس۔ ہم اچھی کارکردگی سے ان ناقدین کو شرمندہ کر سکتے

ہیں''...... مارلے نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ تمہاری یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ ہم نے بلیک سیون کی ساکھ کو بحال کرنا ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دیں''۔ مائیکل ہڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ ایک فائل کے حصول کے لئے آئے ہوئے ہیں اور وہ فائل ابھی تک محفوظ ہے۔ جب تک وہ فائل محفوظ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کا مشن ادھورا ہے اور وہ مشن ادھورا چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتے۔ وہ یہیں کاٹووا میں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے اور فائل کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہم نے آج رات سے پہلے پہلے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کرنا ہے۔ تاکہ بلیک سیون کی ساکھ بحال ہو سکے''...... مائیکل ہڈ نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا تو مارلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے باس۔ ہم انہیں رات ہونے سے پہلے ٹریس کر لیں گے''۔ مارلے نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''انہیں ٹریس کر کے فوراً مجھے رپورٹ کرو''...... اس مرتبہ مائیکل ہڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... مارلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے مائیکل ہڈ کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا لیکن مائیکل ہڈ نے اس کے سلام کو نظر انداز کر دیا اور

فائل ٹوکری میں سے فائل اٹھا کر پڑھنے لگا۔ مارلے سلام کرنے کے بعد کمرے سے باہر چلا گیا۔ کمرے میں ایک الماری بھی موجود تھی اور اس الماری میں بہت سی فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے الماری سے تین فائلیں نکال کر اپنی ٹیبل پر رکھیں اور پھر ان فائلوں کو پڑھنے لگا۔ یہ فائلیں بھی بلیک سیون سے متعلق ہی تھیں۔ ان میں ایسی معلومات درج تھیں جن کے بارے میں جاننا مائیکل ہڈ کے لئے ضروری تھا۔ اسے فائلوں کا مطالعہ کرتے ہوئے دو گھنٹے ہوئے ہوں گے کہ براؤن کلر کے ٹیلی فون سیٹ کی بیل بجنے لگی۔ اس نے ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے فائل بند کر کے ٹیبل پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''مائیکل ہڈ۔ دی چیف آف بلیک سیون سپیکنگ''...... اس نے نہایت ہی سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں مارلے بول رہا ہوں۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے''...... دوسری طرف سے مارلے کی پر جوش آواز سنائی دی تو مائیکل ہڈ بے اختیار کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں یہ لوگ''...... مائیکل ہڈ نے بھی جوشیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ ریور کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں موجود ہیں۔ ان کا افریقی حبشی ساتھی مین گیٹ کے قریب بیٹھا ہوا ہے اور مجھے اسی کی وجہ سے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ اس کوٹھی میں موجود ہیں''۔ مارلے

نے کہا۔

''افریقی حبشی کیا مین گیٹ سے باہر بیٹھا ہوا ہے'' ...... مائیکل ہڈ نے مارلے سے پوچھا۔

''نو باس۔ وہ اندرونی سائیڈ پر موجود ہے۔ اس کے قدوقامت اور شکل وصورت کی وجہ سے مجھے ایک دکاندار سے معلوم ہوا ہے اور پھر میں نے ساتھ والی کوٹھی سے دور بین کے ذریعے کوٹھی نمبر پچپیس کا جائزہ لیا اور میں کنفرم ہو گیا ہوں کہ اس کوٹھی میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں'' ...... دوسری طرف سے مارلے کی آواز سنائی دی۔

''ویری گڈ مارلے۔ ویری گڈ۔ تم خود کو بلیک سیون کا سیکنڈ چیف سمجھو اور ہاں یہ بتاؤ کہ اس وقت تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں۔ ہم نے اس کوٹھی پر فوری طور پر آپریشن کرنا ہے'' ...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

''باس۔ میں نے اپنے بہت سے آدمی مختلف علاقوں میں پھیلا دیئے تھے۔ میں تو یہاں اکیلا ہی ہوں'' ...... دوسری طرف سے مارلے نے مؤدبانہ آواز میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں اپنے ساتھ آٹھ دس افراد کو لے کر آ رہا ہوں۔ تم نے جس کوٹھی سے کوٹھی نمبر پچپیس کا جائزہ لیا ہے۔ ہم اس کوٹھی سے گیس فائر کریں گے اور پھر ان تمام افراد کا وہیں فوری طور پر خاتمہ کر دیں گے'' ...... مائیکل ہڈ نے کہا۔

''یس باس۔ بہتر بھی یہی رہے گا'' ...... دوسری طرف سے مارلے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ تم انہیں نظر میں رکھو۔ میں دس منٹ میں ریور کالونی میں پہنچ رہا ہوں'' ...... مائیکل ہڈ نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو نمبرز پریس کر دیئے۔

''جورڈن۔ فوراً تیار ہو کر وین تک پہنچو۔ ہم نے فی الفور ایک آپریشن کرنے جانا ہے'' ...... اس نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف کی بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"عمران۔ بلیک سیون کا بلیک برڈ اور دیگر اہم ایجنٹ مارے جا چکے ہیں لیکن ابھی تک فائل کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا"...... جولیا نے کہا۔ وہ اس وقت کاٹووا کی ریور کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں موجود تھے۔ انہوں نے مقامی میک اپ کئے ہوئے تھے۔ یہ کوٹھی عمران نے اپنے ذرائع سے حاصل کی تھی اور مین گیٹ پر جوزف کو بٹھا دیا تھا۔

"ہماری فائل کناڈا کے سیکرٹری دفاع جان رائٹ کے پاس ہے اور جان رائٹ غائب ہے میں اسی انتظار میں ہوں کہ اس کی کوئی خبر آئے تو کارروائی کی جائے"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"کیا اس کی خبر خودبخود آئے گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر عمران صاحب انتظار میں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ

انہوں نے کوئی نہ کوئی انتظام کیا ہوا ہے"...... خاور نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر نے سر کو جھٹکا دیا۔

"عمران صاحب۔ اگر جان رائٹ کی کوئی خبر نہ ملی تو ہم کب تک انتظار کریں گے"...... صفدر نے عمران سے کہا۔

"اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے مدد مانگتے رہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی جوزف کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے باقی سب کو تو مقامی میک اپ کی ہدایت کر دی تھی لیکن جوزف اپنی اصلی شکل میں تھا۔

"باس۔ مجھے ساتھ والی کوٹھی سے کوئی دیکھ رہا ہے"...... جوزف نے عمران سے کہا۔

"کوئی افریقی حسینہ ہو گی جو تمہیں چھپ چھپ کر دیکھ رہی ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ مجھے لگتا ہے کہ کوٹھی نمبر چھبیس میں ہمارے دشمن موجود ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"احمق آدمی۔ حسینہ بھی تو مرد کی دشمن ہی ہوتی ہے"۔ عمران نے جوزف کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے باس"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"حسیناؤں کی وجہ سے مردوں کی عقل ختم ہو جاتی ہے اور جو

چیز عقل کو کھا جائے تو وہ دشمن ہوئی یا نہ ہوئی''...... عمران نے جوزف سے کہا۔

''ہوئی باس ہوئی۔ وہ تو بہت بڑی دشمن ہوئی''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب تم واپس گیٹ پر جا کر بیٹھو۔ لیکن تم نے چوکس ہو کر بیٹھنا ہے۔ کسی حسینہ کو دیکھ کر بے ہوش نہیں ہو جانا''...... عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری ٹیڑھی بات بھی سمجھ گیا ہوں باس۔ اب مجھے کوئی بے ہوش نہیں کر سکے گا۔ تم فکر نہ کرو''...... جوزف نے عمران کو تسلی دینے والے انداز میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بے ہوش نہیں ہونا لیکن بے ہوش ہونے کی اداکاری ضرور کرنی ہے۔ سنا ہے کہ حسینائیں اداکاروں کو زیادہ پسند کرتی ہیں''۔ عمران نے جوزف سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تنویر۔ تم چھت پر چلے جاؤ اور کوٹھی نمبر چھبیس پر نظر رکھو۔ جیسے ہی کوئی حرکت محسوس کرو ہمیں مس کال کر دینا''...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ بھی کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تم لوگوں کے مشین پسٹلز پر سائیلنسر تو فٹ ہے نا''...... عمران نے جولیا، صفدر اور خاور سے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ ہدایت تو تم نے پہلے سے کی ہوئی ہے''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

''میرا دل کہہ رہا ہے کہ اب اس مشن کا انجام قریب ہے''۔ عمران نے کہا تو ان تینوں نے سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ عمران کے موبائل فون کی بیل بج اٹھی۔ موبائل فون سامنے میز پر رکھا ہوا تھا۔ عمران نے سکرین پر نظر دوڑائی تو تنویر کا نام فلیش ہو رہا تھا۔ پھر بیل بند ہو گئی۔

''سانس بند کر لو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے اپنے سانس روک لئے۔ کچھ ہی دیر کے بعد انہیں سٹک کی ہلکی ہلکی مگر مخصوص آوازیں سنائی دیں۔ وہ ان آوازوں کو پہچانتے تھے۔ یہ گیس کیپسول فائر ہونے کی آوازیں تھیں۔ چونکہ انہوں نے اپنے سانس روک لئے تھے۔ اس لئے گیس نے ان پر اثر نہیں کیا تھا۔ البتہ وہ کرسی پر اس طرح لڑھک گئے جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گئے ہوں۔ پھر چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ کمرے میں چار افراد داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کا انداز بہت ہی متکبرانہ تھا جبکہ باقی تین اس کے سامنے مؤدب نظر آ رہے تھے۔ وہ سب ہی انہیں کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے۔

''تو یہ ہیں وہ مشہور زمانہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ۔ اب یہ چوہوں کی موت مارے جائیں گے''...... تکبر میں ڈوبی ہوئی انہیں ایک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے دیکھا کہ متکبر

آدمی نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کی انگلی ٹریگر پر جاتی۔ وہ چاروں ہی یکدم اچھلے اور ان چاروں پر جا گرے۔ عمران متکبرانہ آدمی پر جا گرا۔ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس آدمی کی کنپٹی پر لگا۔ عمران کا ایک ہاتھ ہی اسے بے ہوش کرنے کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ جبکہ جولیا، صفدر اور خاور نے اپنے مدمقابل کی گردنیں توڑ دی تھیں اور پھر وہ چاروں ہی اٹھ کھڑے ہوئے اسی لمحے تنویر اور جوزف بھی کمرے میں آ گئے۔ وہ باہر موجود دیگر افراد کا خاتمہ کر آئے تھے۔

''باس۔ تم ٹھیک تو ہو نا''...... جوزف نے عمران اور دیگر ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھ پر کسی حسینہ کا سایہ پڑ گیا ہے جو میں ٹھیک نہیں رہوں گا''...... عمران نے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا تو اس نے اپنے سفید دانتوں کی نمائش کر دی۔

''اسے اٹھا کر کوٹھی کے پچھلے دروازے سے نکلو اور عقبی گلی میں دائیں ہاتھ کے تیسرے دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ اس سے وہیں انٹرویو کریں گے''...... عمران نے یکدم ہی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر جوزف نے بے ہوش آدمی کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔

''خاور۔ ہم عقبی دروازے سے باہر نکل رہے ہیں۔ تم عقبی

دروازہ اندر سے لاک کر کے عقبی گلی میں آ جاؤ''...... عمران نے خاور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب عقبی دروازے کی طرف بڑھے۔ دو منٹ بعد وہ دوسری کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں عمران نے بے ہوش آدمی کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر اسے رسی سے باندھ دیا۔

''خاور اور تنویر۔ تم باہر کا خیال رکھو میں اس سے گپ شپ کر لوں''...... عمران نے کہا تو تنویر اور خاور کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ صفدر، جولیا اور جوزف کمرے میں ہی رہ گئے۔

''جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے جوزف سے کہا تو کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی۔ بے ہوش آدمی کا ایک گال پھٹ گیا اور وہ فوراً ہی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

''اپنا تفصیلی تعارف کرا دو کہ تم کون ہو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میرا نام مائیکل ہڈ ہے اور میں بلیک سیون کا نیا چیف ہوں''۔ اس آدمی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''بلیک سیون نے شوگران سے پاکیشیا کی جو فائل اڑائی تھی وہ اس وقت کہاں ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''فائل۔ کون سی فائل۔ میں تو کسی فائل کے بارے میں نہیں جانتا۔ میں تو کچھ دیر پہلے ہی بلیک سیون کا چیف بنا ہوں''۔ مائیکل ہڈ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جوزف سے کہا۔ عمران کی بات ابھی مکمل ہی ہوئی تھی کہ مائیکل ہڈ کی چیخ بلند ہوئی جوزف کی ایک انگلی چاقو کی طرح اس کی آنکھ میں گھس گئی تھی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر آ گرا تھا۔ ایک چیخ کے بعد وہ مسلسل چیخیں مارنے لگا تھا۔ جوزف نے اس کے بال پکڑ لئے۔

"اگر تم دوسری آنکھ کی خیریت چاہتے ہو تو فوراً بتا دو کہ فائل کہاں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا یہ لہجہ اتنا سرد تھا کہ مائیکل ہڈ کو اپنے جسم میں کپکپی سی محسوس ہونے لگی۔

"یہ فائل اب سیکرٹری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے پاس ہے اور وہ انڈر گراؤنڈ ہو چکا ہے"...... مائیکل ہڈ نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم اس کا ایڈریس جانتے ہو۔ مجھے وہ ایڈریس بتا دو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو مائیکل ہڈ نے اس کا ایڈریس بھی بتا دیا۔

"جولیا۔ میک اپ بکس مجھے لا دو"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اسے میک اپ بکس دے دیا۔

"میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ اس دوران اسے زندہ رہنا چاہئے"...... عمران نے مائیکل ہڈ کا میک اپ کرنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران کمرے سے باہر چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے

چہرے پر مسکراہٹ تھی جس سے وہ سمجھ گئے کہ عمران اپنے مقصد میں کامیاب لوٹا ہے۔

"عمران۔ کہاں ہے وہ فائل"...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"فائل میں نے روانہ کر دی ہے۔ وہ کچھ ہی دیر میں پاکیشیا پہنچ جائے گی۔ آؤ اب ہم بھی واپس چلیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا کیا بنے گا۔ اس کو گولی نہ مار دیں"...... تنویر نے مائیکل ہڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی ہم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسے ایسے ہی یہاں رہنے دو۔ اگر اس کی زندگی ہوئی تو کوئی آ کر اسے بچا لے گا۔ ورنہ یہ یہاں بھوکا پیاسا مر جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب ہی کمرے سے باہر نکل آئے۔

دو گھنٹوں بعد وہ جہاز پر بیٹھے ہوئے تھے اور جہاز ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

"عمران۔ میں تمہیں اتنا ظالم نہیں سمجھتی تھی"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہیں ظالم لگتا ہوں لیکن کیسے"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تم مائیکل ہڈ کو گولی مار دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ اب تو وہ اس کمرے میں ہی بھوکا پیاسا تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ یہ تو انسانیت

سوز سلوک ہوا''...... جولیا نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جہاز کی پرواز سے قبل میں نے کناڈا پولیس کو فون کر دیا تھا اس لئے میں تو ظالم نہیں ہوں البتہ تم بہت ہی ظالم ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں ظالم ہوں وہ کیسے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جو اتنے عرصے سے تمہاری خاطر تڑپ رہا ہوں تم نے کبھی خیال کیا ہے''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ گلنار ہو گیا۔ تنویر دور بیٹھا ان دونوں کے چہروں کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ اس نے جولیا کے چہرے کو گلنار ہوتے دیکھا تو اس کا منہ بن گیا۔

ختم شد